ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

الحمد للہ کہ پانچ رسالے مؤلفہ و مصنفہ مولوی محمد قطب الدین صاحب

و مولوی سید محبوب علی صاحب و علمای کلکتہ و علمای دہلی انسے

توفیر الحق

سنہ ۱۳۰۷ھ

نظام الاسلام

[illegible]

قیمت فی جلد ۵/

چونکہ یہہ رسائل سنہ ۱۲۵۹ھ و سنہ ۱۲۸۰ھ مین مطبع دہلی مین چھپے تھے

اب بسبب کمیابی و خواہش شایقین کلکتہ کے اونکی نقل

مطبع نادری پریس الہ آباد مین باہتمام حاجی اکبر علی سوداگر مالک مطبع کے چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و رحمة للعالمین
وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وعلی ائمة المسلمین وسائر المومنین - اما بعد التماس
کرتا ہی مسکین محمد قطب الدین سب بہائی مسلمانون سے کہ یہہ کتاب ہے مشتمل ایک مقدمہ اور
دو مقاصد اور ایک خاتمہ پر - مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے ہے اور مقصد اول بیچ بیان وجوب
تقلید معین کے اور مقصد دوسرا بیچ بیان ترجیح مذہب ابو حنیفہ رحمة اللہ کے اور خاتمہ بیچ بیان
مضامین مناسبہ کے مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے بیان اسکا یہہ ہے کہ بعد صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین کے اہل اسلام متفرق ہوگئے تہتر فرقون پر بلکہ زیادہ بحسب فروع کی اور ہر ایک
نے تمسک قرآن و حدیث سے اپنی اپنی فہم کی موافق لیکر مذہب مقرر کیا اور ہر ایک نے دعوی
حقیت کا کرکر اپنی طرف لوگونکو کہینچنا شروع کیا اسوقت ائمہ دین کہ قرون ثلثہ میں سے
تہے اور ملقب بائمہ اربعہ مین یہہ حال دیکہکر بمقتضای اس حدیث شریف کے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث متفق علیہ
چاہا کہ مسائل دین کے بیچ قرآن اور حدیث و اجماع اور قیاس سے نکالکر مذہب مقرر کرین تو کہ لوگ اسپر عمل کرین
اور اپنی اپنی فہم کی موافق بہکین نہین کیونکہ ہر زمانہ کی لوگ تنزل مین ہین بموجب حدیث شریف مذکور کے
سو ہر ایک امام نے ائمہ اربعہ مین سے مع جماعت شاگردون اپنے کی کہ مجتہد فی المذہب تہی بڑی بڑی
سعیان اور کوششین [illegible] کہ کوئی حدیث اور آیة اونسی پوشیدہ نہین ہے

مسائل دین کے قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر مذہب مقرر کیے بعض مسائل میں متفق
ہوے اور بعض میں مختلف بسبب اختلاف اصول اور قواعد استخراج اور انبساط کے فقط پس ان
ائمہ نے جبکہ اس طور پر مسائل دین قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر لوگونکے آگے رکھے
تو سب لوگ کہ صلاحیت اہل سنت و جماعت ہونیکی رکھتے تھے اونہون نے قبول کیا باین طور کہ
بعضے انمین سے حنفیہ ہوئے اور بعضے انمین سے مالکیہ اور بعضے شافعیہ اور بعضے حنبلیہ جیسا کہ قول

علماء دین کا بہ قال الحنفیۃ وبہ قال المالکیۃ وبہ قال الشافعیۃ وبہ قال الحنبلیۃ
اس بات پر شاہد محکم ہے صاحب انصاف کو اور بعضے لوگ جو اپنی ہواے نفس کے تابع تھے یہ قید اونکی
نفسون نے قبول نکی اور اونہون نے طرح بطرح سے شبہے اور کلام کرنا اور لوگونکو بہکانا اور بہکانا شروع کیا
سو علماء ربانیون نے یہ حال دیکھکر کمر ہمت باندھکر ہمیشہ رد کرتے رہے اسی طرح ان ایام مین بعضے
لوگون نے اپنی بدعت اور عناد اور حسد کی رو سے لوگونکو بہکانا اور اپنی ہواے نفس کیطرف بلانا
شروع کیا اور بدزبانی ائمہ کے حق مین اونکی اتباع کے حق مین کرنی شروع کی اور طرح طرح کے شبہے
کرنے لگے اور چند سال گذرے ہین کہ مینے بچشم خود دیکھا تھا کہ مولینا و اولینا و مرشدنا و استاذنا
خاتم المحدثین مولینا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے طعن کرنے والونپر خفا ہوتے
تھے کہ رنگ آپکا سرخ ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کو بنتی ہی نہین اور آپ
حنفی المذہب تھے سو اس فقیر نے ایسا ایسا حال دیکھکر اور سنکر بموجب حدیث النصح لکل مسلم چاہا کہ
ایک رسالہ واسطے تائید حق کے لکھون کہ مشتمل ہو اوپر اثبات تقلید کے مع جواب اون شبہون کے کہ یہہ
کرتے ہین اور سیر اور بیچ بیان اون مسائل کے کہ یہہ لوگ اونپر بڑے بڑے شبہے کرتے ہین ساتھ دفع کرنے
اونکے شبہونکے ساتھ حدیثون صحیحہ کے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جبکہ بڑے شبہون کا یہ حال ہے
رفع ہونے مین تو اور شبہون کا کیا ذکر ہے سو مینے ایک رسالہ بعد کرنے استخارہ مسنونہ کے لکھا
اور نام اوسکا تنویر الحق رکھا لیکن چونکہ تھا وہ رسالہ خاص فہم تو چاہا مینے کہ ایک رسالہ فقط مسئلہ
تقلید مین بطور اختصار کے عام فہم ہو تو بہتر ہے سو وہ رسالہ یہہ ہے اور نام اسکا توفیر الحق رکھا ہے امید
اسکے کہ اللہ تعالی وافر در علم کرے فائدہ اسکا ہو خاص و عام کو واللہ الموفق والمعین الیہ الہدایۃ
والخذلان مقصد پہلا بیچ بیان وجوب تعین مذہب احد کی ساتھ چند دلیلون کے دلیل پہلی یہہ ہے کہ کہا

بعضے یکھا حنفیہ نے
اور بعض کہا مالکیہ نے
۳ غ ۱۲

شیخ ابن ہمام حنفی نے تحریر الاصولین اور شیخ ابن حاجب نے مختصر الاصولین اور قاضی عضد الدین نے
مختصر الاصولین اور صاحب درمختار نے درمختار مین ان الرجوع عن التقلید بعد العمل ممنوع با
الاتفاق یعنی رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے منع ہی بالاتفاق اور کہا صاحب بحر الرائق نی رسائل زینیہ
توجب علی مقلد ابی حنیفة العمل بہ ولا یجوز لہ العمل بقول غیرہ لما نقل الشیخ قاسم فی تصحیحہ
عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہی یعنی پس واجب ہی
ابو حنیفہ کے مقلد پر عمل کرنا اونکے قول پر اور نہین جائز ہی اوسکو عمل کرنا اونکے غیر کے قول پر
اسلیے کہ نقل کیا شیخ قاسم نے اپنی تصحیح مین سب اصولیون سے یہہ کہ بلاشبہ نہین صحیح ہی رجوع کرنا
تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق اور کہا ابن عبد البر مالکی نے ان تتبع رخص المذاہب غیر جائز
بالاجماع ذکر کیا ہے اسکو مسلم الثبوت وغیرہ مین یعنی ڈھونڈنا حلال حلال اور جائز جائز چیزونکا
مذاہب کے غیر جائز ہے بالاجماع پس جبکہ معلوم ہوچکے یہہ دونون اجماع تو کہتے ہین ہم کہ تلفیق مذاہب
کی یعنی جمع کرنا دو مذہبونکا باطل ہوئی اور ثابت ہوئی تعیین ایک مذہب کی ور بیان اسکا یہہ ہی کہ تلفیق
یا تو تلفیق کریگا پہلے عمل کرنیکے یا پیچھے عمل کرنیکے پس اگر تلفیق کریگا پیچھے عمل کرنیکے تو یہہ شق باطل
ہے ساتھہ اجماع ہونیکے اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سے بعد عمل کرنیکے پس باطل ہوئی یہہ شق
اس اجماع مذکور سے اور اگر تلفیق کری پہلے عمل کرنیکے تو یہہ شق باطل ہی ساتھہ اجماع ہونیکے اوپر
منع ہونے تتبع کی رخص مذاہب کے اسلیے کہ اگر جائز ہو تلفیق مذاہب کی تو اسمین تتبع رخص
مذاہب کا اور تتبع رخص مذاہب کا غیر جائز ہے بالاجماع اور بھی باطل ہے ساتھہ اجماع امت کے
اور بیان اسکا یہہ ہی کہ سب مجتہدین جمع ہوئی ہین مسائل اجتہادیہ اختلافیہ مین اوپر اعتقاد
اور قول کے بایں طور کہ یہہ حلال اور جائز ہے اور یہہ حرام غیر جائز ہے پس اگر جائز رکھی جاوے
یہہ تلفیق اور تتبع رخص مذاہب کا تو اوٹھہ جاوے گی حرمت جہان سے اور ہو جاویگا اجماع اوپر امر
لغو اور غلط کے اور یہہ امر باطل ہے ساتھہ قول اللہ تعالی کے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ
ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنی اور جو تابع ہو سوا رستے مومنون کے حوالہ کرین
وہی طرف جو اوسنے پکڑی اور داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور بری ہی وہ جگہہ پھر جانے کی
پس باطل ہوئی تلفیق مذاہب کی اور ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی ان دونون اجماعون کی اس لیے

کہ یہہ تعیین ضد ہی تلفیق کی ہیں جبکہ باطل ہوئی تلفیق ان دونون اجماعون سے تو ثابت
ہوجاویگی نقیض اوسکی ساتھہ دونون اجماعون کے یعنی ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی
ساتھہ دونو اجماعون کے سا اور دلیل دوسری یہہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین انما
النسیٔ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما و یحرمونہ عاما یعنی
سوائے اسکے نہین کہ تاخیر کرنا بڑہاتا ہے کفر مین گمراہ کئے جاتے ہین بسبب اوسکے وہ لوگ کہ کافر ہوئے
حلال جانتے ہین اوسکو ایک سال اور حرام جانتے ہین اوسکو ایک سال پس یہہ آیت صریح ہے
بیچ مذہب اوس شخص کے کہ کبھی اعتقاد کرے حلت کا ایک چیز مین اور کبھی اعتقاد کرے حرمت کا
اوسی چیز مین پس جبکہ معلوم ہوا یہہ تو کہتے ہین ہم کہ مسائل دین کے یا تو اجماعیہ ہونگے یا اختلافیہ پس
اگر ہون اجماعیہ تو اتباع اونکا واجب بالاجماع ہے اور اگر ہون اختلافیہ تو مقلد بعد اختیار کرنے
مذہب واحد کے دو امر سے خالی نہین یا تو دورہ کریگا اسطرح کہ انتقال کرے حلت سے طرف حرمت
کے اور حرمت سے طرف حلت کے یا استمرار یعنی ہمیشگی کریگا اوسپر پس اگر ہوا امر اول تو یہہ
باطل ہے ساتھہ آیہ مذکورہ کے اور اگر ہوا امر ثانی یعنی استمرار تو تعیین مذہب واحد کی لازم
و واجب ہوئی ساتھہ مقتضائے آیہ مذکورہ کے اور دلیل تیسری یہہ ہے کہ کہا جمہور نے ان
المجتہد قد یخطی و قد یصیب جیسکی تصریح کی ہے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین اور
دلیل چوتھی یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب
فلہ اجران و اذا حکم فاجتہد فاخطاء فلہ اجر واحد متفق علیہ اور اسپر اجماع ہے
اہل اسلام کا کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین تحت اسی حدیث مذکور کے قال العلماء اجمع المسلمون
علی ان ذلک الحدیث فی حاکم عالم اہل للحکم فان اجتہد فاصاب فلہ اجران اجر
باجتہادہ و اجر باصابتہ و ان اجتہد فاخطأ فلہ اجر باجتہادہ انتہی اور یہی مذہب
چارون اماموں کا ہی جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین ہذا ہو الصحیح عند الائمۃ الاربعۃ انتہے
یعنی یہی صحیح ہے نزدیک چارون اماموں کے یعنی امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کہتا ہی کہ ہر مجتہد مصیب ہے یہہ قول اوسکا باطل و فاسد ہی کیونکہ مخالف حدیث
متفق علیہ اور اجماع امت اور ائمہ اربعہ کے ہے پس جو کچھ کہ بنا کیا جاوے اس قول فاسد پر وہ بھی فاسد ہوا

على ترك التنزيه قاله الحلبي تفقها انتهى اور کہا صاحب بحر الرائق نے بحر میں اما الصلوة خلف
الشافعية فحاصل ما فى المجتبى انه ان كان مراعيا للشرائط والاركان عندنا
فالاقتداء صحيحة والا فلا يصح ولا خصوصية للشافعية بل الصلوة خلف كل
مخالف للمذهب كذلك انتهى اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زینیہ میں فوجب على
مقلد ابي حنيفة ان يعمل به ولا يجوز له العمل بقول غيره انتهى اور کہا شیخ ابن الہمام
نے فتح القدیر میں فبهذا ظهر ان الصواب ما ذهب اليه ابو حنيفة وان العمل على
مقلديه واجب فى الافتاء بغيره لا يجوز لهم انتهى ذکر کیا دستور السائل بنیہ میں اور کہا فتاوے
عالمگیری میں هذا كله فى القاضى المجتهد واما المقلد فانما ولاه ليحكم بمذهب ابي حنيفة
مثلا فلا يملك المخالفة فيكون معزولا بالنسبة الى ذلك الحكم هكذا فى فتح القدير
انتهى اور کہا فتاوی عالمگیری میں باب التعزیر میں حنفي ارتحل الى مذهب الشافعي يعزر كذا
فى جواهر الاخلاطي انتهى اور مثل اس عبارت کے فتاوی برہنہ میں بھی موجود ہے اور تحقیق معلوم ہو
بیان کرنے سبب تالیف عالمگیری کے سے یہہ بات کہ تحقیق عالمگیر بادشاہ چونکہ تھا عالی
امور دین میں تو ارادہ کیا یہہ کہ عمل کریں لوگ ساتھ مسائل مفتی بہا کے پس حکم کیا اوس نے بیچ
مشاہیر علمار ہند کو ساتھ جمع کرنے مسائل مفتی بہا کے اس فتاوی میں اور کہا تیج ترضیع کے بحث
تسمیع میں لا خير فى ان تكون حنفيا فى بعض المسائل وشافعيا فى بعض آخر
كما عرف فى مسائل التقليد انتهى اور اسی میں مہرین علمار حرمین شریفین کی اونمیں سے
عبد الله بن سراج ہیں کہ جو سردار ہیں مکے کے مدرسون کے اور مولوی سید عبد الله کہ وہ مفتی
ہیں مکے کے اور سید عثمان کہ وہ مدرس تھے مکے کے اور شیخ مصطفے کہ وہ حنفی امام تھے مکے کے اور شیخ محمد
عابد سندھی کہ وہ مدینہ کے بڑے مدرس تھے مصنف طوالع الانوار حاشیہ در مختار اور شیخ صالح کہ وہ
مدینہ کے مدرس تھے اور شیخ محمد ابو السعادات کہ وہ مسجد نبوی کے امام تھے اور شیخ عبد القادر اور
سید محمد اور شیخ محمد محی الدین اور سید علی اور شیخ عبد الله اور سوائے انکے اور علماء مکہ اور مدینہ کے نے
اسپر مہرین کیں اور کہا ابو بکر رازی نے شرح آثار طحاوی میں وانما جعلنا لما شاهدوا الضرورة
تحسنوا ان ينصبوا القاضى نائبا شافعيا او من يتشابهم على وفق مذهبه فى

گروہ حنفیہ وقت ضرورت کے نہیں فتویٰ دیتے ہیں ساتھ مذہب غیر کے مگر اس حیلہ سے کہ متقرر کرتے ہیں
قاضی نائب شافعی یا مالکی تاکہ حکم کرے موافق مذہب غیر کے باوجود اسکے کہ قاعدہ الضرورات
تبیح المحظورات مجمع علیہ ہے چاہتا ہے اسکو کہ وقت ضرورت کے فتویٰ ساتھ مذہب غیر کے مباح
ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ حاصل اسکا یہ کہ اگرچہ
ضرورت مباح کر دیتی ہے ممنوع کو بالاجماع بدلیل اس آیہ مذکورہ کے لیکن اصحاب ہمارے نے استخراج کیا ہے
دلیل استحسانی سے یہہ کہ نکیا جاوے خلاف مذہب کے وقت ضرورت کی بھی مگر اس حیلہ مذکورہ سے اور
دلیل استحسانی ایک دلیل ہے ادلہ حنفیوں کی جیسا کہ استصحاب دلیل ہے دلیلوں شافعیہ کی سے اور
مصالح مرسلہ دلیل ہے ادلہ مالکیوں کے سے اور کہا حموی نے شرح اشباہ والنظائر میں وفی
الفتح قالوا ان المنتقل من مذهب الى مذهب بالاجتهاد والبرهان آثم يستوجب التعزير
فبلا اجتهاد وبرهان اولى انتہی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے صراط المستقیم میں کہ
شرح ہے سفر السعادۃ کی وحالا این بن جا بر است ہر کہ بے ازین اسپہاد و بے ازین در اختیار کردہ
براہ دیگر رفتن و در دیگر زدن عبث و بیہودگی باشد و کار خانہ عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن
واز راہ مصلحت بیرون افتادن است واگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد ہم از مذہب احد
مختار روایتے کہ دلیلش احسن واقوی وفائدہ اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر ولو فرخصت اختیار کند و براہ رخصت
ومسالمت وحیلہ اندیشی نرود و این طریق متاخران است و شکے نیست کہ این طریقہ محکم تر و مضبوط تر
است و گویند کہ طریقہ پیشینان خلاف این بود و ایشان تعین مذہب واتباع مجتہد واحد از واجبات نمی دانستند
انتہی پس یہہ کلام شیخ کا صریح دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ علماے متاخرین التزام مذہب واحد کو واجب
سے جانتے ہیں نہ متقدمین اور درجا ہی شیخ مرحوم نے کتاب کو رمیں فرمایا ہے قرار داد علماء متاخرین
براین است وہو المختار وفیہ الخیر انتہی اور کہا قہستانی نے بیچ نقایہ شرح مختصر وقایہ کی کتاب القضا
میں قال ابو بکر الرازی لو قضى بخلاف مذهبه مع العلم لم يجز في قولهم جميعا
انتہی اور کہا صاحب در مختار نے در مختار میں بیچ کتاب القضا کے وفی الوہبانیہ قضی من
لیس مجتہد کحنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا انتہی پس معلوم ہوا
اس کو سے یہہ کہ جو کچھ کرتا ہے ... اصول میں اختلاف اس بات میں ان المقلد اذا

التزم مذهبا هل وجب عليه الاستمرار ام لا فقال البعض نعم وقال بعض الاخر

لا لانه لا واجب الا ما اوجبه الله ولم يوجب ذلك انتهى سو وہ اختلاف بیچ اوس

وجوب کے ہے کہ جو بمعنی فرض کے ہی نہ اوس وجوب مین کہ ترک اوسکا مکروہ تحریمی ہے جو مصطلح

حنفیون کا ہے اور بھی معلوم ہوتی ہے یہی بات اس دلیل سے کہ یہی بحث مذکور بیچ کتابون

اصول شافعیہ اور مالکیہ کے بھی اور ادنکے ہان فرض و واجب ایک ہی چیز ہے بلکہ حنفیہ بھی

اس اصطلاح پر کلام کرتے ہین اور کہتے ہین بیچ کتب اصول اپنے کے الامر للوجوب یعنی امر

واسطے فرض کے ہی پس جو شخص کہ واقف ہوگا اس اصطلاح پر دہوکا نہین کہا دے گا اور

اور ناواقف جو چاہے سو سمجھے سو وہ ہمپر حجت نہین اگرچہ وہ عالم نامی ہی ہو اور تطبیق بھی

اس بات کو چاہتی ہی اور یہی معلوم ہوا اسی مذکور سے کہ جو قول نخ کور ہی کتابون مین المختار

الجواز بیچ مقابلہ منع کے ہے معنی اوسکے المختار عدم المنع اور یہ نہین مستلزم ہی عدم

کراہت کو اور یہہ بہت ہی کتب مین جیسا کہ قول سنت وجماعت کا ان الصلوۃ

خلف کل بر وفاجر جائزۃ باوجود اسکے کہ نماز فاسق وفاجر کے پیچھے مکروہ ہی نزدیک انکے اور

اسطرح کی عبارتین کتب مین بہت ہین جیسا کہ نہین پوشیدہ ہی ماہر کتب پر واللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

اور مقصد دوسرا بیچ بیان ترجیح مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

وجہون صحیحہ کے وجہ اول یہہ ہے کہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس رواہ مسلم

فی باب فضل فارس اور کہا شیخ جلال الدین شافعی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ

کے بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی حدیث اخرجه ابو نعیم

فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم

بالثریا لناله رجال من ابناء فارس واخرج الشیرازی فی الالقاب عن قیس

بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناوله

قوم من ابناء فارس واخرج البخاری والمسلم فی صحیحهما حدیث ابو ہریرۃ

بلفظ لو کان الایمان عند الثریا لناله [illegible] فی لفظ مسلم

لوكان الدين عند الثريا لذهب به رجل من ابناء فارس حتى يتناوله وفى

معجم الطبرانى عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لوكان الدين معلقا بالثريا لتناوله ناس من ابناء فارس فهذا اصل

صحيح يعتمد عليه فى البشارة والفضيلة انتهى كلام جلال الدين السيوطى الشافعى

ذکر کیا اوسکو طحطاوی نے شرح در مختار مین پس ان دونون حدیثون مین سے باب مین ساتھ لفظ جمع

کے وارد ہے پس لفظ جمع کا وارد کیا گیا باعتبار اتباع کے اور لفظ مفرد کا وارد کیا گیا باعتبار اس

کے کہ وہ متبوع ہین ان اتباع کے اور اختیار کرنا جز نے مین اس طریق کو اشارہ ہے اسپر کہ اتباع اس شخص

کے مثل اوسکے افضل ہونگے غیرون پر مصیب ہونے مین در قول اوسکا فہذا اصل صحیح یعتمد

علیه فى البشارة والفضيلة صریح ہے اسمین کہ یہ حدیثین صحیح ہین پس یہ حدیثین دلالت

کرتی ہین اسپر کہ تحقیق دین اور علم اور ایمان اگر ہو ثریا کے پاس تو البتہ جا کرے آویگا یہ شخص کہ

ابناء فارس مین سے ہے اور یہ کلام بطور نہایت مبالغہ کے ہے بیچ مدح مصیب ہونے اور پہنچنے حق کے

اور دون کی نسبت پس ان حدیثون صحیحہ نے دلالت کی اسپر کہ یہ شخص نہایت مرتبہ مصیب ہونیکا

رکھتا ہے مسائل اختلافیہ مین باین طور کہ جب جاویگا طرف دین اور ایمان اور علم کے تو جا پہنچیگا اوسکو

لیکن باقی رہی یہ بات کہ یہ شخص کون ہے سو کہتے ہین ہم جبکہ اجماع منعقد ہوا اوپر نکرنے اوس عمل

کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ہوا مدار دین کا قیامت تک اوپر مذاہب ائمہ اربعہ کے اور نتھا

کوئی ان ائمہ اربعہ کا ابناء فارس سے سوائے ابو حنیفہ کے تو دلالت کی ان حدیثون نے ساتھ اجماع کے

ملکر اسپر کہ یہ شخص مذکور ابو حنیفہ ہین اور کفایت کرتا ہے قول جلال الدین سیوطی کا بیچ وارد کرنے

ان حدیثون کے بیچ فضیلت در بشارت ابو حنیفہ کے کیونکہ وہ اکابر محدثین اور اجلہ ائمہ شافعیہ

مین سے ہے پس دلالت کی ان حدیثون صحیحہ نے ساتھ اجماع کے ملکر اسپر کہ امام اعظم ابو حنیفہ سب سے بڑے

اور زیادہ تر ہین در باب اصابت اور پہنچنے حق کے مسائل اختلافیہ و اجتہادیہ مین اسی لیے کہا

امام شافعی نے الناس کلهم عيال ابى حنيفة فى الفقه اور یہ قول امام شافعی سے نہایت

مشہور ہے و سندین اسکی بہت ہین چنانچہ آگے آویگا ذکر اوسکا پھر پوشیدہ نرہے کسی پر یہ خبر دینا رسول

خدا صلی الله علیه وسلم کا ساتھ [illegible] آگاہ کرتا ہے اسپر کہ اتباع اس شخص کے مثل اوسی کے فائق

ہیں تبع باب تعصب ہونیکی اسی لئے کہا میر سید شریف نے کہ محقق اور مدقق ہیں اصول و فروع میں شرح
علامہ کیدانی میں والسلام علی ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ الذی جاھد فی دین اللہ
تعالی فاخلص اجتہادہ وجادہ وعلی اصحابہ الفائقین علی غیرہم بفضل الاصابۃ
وزیادۃ دینہ انتہی اور کہا در مختار میں قال الامام الشافعی رحمہ اللہ من اراد الفقہ فلیلزم
اصحاب ابی حنیفۃ فان المعانی قد تیسرت لہم واللہ ما صرت فقیہا الا بکتب محمد
بن حسن انتہی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے قلائد العقیان میں قال سفیان بن عیینہ من
اراد الفقہ فعلیہ بالکوفۃ بلازم اصحاب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ انتہی اور کہا
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح صراط المستقیم میں امام شافعی ببینید کہ چہ مدح و در مدح اصحاب وے میکنند میگوید
الناس کلہم عیال علی فقہ ابی حنیفۃ و در شان محمد بن حسن شیبانی کہ شاگرد ابو حنیفہ است فرمودہ
اگر اہل کتاب از یہود و نصاری تصانیف امام محمد را ببینند بسبب اختیار ایمان آرند و امام محمد شش کتاب تالیف
کردہ کہ ہر یکے از ان شصت مجلد و ہفتاد مجلد بلکہ بیشتر است و امام احمد اکثر مسائل دقیق از کتب امام محمد نقل
میکرد و وطن کتب نظر میکرد و ازان استفادہ می نمود و آنچنانکہ تقلید و اتباع امام ابو حنیفہ با حادیث و
اقوال صحابہ است دیگر بر انصاف نیست انتہی اور کہا شیخ نے کتاب مذکور میں قبل اسکے وچون احادیث کہ امام
شافعی بدان اخذ کردہ و تمسک نمودہ امام ابو حنیفہ بدان تمسک نمودہ و اخذ نکردہ مردمان ن
کردہ اند کہ مذہب او مخالف احادیث است حال آنکہ درینجا احادیث دیگر ہست صحیح تر و قوی تر ازانکہ وی رضی
اللہ تعالی عنہ اخذ کردہ و تمسک نمودہ انتہی وجہ دوسری یہ ہے کہ روایت ہے عمران بن حصین سے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم الحدیث متفق علیہ اور یہ حدیث کتب احادیث میں بہت طرق سے مذکور ہے
یہانتک کہ مضمون اسکا مشہور ہے پس یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے اسپر کہ خیریت تابعین کی زیادہ
ہے خیریت تبع تابعین کے سے اور امام ابو حنیفہ تابعین میں سے ہیں دیکھا انہوں نے ایک جماعت
صحابہ کو ایک ان میں سے عبد اللہ بن ابی اوفی صحابی ہیں اور ابو حنیفہ نے یہ حدیث انسے
سنی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا
فی الجنۃ امام ابو حنیفہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی ایک شہر کے رہنے والے تھے اور وفات

یانی عبد اللہ بن اوفی نے شہر کوفہ مین ۸۷ھ مین بالاتفاق اور تھی عمر ابو حنیفہ کی دن وفات
عبد اللہ بن ابی اوفی کی سات برس کی بالاتفاق بس غور کرنا چاہیے کہ یہہ دونون ایک
ہی شہر مین ہون اور امام کی عمر سات برس کی ہو اور وفات عبد اللہ کی کوفہ ہی مین ہو اور پھر
ملاقات نکرین ایسمین عقل کیونکر قبول کرے وجود صحابی کا عزیز تھا جہان جہان لوگ سنتے
تھے اونکی ملاقات کے لیئے آتے تھے تابعی بننے کے لئے اور یہہ نعمت عظمی اوسی شہر مین ہو اور پھر ملاقات نکرین
بعید از عقل ہے یہہ حال تو عقل کا ہے اب سنو آگے حال نقل کا کچھہ تھوڑا سا کہا جلال الدین سیوطی شافعی نے
تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین قد الف الامام عبد الکریم الشافعی جزءا فیما
روی الامام ابو حنیفة عن الصحابة انتہی ذکر کیا اسکو طحطاوی نے شرح در مختار مین اور
جزو اہل حدیث کی اصطلاح مین اوس کتاب کو کہتے ہین کہ اوسمین مرویات ایک شخص کے ہون خواہ
تابعی ہو خواہ صحابی خواہ تبع تابعی جیسا کہ کہا جاتا ہے یہہ جزو احادیث ابی بکر کا ہے اور یہہ جزو احادیث مالک کا
ہے اسیطرح کہا مولینا عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ مین کہ اصول حدیث مین ہے اور کہا در المختار مین وصح ان
ابا حنیفة سمع الاحادیث من سبعة من الصحابة کما بسط فی اواخر منیة المفتی
وادرک بالسن عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء انتہی اور کہا خوارزمی نے جامع
مسند امام کی قد روی ابو حنیفة عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان العلماء
اتفقوا علی ذلک لکنهم اختلفوا فی العدد انتہی ذکر کیا اس کلام خوارزمی کو طحطاوی
نے اور کہا ملا علی قاری نے بیچ رسالہ جواب قفال کی فانه من بین الائمة المجتهدین مختص
بکونه من التابعین دون غیره باتفاق العلماء المعتبرین انتہی اور تحقیق ثابت
اور مقرر ہے علم اصول مین کہ مثبت مقدم ہوتا ہے اوپر نافی کے اور یہی مقتضائے عقل ہے پس ثابت ہوا
عقل اور نقل سے ہونا امام اعظم ابو حنیفہ کا تابعین مین سے اور متعصبین کی کچھہ واہی نہین ہے کیا
نہین دیکھتے ہو طرف انکار کرنے روافض کے بیچ خلافت ابو بکر اور عمر کے اور امام اعظم تو اونکے خادمون
مین سے ہین پس جبکہ معلوم ہوا یہہ تو کہتے ہین ہم کہ جب ہو اجماع منعقد اوپر کسی نے اوس عمل کے کہ وہ
مخالف ہو ائمہ اربعہ کی اور امام ابو حنیفہ مین تابعین مین سے عقل اور نقل سے تو ہوئی خیریت ابو
حنیفہ کی بیچ باب مصیبت کے ... زیادہ اور بڑہ کر ائمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی

امام احمد بن حنبل سے ساتھ اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے پس ثابت ہوا افضل ہونا ابو حنیفہ کا اوپر ان ائمہ مذکورین کے اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے **اور وجہ تیسری** یہہ ہی کہ روایت ہی عبد اللہ بن عمر سے انہ قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال یا ایہا الناس انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فینا فقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب الحدیث رواہ الترمذی اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن صحیح انتہی پس یہہ حدیث صحیح صریح دلالت کرتی ہی اسپر کہ وصیت کی رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ کہ لیا جاوے دین ان لوگون سے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے بشرط اس ترتیب مذکور کے جیسا کہ مقتضا لفظ ثم کا ہے کہ جو مذکور ہی حدیث مین یعنی لیا جاوے دین ان لوگون سے بشرط اس ترتیب سے لیا جاوے دین صحابہ سے جبتک کہ پایا جاوے پھر تابعین سے جبتک کہ پایا جاوے پھر تبع تابعین سے جبتک پایا جاوے یہہ مقتضا حدیث صحیح کا ہے پس ہرگاہ کہ نہوا کوئی مذہب منفرد اہل سنت وجماعت سے قرن صحابہ سے لیکر تبع تابعین تک سوائے مذہب ائمہ اربعہ کے اور منعقد ہوا اجماع اوپر نکرنے اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اور تھے ابو حنیفہ تابعین مین سے نہ ائمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل تو دلالت کی اس حدیث صحیح نے ساتھ اس اجماع کے بلکہ اسپر کہ مذہب امام اعظم کا لازم پکڑا جاوے جبتک کہ پایا جاوے واسطے عمل کرنیکے اس حدیث صحیح پر **اور وجہ چوتھی** یہہ کہ کہا امام شافعی نے الناس کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ انتہی ذکر کیا اسکو ابن حجر مکی نے کہ وہ اجلہ شافعیون مین سے ہین بیچ قلائد العقیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان کے اور صاحب سیرت شامی محمد ابن یوسف شامی نے کہ وہ اکابر شافعیون مین سے ہے بیچ عقود الجمان فی مناقب النعمان کے اور ابوبکر خطیب بغدادی نے کہ وہ ائمہ حدیث سے ہی بیچ تاریخ بغداد کے اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے بیچ مکتوبات اپنے کے لکھا ہین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بیچ صراط المستقیم کے اور صاحب در المختار نے بیچ در المختار کے اور خوارزمی نے بیچ مسند امام اعظم کے اور سوا انکے اور بہت لوگون نے یہانتک کہ یہہ قول امام شافعی کا مشہور ہے کہا خوارزمی نے مسند امام اعظم مین

والدلیل علیہ ما اشتہر واستفاض عن [illegible] رض انہ قال الناس

عیال علی ابی حنیفه فی الفقه انتهی اور کہا صاحب بحر الرائق نے اشباہ مین
قال الامام الشافعی من اراد ان یتبحر فی الفقه فلینظر الی کتب ابیحنیفه
کما نقله ابن وهبان عن حرمله انتهی اور کہا حموی نے شرح اشباہ مین فی ذکر الحافظ
الذهبی فی کتابه المسمی بالصحیفه فی مناقب فقیه الوقت ابی حنیفه ان
المزنی روی عن الامام الشافعی هذا الذی رواه حرمله وقال ایضا فی کتاب
المذکور قال عبد الله بن المبارک ان الاثر قد عرف وان احتیج الی الرای
فرای مالک وسفیان وابیحنیفه وابو حنیفه احسنهم وادقهم فطنة واغوصهم
علی الفقه وهو افقه الثلاثة انتهی کلام الحموی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے کتاب مذکور
مین قال عبد الله بن المبارک وناهیک ما رایت فی الفقه مثله ورایت مسعرا فی
حلقته جالسا بین یدیه یساله ویستفید منه ما رایت قط تکلم فی الفقه
احسن منه قال عبد الله ابن المبارک کان ابوحنیفه افقه من اهل زمانه
ولقیت الف رجل من العلماء فلولا انی لقیت اباحنیفه لکنت من
الفلاسین قال معمر ما اعرف رجلا تکلم فی الفقه احسن معرفة من
ابی حنیفه وقال وکیع ما رایت احدا افقه ولا احسن من ابیحنیفه وقال
ابراهیم بن عکرمه ما رایت احدا اورع ولا افقه من ابیحنیفه
قال ابو یوسف ما رایت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابیحنیفه وقال
ابو یوسف ما رایت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابیحنیفه وقال
سفیان الثوری کنا بین یدی ابیحنیفه کالعصافیر بین یدی البازی وان
اباحنیفه لسید العلماء وقال علی بن عاصم لو وزن علم ابیحنیفه بعلم اهل زمانه
لرجح علیهم قال محمد بن الحسن یناظر اصحابه فی المقائس حتی اذا استحسن
شیئا لم یلحقه احد منهم فی الاستحسان قال یزید بن هارون کتبت علی
الف شیخ حملت عنهم العلم [illegible] رایت والله فیهم اشد ورعا من ابیحنیفه و
لا احفظ لسانا منه [illegible] وقال علی ابن عاصم لو وزن عقله

بعقل نصف اہل الارض لرجح عقلہم وقد صنف العلامۃ مصنف کتاب

الضخیم المسمی بسبیل الہدی والرشاد المشہور بسیرت الشامی محمد

بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی المذہب کتابا فی مناقب ابی حنیفۃ

سماہ عقود الجمان فی مناقب النعمان وعندی نبذۃ منہ وہو

انہ کان ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ اخذ العلم باوفر

نصیب اما علم الکلام فقد تقدم انہ بلغ فیہ مبلغا یشار

الیہ بالاصابع وناہیک بہ انہ سلم الیہ علم النظر والقیاس واصابۃ

الرای حتی قالوا فیہ ابو حنیفۃ امام اہل الرای فیہ انتہی کلام ابن

الحجر المکی پس یہ کلام صریح ہے اس بات مین کہ اصابت راے ابو حنیفہ کی مسلم ہے نزدیک علما کے

اور کہا ابن حجر نے کتاب مذکور مین ومدح المشایخ لہ بالعلم والفقہ والورع والامانۃ

اکثر من ان یحصی واظہر من ان یخفی انتہی اور کہا در المختار مین ومناقبہ

اکثر من ان تحصر وصنف فیہا سبط ابن الجوزی مجلدین کبیرین

وسماہ الانتصار لامام ائمۃ الامصار وصنف غیرہ اکثر

من ذلک انتہی پس یہ مختصر مناقب ہین امام صاحب کے اور معلوم ہوئی ان اقوال ائمہ

دین کے سے ترجیح امام اعظم کی اوپر غیر کے اور بیان اسکا یہ ہے کہ تحقیق قول امام شافعی کا الناس

کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ مشہور و معروف ہے اور بہت سندون سے ثابت ہے

جیسا کہ کتابون اور اماموں سے جو اقوال مذکور ہین سب موید اس قول کے ہین پس ثابت ہوا

اس سے فقیہ ہونا امام صاحب کا سب سے بڑھکر اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین متفق علیہ پس دلالت اس حدیث متفق

علیہ کے کہ فقیہ ہونا دین مین سب سے بہتر ہے نزدیک اللہ تعالی کے پس امام اعظم

بہتر ہوئے دین مین نزدیک اللہ تعالی کے ساتھ ان اقوال ائمہ دین اور حدیث صحیح متفق علیہ

کے اسی واسطے اختیار کیا امام شافعی نے امام اعظم کے کتب فقہ کو اور کہا

من اراد الفقہ فلیلزم اصحاب ابی [illegible] تعالی فقد تیسرت لہم

واللہ ما صرت فقیہا الا بکتب محمد بن الحسن انتہیٰ ذکر کیا اوسکو در المختار میں اور کتابیں امام محمد کی بڑی بڑی ہیں چھہ کتابیں کہ ضخامت ہر ایک کی ساٹھہ ستر جلد وں سے کم نہیں جیسا کہ تصریح کی شیخ عبد الحق نے ساتھہ اسکے اور گذر چکا اوپر بیان اسکا اور پوشیدہ کسی شخص پر کہ جو شخص کہتا ہے کہ فقیہ ہونیسے تعریف ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ اعلم بالکتاب والسنہ بہتر ہوتا ہے فقیہ سے سو یہہ قول مردود ہے ساتھہ اس حدیث متفق علیہ کے اب بکتا پھرے بکنے والا جو چاہے کافی ہے یہہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسکی بکواس کے رد میں پس ثابت ہوئی ان وجوہ مذکورہ سے ترجیح امام اعظم رح کی مذہب کی اسی لئے فرمایا ہے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں بشکل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ برکت ورع وتقوی ودولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم او عاجز اند و مجتہدات اورا بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند وا ورا اصحاب الرای پندارند کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ ودقتہ مگر امام شافعی رح شمہ از فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت کہ الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ بواسطہ ہمین مناسبت کہ بروح اللہ دارد تواند بود انچہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ در فصول ستہ نوشتہ است عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابو حنیفہ حکم وعمل خواہد کرد بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ می شود کہ نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریاے عظیم می نماید وسایر مذاہب برنگ حیاض وجداول نظر می آید تا قصان چند احادیث را یاد گرفتہ اند واحکام شرعیہ را در ان منحصر ساختہ ما ورای علوم خود را نفی می نمایند بیت ہر ان کرمی کہ در سنگی نہان است * زمین وآسمان او ہمان است * واے ہزار واے از تعصبہاے بارد ایشان واز نظرہاے فاسد ایشان باقی فقہ ابو حنیفہ است وسہ حصہ فقہ اورا سلم داشتہ اند ودر ربع باقی ہمہ شرکت دارند ودر فقہ صاحب خانہ اوست و دیگران ہمہ عیال وے اند انتہیٰ الربانی اور وہ بھی اسی ترجیحات مذکورہ کی رہی جمہور اہل اسلام کے ہمیشہ اور مذہب ... باقی اور باقی مذاہب اہل اسلام کے جیسا کہ

تصریح کی ہے ساتھ اسکے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین کہ تالیف کیاہے قفال کے جواب مین عبارت اوسکی یہ ہے واما اتباع ابیحنیفة قد یما وحد یثا فھی الازدیاد فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم و ما وراء النھر و ولایة الھند والسند واکثر اھل خراسان وعراق مع وجود کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انھم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المھندسین بالاتفاق

پھر کہا ملا علی قاری نے اسی رسالہ مین بعد ذکر کرنے رجوع سلطان محمود کے طرف مذہب شافعی کے

ویکفینا من السلاطین ابراھیم بن ادھم المتلمذ لامامنا فی العلم والعمل واعراضه من الدنیا واقباله علی العقبی والحضور مع المولی مع ان السلاطین فی کل زمان ومکان ثابتون علی مذھب النعمان کسلاطین روم حفظھم الله من الحوادث والدوران و سلاطین ماوراء النھر فی کل دھر وعصر وسلاطین الھند والسند فی البر والبحر

اور کفایت کرتا ہے ہمکو ابراہیم بن ادہم کہ جو شاگرد ہین ہمارے امام کے علم او رعمل مین اور منہ موڑنے مین اوسکی دنیا سے اور متوجہ ہونے اوس کے مین طرف عقبیٰ کے اور حضور مین باوجود اسکی بادشاہ ہر زمانے اور مکان مین ثابت ہین اوپر مذہب نعمان یعنی ابی حنیفہ کے مانند بادشاہون روم کے نگاہ رکھے اون کو اللہ حادثون اور گردشون سے اور مانند بادشاہون ماوراء النہر کے بیچ ہر زمانہ اور عصر کے اور مانند بادشاہون ہند و سندھ کے بر و بحر مین

ولعل حکمة ذلك ان ابا حنیفة من ذریة کسری الملقب بنوشیروان العادل فحیث عدل الامام عن الدنیا واقبل علی العقبی جعل الله سلاطین الاسلام واساطین الانام من العلماء الاعلام تابعین له الی یوم القیام حتی روی ان المھدی علیه السلام یحکم علی وفق مذھبه علیه الرضوان لما روی الحسن … فی تفسیر حدیث لا تقوم

الساعة حتى يظهر العلم وهو علم الامام ابی حنیفة

رضی الله تعالی عنه من الاحکام انتهی کلام القاری پس یہ جملہ

اخیر مثل اوس جملہ کے ہے کہ تصریح کی ہے ساتھہ اوسکے امام ربانی اور خواجہ محمد پارسا

نے اور وہ عبارت اوپر گذر چکی ہے اور ساتھہ اسی کے تصریح کی ہے صاحب

درمختار نے در المختار مین اور عبارت اوسکی یہہ ہے حسبك من مناقبه

اشتهار مذهبه ما قال قولا الا واخذ به امام من الائمة

الاعلام وجعل الله تعالى الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى

هذه الايام الى ان يحكم بمذهبه عيسى عليه السلام انتهى

کہا یحیی بن معین نے کہ وہ امام ائمہ حدیث کے ہین اور تبع تابعین مین سے ہین اور وہ صحاح ستہ والونکے استاد

مین سے ہین اور ہین امام جرح اور تعدیل کے جیسا کہ تصریح کی ہے صاحب فتح الباری شارح بخاری ابن حجر

عسقلانی نے تقریب مین یحیی بن معین ثقة حافظ مشهور امام الجرح والتعديل مات سنة ثلث وثلثين وله بضع

وستون سنة انتهى القراءة عندی قراءة حمزة والفقه فقه ابی حنیفة على هذا ادركت الناس انتهى یہہ عبارت تاریخ ابن خلکان

اور تاریخ خطیب محدث بغدادی مین ہے اور پوشیدہ نرہے کہ جو لوگ زمانہ یحیی بن معین مین تھے وہ

تابعین اور تبع تابعین تھے اور قول یحیی بن معین کا علی هذا ادرکت الناس ساتھہ تقدیم ظرف کے فایدہ

حصر کا دیتا ہے کیونکہ قاعدہ مقرر ہوچکا ہے جو شے کہ حق اوسکا تاخیر ہو وہ وقت تقدیم کے فایدہ حصر کا دیتا ہے

جیسا کہ ایاك نعبد وایاك نستعین پس یہہ کلام یحیی بن معین کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ تابعین اور تبع تابعین

فقہ ابی حنیفہ کو بہترین فقہ جانتے تھے اور اوسپر عمل کرتے تھے چنانچہ تائید کرتی ہے اسکی عبارت رد المحتار شرح

در المختار کی قوله من زمنه هذه الايام فالدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب جدهم فاكثر قضاتها

ومشايخ اسلامها حنفية يظهر ذلك لمن تصفح كتب التواريخ وكان مدة ملكهم خمسمائة سنة تقريبا

انتهى اور کہا ملا علی قاری نے واما اتباع ابی حنیفة فقد بما وجدنا في الازدياد في جميع البلاد سيما

في بلاد الروم وما وراء النهر وولاية الهند واكثر اهل الخراسان والعراق مع وجود كثير منهم

بلاد العرب بالاتفاق واظن انهم يكونون ثلثي المسلمين بل اكثر عند المنصفين بالاتفاق ثم ان سلاطين

في كل زمان ومكان يأتون على ... الروم حفظهم الله عن الحوادث والدوران

وسلاطین ما وراء النهر فی کل عصورهم وسلاطین الهند والسند فی البر والبحر انتهی اور جاننا چاہیے
کہ ہونا لوگوں کا عیال فقہ ابی حنیفہ کا اور ہونا تابعین اور تبع تابعین اور جمہور اہل اسلام کا مذہب ابی حنیفہ پر اور
ہونا قیاس ابی حنیفہ کا کلم الاصابۃ جیسا کہ گذری نقل اسکی صاحب سیرت شامی شافعی المذہب سے اور قول
علیہ السلام کا اتبعوا السواد الاعظم اور قول حضرت کا لو کان الدین عند الثریا لذہب بہ رجال من ابناء فارس حتی یتناولہ
دلیل روشن ہے اس پر کہ مذہب عیسی علیہ السلام کا موافق مذہب ابی حنیفہ رح کے ہوگا اور مذہب ابی حنیفہ کا سب
مذاہب سے آخر تک رہیگا جیسا کہ کہا اہل کشف نے تصریح کی اسکی امام عبد الوہاب شعرانی نے میزان میں وقال فی الدر
المختار بعده وقد اتبعه علی مذهبه کثیر من الاولیاء الکرام ممن اتصف بثبات المجاهدة ورکض فی میدان
المشاهدة کابراهیم ابن ادهم وشقیق البلخی ومعروف الکرخی وابی یزید بسطامی وفضیل ابن عیاض و
داود الطائی وابی حامد اللفاف وخلف ابن ایوب وعبد الله ابن المبارک ووکیع ابن الجراح وابی بکر الوراق وغیرهم
ممن لا یحصی بعده ان یستقصی انتهی وقال الشامی فی رد المحتار فی شرح الدر المختار قوله اشتهار مذهبه
ای فی عامة بلاد الاسلام بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد لا یعرف الا مذهبه کبلاد الروم والهند والسند
وما وراء النهر وسمرقند الخ ثم قال قوله الی ان یحکم بمذهبه عیسی علیه السلام تبع فیه القهستانی
وکانه اخذه مما ذکره اهل الکشف ان مذهبه آخر المذاهب انقطاعا فقد قال الامام الشعرانی فی المیزان
ما نصه قد تقدم ان الله تعالی لما من علی بالاطلاع علی عین الشریعة رایت المذاهب کلها متصلة
بها ورایت المذاهب الائمة الاربعة تجری جداولها کلها ورایت جمیع المذاهب التی اندرست
قد استحالت حجارة ورایت اطول الائمة جدولا الامام ابا حنیفة ویلیه الامام مالک و
یلیه الامام الشافعی ویلیه الامام احمد واقصرهم جدولا الامام داود وقد انقرض فی القرن
الخامس فاولت ذلک بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره فکما کان مذهب الامام ابی حنیفة اول المذاهب
المدونة فکذلک یکون آخرها انقراضا وبذلک قال اهل الکشف انتهی والله اعلم وعلمه اتم

ذلک کله حق والاعتقاد والعمل به مستحق — توفیر الحق

لصحة الاعتقاد والعمل یفید وویل لمن لم یعمل به — حفیظ الحمید

ذلک کله حق والاعتقاد الیه حق — یہ رسالہ ... حرف حرف قابل ... اللہ تعالی

مستحق ... خیر ... یاد ... آئے ... ہی

ایک مرتبہ یہہ شور مچا تہا اوسکے دفع کرنیمین مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب نے بڑی کوشش کی تہی اور رسالہ عدم رفع الیدین اور منع قرأۃ خلف الامام و اخفاء آمین مین تالیف کیا تہا اور وہ دونون رسالہ مولوی صاحب کے میرے پاس موجود ہین اور یہی ایسا پایا استاد مولوی نذیر حسین صاحب کیکو فقیہہ اجل عالم باعمل والدی ماجدی جناب مولوی محمد عبد الخالق مرحوم کہ اونہون نے تنبیہ الضالین مین تحریر کرکر مہر اپنی کی ہے من شاء فلینظر الیہ

محمد عبد القادر

یہہ رسالہ من اولہ الی آخرہ مینے دیکہا واقع مین کتاب بے نظیر ہی اور عوام و خواص کیلئے واجب ہے ما رأیت وما سمعت مثلہ نہ شتاب ان ہذا الشئ عجاب مختصر کلام یہہ ہے کہ جناب مولانا مولوی محمد اسحاق مرحوم نے مایۃ مسائل مین لکہا ہی کہ جو مذاہب اربعہ کو بدعت کہے نماز نفل اور نکاح اوسکا علم نہ مقبول ہوگی اور سب ہیاء منثورا ہوجاویگی من شاء فلیطالع فیہ فی جواب سوال ستین و ثلث اور یہہ چراغ دین محمدی قدیم سے روشن ہے اسکو کوئی بجہا نہین سکتا و نعم ما قیل ؎ چراغی را کہ ایزد بر فروزد ٭ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

محمد عبد الحکیم

لاریب یہہ رسالہ مسمی بہ توقیر الحق المعروف بالقول السدید فی وجوب التقلید مولفہ میرے اوستاد بزرگوار کا یعنی جناب مولانا محمد قطب الدین سلمہم اللہ تعالی کا من اولہ الی آخرہ حق و صحیح و درست قابل قبول انام ہے فماذا بعد الحق الا الضلال مدعی کج فہم کے یہہ خیال مین نہ گذرے کہ صاحب درمختار و حضرت مجدد و خواجہ محمد پارسا و ملا علی قاری وغیرہم رحمہ اللہ علیہم نے جو لکہا کہ عیسی علیہ السلام مذہب ابی حنیفہ رح پر عمل کرینگی تو یہہ بات کیونکر ہو سکے کہ وہ نبی اور مجتہد ہین اور تقلید مجتہد کی مجتہد کو حرام ہے بالاجماع اسواسطے کہ معنی اون عبارتو نکی یہہ نہین جو یہہ شخص سمجہتا ہے بلکہ معنی یہہ ہین کہ عیسی عم عمل کرینگے باین طور کہ ہوگا اجتہاد اونکا موافق مذہب ابو حنیفہ رح کے فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد المسکین محمد ضیاء الدین

ضیاء الدین فقیر خواہ — محمد

مسکین رسالہ ہذا من اولہ الی آخرہ بنظر التعمق مطالعہ نمود موافق مذہب اہل سنت و جماعۃ یافت والحق کہ مالک مسالک مذاہب اربعہ بر صراط مستقیم است خصوصًا بر مذہب حنفی کہ معتمد علیہ سواد اعظم است کہ اکثر از اہل اسلام متبع ابی حنیفہ گذشتہ اند علیہم الرضوان و در اصول و فروع بر سایر مذاہب فوقیت دارد آیا نمی بینی کہ امام اعظم رح در اتباع سنت سید علیہ الصلوٰۃ والسلام از ہمہ آیمہ مقدم است کہ احادیث مرسل و قول صحابی را بواسطہ بزرگی صحبت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام بر راے خود مقدم دارد بر خلاف دیگر آیمہ رح کہ بر قیاس خود قول صحابی را مقدم نمی دارند عجب می آید بر ان کسان کہ باوجود این احتیاط آنرا از اصحاب راے می دانند و کلام ناشایستہ در حق آن بزرگ بر زبان می رانند حالانکہ جم غفیر از محققان بر

کمال فضل و علم و ورع و تقوی او مقر اند الله تعالی این ما را به راه راست آرد که این چنین رئیس دین را
آزار رسانند و متبعان آن را که سواد اعظم اند نسبت بضلالت نمایند و داخل آن جماعه باشند که در شان
آن آیه کریمه یریدون لیطفؤا نور الله بافواههم واقع است چرا که بزعم فاسد خود ایشان اصحاب رای می پندارند
و تابع کتاب و سنت نمی شمارند حالانکه تارک کتاب و سنت ضال و مبتدع است بلکه از احاطه اسلام خارج است
این اعتقاد فاسد نمی کند مگر جاهلی که مقصودش ابطال و تضعیف دین باشد تا قصهای ضد احادیث را یاد
کرده اند و بزعم ناقص خود احکام شرعیه را در آن منحصر دانسته و ماسوای علوم خود را معدوم انگاشته و بر
تقصیر عدم فهم خود قایل نگشته و آنکه نزد او ثابت نشده است آن را منتفی ساخته و زبان طعن را گشاده مثل فرقه
خوارج و روافض گشته قطعه قاصری گر کند این طایفه را طعن قصور + حاش لله که برآرم بزبان این گله را +
همه شیران جهان بسته این سلسله اند + روبه از حیله چسان بگسلد این سلسله را + ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب حرره شیخ رحیم بخش دهلوی
الملقب به محمد مسعود نقشبندی

بسم الله الرحمن الرحیم

نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دین داران سوالون کا اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے
پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھ اوٹھاتے ہین اسپر کیا
دلیل ہے جواب حدیث سے پہلے جلد مشکوٰۃ شریف کے ۲۲۸ صفحہ مین عن مالک
بن الحویرث رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اذا کبر
رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی
بہما اذنیہ متفق علیہ روایت ہے مالک ابن حویرث رض سے کہا کہ تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھون کو یہان تک کہ
برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے اور ایک روایت مین ہے یہان تک
کہ مقابل کرتے دونون ہاتھون سے اپنے دونون کانون کی لہرون کو بخاری اور مسلم نے
روایت کی وفی المشکوٰۃ وفتح القدیر وجامع الاصول وتیسیر الوصول
عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی
الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی ابہامیہ اذنیہ ثم

كَبَّرَ وَفِي رِوَايَةٍ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلَى شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ اوسی مشکوۃ کی ۲۵
صفحہ مین اور فتح القدیر اور او جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین ہی وائل بن حجر
سے مروی دیکھا اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہڑے ہوے نماز کو اوٹھاے آپنے
اپنے ہاتھ یہان تک کہ ہوے وہ برابر اونکے مونڈہون کے اور برابر کیے اپنے انگوٹہونکو اپنے
کانون کے پہر تکبیر کہی اور ایک روایت مین ہے کہ اوٹھاتے تھے اپنے انگوٹھے اپنے کانونکی
لو تک اور اوسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقایق اور لمعات التنقیح اور
بحر الرایق مین ہے لیکن مضمون مین کچھ اختلاف ہے طوالت کے خوف سے ہر ایک
کتاب کی عبارت بالتفصیل نہین لکہی گئی **دوسرا سوال** حنفی جو ناف کے
نیچے ہاتھ باندھتے ہین اسپر کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ
مین حدیث ہے عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ رض اَنَّ عَلِيًّا رض قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ
الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ وَيَضَعُهَا تَحْتَ السُّرَّةِ اخرجه رزين
روایت ہے ابی جحیفہ رض سے کہ حضرت علی رض نے فرمایا سنت ہی ہاتھ رکھنا نماز مین اور
رکھنا اون کا نیچے ناف کے اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت
مین ہے حضرت علی رض سے کہ فرمایا اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ
یعنی سنت ہے رکھنا ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر نیچے ناف کے اور ہدایہ اور بحر الرایق
اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بھی اسی مضمون کی حدیث ہے صرف لفظ
مین اختلاف ہے اور بعض مین اتفاق اور بحر الرایق مین ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ ثَلٰثٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ وَذَكَرَ مِنْ جُمْلَتِهَا
وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی تین چیزین مین پیغمبرون کی
سنت سے اور بیان کیا ان میں رکھنا دہنے ہاتھ کا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے
تیسرا سوال حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑہتے بلکہ آہستہ اسکی کیا

دلیل ہے **جواب** مشکوۃ شریف کے ۲۰۶ صفحہ مین حدیث ہے عَنْ اَنَسٍ
رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ
الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَخْرَجَہُ مُسْلِمٌ انس رض
نے کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رض شروع کرتے تھے
نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۱۸ صفحہ
مین انس سے روایت ہے عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْہُمْ یَقْرَءُ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَخْرَجَہُ السِّتَّۃُ روایت ہے انس رض سے کہا نماز پڑہے
مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رض کے ساتھہ سو نہین سنا
مینے اونمین سے کسیکو کہ پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم اور
ترمذی اور ابوداود اور مالک اور نسائی نے اور کافی مین ہے قولہ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثَلٰثٌ
یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِیَۃُ وَاٰمِیْنُ فرمایا علیہ السلام نے تین چیزین
ہین کہ آہستہ کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین وروی ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی
اللہ عنہ ما جہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالتسمیۃ فی صلوۃ
مکتوبۃ اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری سے
ہے وفی لفظ مسلم فکانوا یَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم وفی روایۃ فلم اسمع احدا
منہم یجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم ورواہ النسائی والدارقطنی و
احمد وابن حبان فکانوا لا یجہرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم
وفی اثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم والمختصر

ابن خزیمة فکانوا یسرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت مین ہے
شروع کرتے تھے اصحاب نبی کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ نہ کہتے تھے بسم اللہ
الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہے نہیں سنا مینے اون مین سے کسیکو کہ
پکار کر پڑہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دار قطنی او
احمد اور ابن حبان نے سو تھی وہ کہ پکار کر نہین پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم
او کا ثار طحاوی اور معجم طبرانی او رحلیہ ابن نعیم او رمختصر ابن خزیمہ مین ہے کہ آہستہ
کہتے تھے اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر
مین ہے قد روی الطحاوی عن ابن عباس رض لم یجہر النبی صلے
اللہ علیہ وسلم بالبسملة حتی مات روایت کی طحاوی
نے ابن عباس رض سے پکار کر نہین کہا ہے نبی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو
یہانتک کہ وفات پائی **چوتھا سوال** حنفی نماز مین امام کے پیچھے سورہ فاتحہ
نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ
مین حدیث ہے عن جابر رض قال من صلی رکعة لم یقرء
فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی
جابر رض سے ہے جس نے نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوس مین سورہ فاتحہ تو
نہ پڑہی اوس نے نماز مگر امام کے پیچھے یعنی امام کے پیچھے یہ حکم نہین ہے اور پہلی جلد
مشکوۃ شریف کے ... صفحہ مین ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر
فکبروا واذا قرء فانصتوا رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجة
روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول صلعم نے مقرر ٹھہرایا گیا ہے امام اس لئے
کہ پیروی کیجاوے اوسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور وہ جب قرآن پڑہے تو تم چپ رہو

روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور جامع الوصول اور
مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بہی اس مضمون کی حدیثین ہین اور مسند
امام ابوحنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ
اور فتح القدیر مین ہے عن جابر رض اَنَّ رَجُلًا قَرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَاَوْمٰی اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ فَلَمَّا
انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْہَانِیْ اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَاکَرَا ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ
الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ جابر رض سے روایت ہے کہ قرارت کیا یعنی کوئی سورہ پڑہا ایک شخص
نے پیچہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی
طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کیا اوسنے منع اوسکو پہر جب
پڑہ چکا کہا اوسنے کیا منع کیا تونے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے قرآن پڑہنے
سے سو بحث ہوئی اوکیئن اور وہ سماعت مین پہونچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سو فرمایا رسول صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو قرارت اوسکے امام کی اوسکے
لئے قرارت ہے یعنی قرارت امام کی مقتدی کیلئے کافی ہے اور شیخ عبدالحق نے
مشکوۃ کے ترجمے مین لکہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا سب
نے اسکو روایت کیا ہے اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور
فتح القدیر مین ہے عن ابن عمر رض اَنَّہٗ کَانَ اِذَا سُئِلَ ہَلْ یَقْرَءُ اَحَدٌ مَعَ
الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُہٗ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی
وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَءْ ابن عمر رض سے روایت ہے جب سوال کیا اونسے کیا قرآن پڑہے کوئی
امام کے ساتہہ فرمایا جب پڑہے تم مین سے کوئی نماز امام کے ساتہہ تو کفایت کرتا ہے اوسکو

امام کا قرآن پڑھنا اور جب اکیلا نماز پڑھے تو چاہیے کہ قرآن پڑھے اور فتح القدیر و لمعات التنقیح
مین ہے رُوِیَ مُحَمَّدٌ فِی مُوَطَّاہُ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض عَنِ الْقِرَاۃِ
خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اُنْصُتْ وَیَکْفِیْکَ الْاِمَامُ روایت کیا امام محمد نے اپنی مؤطا مین
سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قرآن پڑھنے کے مقدمہ مین امام کے پیچھے فرمایا چپکے رہ اور کافی ہے
تجکو امام کا قرآن پڑھنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ یُمْلَأُ فِیْ فِیْہِ جَمْرَۃٌ وَفِی الْکِفَایَۃِ وَ
الْکَافِیْ قَالَ عَلِیٌّ رض مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَۃَ فرمایا نبی صلعم
نے جو قرآن پڑھے پیچھے امام کے بھرا ہو وہ اپنے مونہہ مین چنگاری آگ کی اور کفایہ اور کافی
مین ہے فرمایا علی رض نے جسنے قرآن پڑھا پیچھے امام کے سو غلط کیا اوسنے چھوڑ دی قدیم چال
وَعَنْ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَ زَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ
سعید ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سے روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا
پیچھے امام کے اوسکی نماز درست نہین اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر
الوقایہ اور عنایہ مین ہے وَمَنْعُ الْمُقْتَدِیْ عَنِ الْقِرَاءَۃِ مَأْثُوْرٌ مِنْ ثَمَانِیْنَ نَفَرًا
مِنْ کِبَارِ الصَّحَابَۃِ منع ہونا مقتدی کا قرآن پڑھنے سے روایت ہے اسکی
اسی آدمیون بڑے اصحابون مین سے اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح اور شرح مختصر
الوقایہ مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰہِ قَالُوْا لَا تَقْرَءْ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا تَقْرَءْ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ وَ عَنِ ابْنِ
مسعود رض نحوہ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض
نے فرمایا کہ قرآن مت پڑھ پیچھے امام کے کسی نماز مین اور جابر نے کہا ہے نہ پڑھ تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر پڑھے امام یا چپکے اور عبد اللہ [illegible] مسعود رض سے بھی اسی طرح کی

پانچوان سوال روایت ہے خفی جو نماز مین امین بکار کر نہین پڑہتے او سکی کیا دلیل ہے

جواب دارقطنی نے اپنے سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکہا ہے عَنْ وَائِل رض اَنَّهُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ رواہ احمد وابو داود روایت ہے وائل رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہونچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین اور پوشیدہ کی اپنی اواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور بحر الرائق مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکہا ہے قَالَ اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰہِ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَاٰمِیْنَ کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے اونہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا لک الحمد اور امین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوہ شریف کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکہا ہے عن عمر بن الخطاب رض اَنَّهٗ یُخْفِی الْاِمَامُ اَرْبَعَةَ اَشْیَاءَ اَلتَّعَوُّذُ وَالْبَسْمَلَةُ وَاٰمِیْنَ وَسُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض مِثْلُهٗ روایت ہے عمر بن الخطاب سے فرمایا اونہون نے کہ پوشیدہ پڑہیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ اور امین اور سبحانک اللہم اور عبد اللہ بن مسعود سے بہی اسیطرح کی روایت ہے وَفِی الْهِدَایَةِ لِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ وَذَکَرَ مِنْهَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِیَةَ وَالْاٰمِیْنَ ہدایہ مین لکہا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض کی روایت سے چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے اونکو امام اور بیان کیا اونہین سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور امین اور تخریج احادیث الہدایہ اور فتح القدیر مین ہے کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے روایت کی وائل رض سے اور اونہون نے اپنے باپ سے کہ اَنَّهٗ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْن

وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهُ ترجمہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پہونچے غیر المغضوب علیہم ولا

الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتھہ اپنی آواز کو چھٹا **سوال**

حنفی جو سوائے شروع کے تکبیر کے وقت پھر ہاتھہ نہیں اوٹھاتے اوسکی کیا دلیل ہے

جواب تیسیر الوصول کے ۵۱۴ صفحہ اور جامع الاصول مین ہے عَنْ بَرَاءٍ قَالَ رَأَيْتُ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ

مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوٗد روایت ہے براء رض سے کہا دیکھا

مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے ہاتھون کو اپنے کانون

کے نزدیک تک پھر نہ دوہراتے نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور تیسیر الوصول کے ۵۱۴ صفحہ مین ہے عَنْ عَلْقَمَةَ رض قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض نُوْمًا اَلَا

اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ

اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ اَخْرَجَهُ اَصْحَابُ السُّنَنِ روایت

ہے علقمہ رض سے کہا فرمایا مجھکو عبد اللہ ابن مسعود رض نے ایک دن نہ بتاؤن مین تمکو

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر نماز پڑہی اور نہ اوٹھائے اپنے ہاتھہ مگر ایک دفعہ

شروع کی تکبیر کے ساتھہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے وفی التبیین

الحقائق قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ کہا ابن

مسعود رض نے نماز پڑہی مینے نبی صلعم کے ساتھہ اور ابو بکر اور عمر رض کے سو

نہ اوٹھائے اونھون نے اپنے ہاتھہ مگر نماز کے شروع مین وَفِي الْكِفَايَةِ وَالْكَافِيْ

وَالْعِنَايَةِ وَالنِّهَايَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اَنَّ الْعَشَرَةَ مُبَشَّرَةً

بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹھاتے
تھے وہ اپنے ہاتھہ مگر نماز کے شروع مین و فی شرح مختصر الوقایۃ عن براء بن
عازب رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر
لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی
اذنیہ ثم لا یعود روایت براء بن عازب رض سے کہا تھے نبی صلعم جب
تکبیر کہتے شروع نماز مین اوٹھاتے اپنے ہاتھہ یہانتک کہ ہوجے دونون انگوٹھے
اونکے دونون کانون کی لہر تک پہر نہ دہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرائق
اور تبیین الحقایق مین ہے قال جابر رض رایت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لا یرفعہما
حتی انصرف اخرجہ ابو داود۔ اور کہا جابر نے دیکہا مینے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بلند کیا حضرت نے اپنے ہاتہون کو شروع نماز کے وقت پہر
نہ اوٹھاتے اونکو جبتک کہ پڑہ چکے نماز نکالا اسکو ابو داود نے وروی الطحاوی
والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی
صلعم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ
وفی تکبیر القنوت فی الوتر وفی العیدین الحدیث روایت کیا ہی طحاوی
نے اور طبرانی نے جو دونو کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور ابن
عباس کے طرف ملتی ہے سفر نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھہ مگر سات
جگہون مین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی نماز
مین آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بہی بعینہ یہ حدیث
مروی ہے اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کے معتبر اور مشہور کتابین ہین اونمین
لکہا ہے من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناہ وترک فترکناہ

فرمایا ابن مسعود رض نے اوٹھانے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ تو دو تہانے کے ہمنے اور
چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہمنے اوس سے انتہا اور عنایہ مین جو ہدایہ کی شرح ہے
لکھا ہے اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ زُبَیْرٍ رض رَاٰی رَجُلًا یُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ
یَرْفَعُ یَدَیْہِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنْہُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ
لَہٗ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم ثُمَّ تَرَکَہٗ عبد اللہ
ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے مسجد الحرام مین اور وہ اوٹھا
تہا اپنے ہاتھ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت جب پڑھ چکا نماز کہا
اوسکو مت کر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تہا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر
چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے وان جابر بن سمرہ
قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ
اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ شُمُسٌ اَیْ صَعْبٌ
جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر فرمایا
کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہون مین تمکو اوٹھانیوالے ہاتھونکو اپنے گویا دم گھوڑونکی
سخت ہے قرار پکڑو نماز مین یعنی حرکت نہ کرو نماز مین اور نہایہ مین ہے وحین رَاَی النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ
الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ
اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ جب دیکھا نبی صلعم نے
کہ اوٹھاتے تہے اپنے ہاتھونکو نماز مین رکوع کیوقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے
وقت تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکھتا ہون مین تمکو اوٹھانیوالے ہاتھون کو اپنے گویا
دم گھوڑون کی جو سخت ہے قرار پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین ٹھہرے
رہو نماز مین یعنی ہاتھون کو حرکت نہ دو سائل اسوال حنفی پر ہیچ کی

نماز مین دعاے قنوت نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہی
ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۳۰۴ صفحہ مین عن انس رض
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ رواہ ابو
داود والنسائی روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم نے قنوت پڑہی مہینے بہر
پہر چہوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابو داود اور نسائی نے اور اسی کے ۱۰۴ صفحہ مین ہے
عن ابی مالک الاشجعی رض قال قلت لابی یا ابت انک قد صلیت
خلف رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر وعثمان وعلی ہہنا
بالکوفۃ نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای
بنی محدث اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ روایت ہی
ابی مالک اشجعی رض سے کہا پوچہا مینے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑہی تمنے
رسول اللہ صلعم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کی ہان کوفہ مین قریب پانچ
برس کی کیا قنوت پڑہتے تہے وہ کہا اونے اے میرے لڑکے یہہ بدعت ہے نکالا
اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور تیسیر الوصول کی ۲۲۲ صفحہ مین ہے قنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہرا بعد الرکوع فی صلوۃ الصبح
وفی روایۃ ابی داود والنسائی قنت شہرا ثم ترکہ قنوت پڑہی رسول صلعم نے مہینہ بہر
بعد رکوع کی صبح کی نماز مین اور روایت مین ابو داود اور نسائی کی ہے کہ قنوت
پڑہی حضرت نے ایک مہینہ بہر پہر چہوڑ دیا اوسکو **اٹھوان سوال** حنفی جو نماز مین دہنا پانون کہڑا
اور بایان پانون بچھاکر بیٹھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے
مشکوۃ شریف کی ۲۵۴ صفحہ مین عن عایشہ رض قالت کان رسول اللہ صلعم
یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنی رواہ مسلم روایت ہے عایشہ
رض سے کہا بچھاتے تہے رسول اللہ صلعم بایان پانون اپنا اور کہڑا رکہتے تہے دہنا

پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۲۳ صفحہ مین ہے عن علی بن عبد الرحمن قَالَ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رض فَقَلَبْتُ الْحَصٰى فَقَالَ لِي لَا تُقَلِّبِ الْحَصٰى وَافْعَلْ كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ قُلْتُ وَكَيْفَ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم يَفْعَلُ قَالَ هٰكَذَا وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَاَضْجَعَ الْيُسْرٰى الحديث روایت ہے علی ابن عبد الرحمن سے کہا نماز پڑہی مینے ابن عمر کی پہلو کی طرف سو سرکائین مینے کنکریان کہا مجکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکہا مینے رسول اللہ صلعم کو کرتے پوچہا مینے کسطرح دیکہا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے کہا اسطرح اور کہڑا کیا داہنے پانون کو اور بچہایا بائین کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ مین ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رض قَالَ اَفْتَرَشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَرَفَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى روایت ہے وائل بن حجر رض سے کہا بچہایا رسول اللہ صلعم نے اپنا بایان پاون اور اوٹہایا اپنا ہاتہ اپنے بائین ران پر اور کہڑا کیا داہنا پانون اور اوسی کتاب کے ۲۲۴ صفحہ مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ اَبِي ابْنُ عُمَرَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ روایت ہے عبد اللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن عمر نے سنت نماز مین یہی ہے کہ کہڑا رکہے تو اپنا دہنا پانون اور بچہاوے بایان نکالا اسکو بخاری اور مالک و نسائی نے وَفِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى اور ایک روایت مین نسای کی سنت ہے کہڑا کرنا دہنے قدم کو اور برابر رکہنے اوسکی انگلیونکو قبلہ کیطرف اور بیٹہنا بائین قدم پر لوان سوال حنفی نماز مین سجدہ کرنیکے وقت پہلے گہٹنون کو

زمین پر رکھتے ہین بعد اوسکے ہاتون کو اور سجدے سے اوٹھتے وقت پہلے ہاتہونکو
زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے گھٹنون کو اسکی کیا دلیل ہے **جواب**
حدیث ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین عن وائل بن حجر رض قال کان
النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نھض رفع یدیہ
قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن وفی اخری لابی داود واذا
نھض نھض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ روایت ہے وائل رض سے
کہا تہی نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکہتے اپنے گھٹنونکو پہلے اپنے ہاتہون کے
اور جب کہڑے ہوتے اوٹھاتے اپنے ہاتہہ پہلے اپنے گھٹنون کے نکالا اسکو اصحاب
سنن یعنی ترمذی نسای ابوداود نے اور دوسری روایت مین ابوداود کے
اور جب اوٹھتے حضرت اوٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ہاتہون کا اپنے
زانو پر اور اوسی صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نھض من الصلوۃ منع فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجہہ دے آدمی اپنے ہاتہون پر کہڑے ہونے کے وقت نماز
مین اور مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکہا ہے اوسکا
ترجمہ یہہ ہے ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تہے گھٹنے
شروع کرتے اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے
تہے ہاتہون کو پہلے گھٹنون کے پہر حکم ہوا کہ رکہین اپنے گھٹنون کو پہلے ہاتہون کے
دسوان سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدے کے
بعد بغیر بیٹھنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتہون سے زمین پر اوٹھتی ہین اسکی کیا دلیل ہے
جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح مین عن ابی ھریرۃ رض
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تھے نماز مین پیرون کے سرون پر یعنی
اونگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹھے اور بدون ٹیک لگائے ہاتھونسے زمین پر
اور کافی مین ہے اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ
فِی رَکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ جب سر اوٹھاتے حضرت
اپنا سجدے سے پہلے اور تیسری رکعت مین اوٹھتے پیرون کی اونگلیون کے جڑ پر اور
فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح مین ہے اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّہٗ کَانَ یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ
وَلَمْ یَجْلِسْ وَاَخْرَجَ نَحْوَہٗ عَنْ عَلِیٍّ رض وَکَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ زُبَیْرٍ
وَعَنْ عُمَرَ رض وَاَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِیِّ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَضُوْنَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ اَقْدَامِھِمْ وَ
اَخْرَجَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ
الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ نکالا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے
مقرر وہ اوٹھتے تھے نماز مین اپنے پیرون کی اونگلیون کی جڑ پر اور نہ بیٹھتے تھے
اور نکالا ایسا ہی علی رض سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے
اور نکالا نعمان ابن عیاش نے پایا مینے بہت سے اصحابون کو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو جب اوٹھاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری
رکعت مین اوٹھتے جس حال مین تھے اور نہ بیٹھتے

گیارہوان سوال

جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتے ہین اسکی کیا دلیل
ہے

جواب مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ مین لکہا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے
اَنَّھُمْ یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ رض بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَفِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رض مِثْلَہٗ

فی بعض المسائل الفقهیة
و بعض العلوم و فی
عمدة المرید شرح جوهرة
التوحید و
علی کل من لبیب
فیه اهلیة الاجتهاد
التقلید لمذهب معین
وروی عن ابی یوسف

یعنی صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑہتے تھے
حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے
وقت مین بہی اسی طرح اور علماے حرمین یعنی مکے اور مدینے کے عالمونکا بہی
ہمیشہ سے اسی طور پر عمل چلا آتا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح فارسی
مین مشکوۃ شریف کے جو لکہا ہے اوسکا ترجمہ یہہ ہے اور ابن شیبہ نے ابن عباس رض
سے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑہی بیس
رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا
کہ ہر کوئی گہر مین اپنے پڑہتا یا مسجد مین اور جب کچھ زمانہ حضرت عمر رض کی
خلافت کا گذرا تب اونہون نے لوگونکو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سے پڑہنے کو حکم فرمایا اور نهایة المراد مین جامع الجوامع سے منقول ہے التراويح
سنة مؤكدة ومن لم يرها سنة مؤكدة فهو رافضي يقاتل بمن لا يرى الجماعة
قال اهل السنة والجماعة انها سنة رسول الله صلعم صلاها ليلتين
وقد صلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة بعشر تسليمات
ثم ترك مخافة ان تجب وكان لرسول الله صلعم واصحابه حرص في
قيام الليل كان الرجل منهم يصلي مائة ركعة واكثر وكذا في زمن ابي بكر
رض فلما ظهر الكسل في زمن عمر رض خاف ان يندرس فالصحابة
اتفقوا معه على ان يصلوا بجماعة وزينوا المساجد بالقناديل ولم يكن
علي رض حاضرا فلما راى الجماعة والقناديل قال اقام الله امور عمر
كما اقام سنة نبينا فثبت وصح ان النبي صلعم صلاها عشرين ركعة
في الجمعة سنة مؤكدة باجماع الصحابة
تاركها مبتدع غير مقبول الشهادة وهي

۱۵

سُنَّۃٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ یعنی نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کے معتبر کتاب ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے معاملہ کیا جاویگا اوسکی ساتہہ جیسا جماعت کو سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتہہ اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ یہ تراویح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اوسکو دو رات اور بعض شب حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف سے واجب ہوجانے کے یعنی اگر واجب ہوجاینگی تو امت پر مشکل پڑجاینگی اور ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑہنے مین رمضان کی راتونکو کوئی اونمین سے سو رکعت پڑہتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانے مین ابوبکر رض کے پڑہتے تہے پہر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے زمانہ مین ڈرے اس سنت کے چہوٹنے سے تب اصحابون نے عمر کے ساتہہ اتفاق کیا اس بات پر کہ تراویح کے نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلون سے آرایش کرین اور اوسوقت حضرت علی حاضر نہ تہے پہر جب اونہون نے جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا اللہ تعالی قایم رکہے عمر کے کامون کو جیسا اونہون نے قایم کیا ہمارے نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوکہ حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی اور حجت جو کتاب معتبر ہے اوسمین لکہا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہ کی اجماع سے اور ترک کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے مردون اور عورتون کے حق مین اور جب خلفاے راشدین نے اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفاے راشدین کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام مین لکہا ہے [illegible] بسنتی وسنۃ الخلفاء

الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو اپنے
اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفون کی کہ رشد اور ہدایت پائی
ہوئے ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سبکو دانتو نسے
اپنے **بارہوان سوال** حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑہتے ہین
اسکی کیا دلیل ہے **جواب** حدیث ہے تیسیر الوصول کی **فصل صلوۃ الوتر**
مین وعن عبد العزیز بن الجریج قال سألنا عائشۃ رضی اللہ عنہا
بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ
يَقْرَءُ فِي الْأُولَى بسبح اسم ربك الاعلى وفى الثانية بقل يا ايها الكافرون
وفى الثَّالِثَةِ بقل هو الله احد والمعوذتين اخرجه اصحاب السنن
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا ہمنے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتون سے
وتر پڑہتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑہتے
تھے وتر کی پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلے اور دوسرے مین قل یا
ایہا الکافرون اور تیسرے مین قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے اور وسی تیسیر الوصول
مین ہے وعن عائشۃ رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا
يسلم فی رکعتی الوتر اخرجه النسائی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سلام نہین پہیرتے تھے وتر کی دو رکعت مین یعنی وتر کی نماز مین دو رکعت
کے بعد سلام نہین پہیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھ پڑہتے تھے اور ہدایہ و تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہے روت عائشۃ رض النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کان یوتر بثلاث وحکی الحسن رہ اجماع السلف علی الثلاث روایت کی
عائشہ رض کہ پیغمبر خدا علیہ السلام پڑہتے تھے تین رکعت اور حسن بصری سے

حکایت ہے کہ اگلے لوگون کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر و تبیین الحقائق
مین ہے انہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات یقرء فی الاولی
بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکفرون وفی
الثالث بقل ھو اللہ احد ویقنت قبل الرکوع پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تے
تین رکعت پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے مین قل
یا ایہا الکافرون اور تیسرے مین قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعا قنوت پڑہتے
اور اسی طرح بحر الرائق مین بہی لکہا ہے **تیرہوان سوال** حنفی علما کے نزدیک
وہ سب حدیثین جو اوپر کی جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کی افعال کی دوسرے
حدیثون کی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کے
راویون اور اونکی تحقیقات کی روسے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین **جواب** یہ سب
حدیثین جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اون کے
جمع کرنیوالون نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ جو حدیث صحیح پائی اوسکو اپنے
کتاب مین لکہا پہر دوسرے علما اور محدثین اور فقہاے معتبرین نے بہی اون
حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پہر اسی واسطے ان حدیثون کو فقہ کی
کتابون مین بہی داخل کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثون کو دلیل گردانا چنانچہ
جتنی حدیثین کہ سابق مذکور ہوئی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند
اور تبیین مقام کے ساتہہ لکہا گیا ہے جسکو شبہہ ہو تو ان کتابون سے ملائے مثلا
امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ مین لکہا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفاے
آمین کو امام احمد حنبل اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین اور طبرانی
نے اپنی معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین انہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث
کہ آمین پکار کر کہنے مین وارد ہے اور امام شافعی رح اوسی دلیل لاتے ہین اسکو
یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری کے
کے جیساکہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکہا ہے ضعیف کہا ہے جیساکہ امام
زیلعی نے تبیین الحقایق مین لکہا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ یَجْهَرُ بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ
بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ
قَالَ اٰمِیْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهٗ یَحْیَی ابْنُ مُعِیْنٍ فَلَا یَلْزَمُ
حُجَّةً اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین
اس حدیث کو معلول کہا ہے اور اسیطرح سے وہ حدیث جس مین مذکور ہے کہ
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پہر اور تکبیرون
کے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیساکہ
شیخ عبدالحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے ترجمہ اور سفر سعادت مین لکہا ہے کہ ترمذی
گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسیطرح بڑے بڑے محدث علماؤن نے
اس حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہے جیساکہ ابو داود نے اور امام محمد نے موطا مین
اور دار قطنی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور
ابو یعلے نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے
یا اپنی مذہب کے رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس راوی نے سنا تہا یا جسکے
وسیلہ سے اوسکو پہونچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا
کچھ معتبر نہین ہے اور اگر ہو تو اوسکے حق مین اور اوسکی زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے
کہ اوستاد اوسکا ضعیف تہا ہمارے علماے محدثین اور فضلاے محققین کے
نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثقہ ہے کیونکہ اون کے استاد جس سے اونہون نے

19

سنا تہا وہ سب عادل اور فقیہہ تہے اور سب علماء حنفی کا ان سب حدیثون پر
عمل ہے پس بے شک ان کے نزدیک یہہ حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ
منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علماء حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کے
منسوخ ہے جیسا کہ عنایہ اور بنایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے
مشہور ہے اور بڑی معتبر کتابین ہین لکہا ہے قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ
رض تَرَکَ النَّاسُ الْجَہْرَ بِالتَّامِیْنِ وَمَا تَرَکُوْہُ اِلَّا لِعِلْمِہِمْ بِالنَّسْخِ یعنی
لوگون نے شور کر کے آمین کہنا چہوڑ دیا اور نہین چہوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل
ہوا اونکو اوسکے منسوخ ہونے پر اور اسی طرح سے حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ ہے
جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین لکہا ہے اور ہدایہ اور فتح القدیر
اور کفایہ اور کافی اور بنایہ اور عنایہ مین ابن زبیر رض روایت ہے کہ قَالَ لَا تَفْعَلْ
یَا ہٰذَا فَاِنَّ ہٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہُ النَّبِیُّ صلعم ثُمَّ تَرَکَہٗ
یعنی نکر رفع یدین اے فلانے کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے پہلے کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور بنایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ فَرَفَعْنَاہُ وَتَرَکَہٗ فَتَرَکْنَاہُ یعنی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رفع یدین
کیا تہا ہم نے بہی کیا تہا اوسے اور جب چہوڑ دیا ہمنے بہی چہوڑ دیا اوسکو + + +

چودہوان سوال اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین کسی امام
کا مقلد نہو پہر وہ ان حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور اونکو صحیح نجانے
اور دوسرے حنفیونکو برخلاف اونکے سکہاوے اور دوسرے حدیثونکو اون
حدیثون کے بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجہے اور دوسرونکو سمجہاوے
اور لوگونکو فقہ کی کتابون سے بد اعتقاد کرے اور یون کہے کہ قرآن اور

۲۱

حدیث مین جو پاؤ عمل کرو فقہ کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصاً مذہب حنفی
کی نکرو اور حنفی علما کے فتوے اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکے سبب لوگون مین
سخت اختلاف اور بڑی لڑائی پڑی اور اپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر
کرے بلکہ اگلے علما حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت
کا کہے تو وہ حقیقت مین اگلے حنفی علما کا بلکہ تینون امامون کا مخالف ہوا اور اون
بڑے علما کو بہ نسبت اپنے بے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین اور ایسی حرکت سے
اونکی پہ سیکڑون برس سے علماؤن نے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر
متفق ہوگئے تھے اور جمعیت باندہی تہی اوسنے اس اتفاق اور جمعیت کو توڑ کر
لوگون کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین **جواب**
تیرہوین سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ سب حدیثین علما حنفی کے نزدیک
صحیح اور غیر منسوخ ہین پس جو کوئی انکو غلط سمجھے اور صحیح غیر منسوخ نجانے اور اونپر عمل
نکرے وہ شخص البتہ علما حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بی شبہہ سب کا
مخالف ٹہیرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور
غیر منسوخ نہین سمجہتا بلکہ اپنے گمان مین خلاف اوسکے بوجہتا ہے بلکہ وہ اور حنفیون کو
اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکہتا ہے اور بر خلاف اوسکے سمجہاتا ہے اور
ترغیب دیتا ہے اور اونسے بد اعتقاد کرواتا ہے تو بے شک اون بڑے علما کو
اپنے بہ نسبت بے علم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے اور بے شبہہ مسلمانون کے
جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگون کے دل مین شک اور تردد ڈالتا ہے
اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پہیرتا ہے اور اون علما سے بد اعتقاد کرواتا ہے
اور جب عوام اوسکی ایسی باتون اور حرکتون سے اور بر خلاف سمجہانے سے علمائے
حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتے اور انکی حقارت کرتے ہین اور اون کے

تقلید کو برا جانتے ہین تو بے شک وہ لوگون کو ہدایت سے باز رکھنے والا بہکا
اور گمراہ بنانے والا شریر و بلیین انکی لگی آتی ہین **چودھوان سوال** اس
گروہ کا یہ حال ہے کہ حنفیون کی جماعت سے دور رہتے ہین اور جن جن مسجدون
مین کہ بڑی بھاری جماعت حنفیون کی ہوتی ہے حاضر نہین ہوتے حنفیہ صاحب جس
مسجد مین کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتے اور اونکی اقتدا نہین کرتے بلکہ اوس
جماعت کو چھوڑ کر اپنی گروہ کے ساتھ ہو کر دوسری جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بھی
اسی طرح سمجھاتے ہین اور آئمہ حنفیہ کو برا کہتے ہین اور اونکی اور اونکی کتابون کی
حقارت کرتے ہین اور دوسرے سے بھی کرواتے ہین اور انکے مقلد کو برا جانتے
ہین اور اکثر مسائل مین فقہ کے خلاف کرتے ہین اور حنفیون کو اونکے خلاف مذہب
کی باتین سکھلاتے ہین اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت
اور اپنی زعم کی موافق لفظ ضلالت کرتے ہین اور اونکو علماے حنفی اور کتاب حنفی
سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور ان سے اور دوسرے حنفیون سے لڑواتے
ہین اور انکے آپس مین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت
اور کینہ اونکا قربا اور دوستون مین ڈلواتے ہین یہانتک کہ اونکا آپس مین بیٹھنا
اور کھانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑھنی بالکل موقوف ہو جاتی ہے اور علما
جب انکو وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسی فتنہ اور فساد کو چھوڑو اور ایسی افعال
سے باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پھرتی بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے
ہین اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین کہ
تفصیل کو اونکی دفتر چاہیے بلکہ متعذر ہے تو یہ سب افعال اور اقوال اونکی شرع
شریف مین قبیح اور برا اور یہ لوگ مفسد شریر اور قرآن اور حدیث مین ایسی
افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہے یا نہین اور جسکو قوت اور قدرت

ہو جیسا حاکم یا نایب اوسکا تو ایسے مفسدون کو سزا دینی اور جسکو اس قدر طاقت نہو

تو ایسے شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بہی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز

کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے برا جاننا لازم ہے یا نہین **جواب** اون لوگونکا

جب یہہ سب احوال ہے تو بیشک سب افعال اور اقوال اونکے قبیح اور شنیع

اور وہ لوگ دین مین مفسد ہین اور قران اور حدیث مین اس طرح کی افعال اور

اعمال کی بہت مذمت آئی ہے اور بادشاہ اور نایب کو اونکی سزا دینی اون

لوگونکو اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسی گروہ سے

احتراز اور کنارہ کرنا اور اونکے ساتھہ صحبت نرکہنا اور اونکو دل سے برا جاننا لازم

اور واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قران شریف مین تیرہوین سپارہ کی نوین

رکوع مین فرمایا ہے قَالَ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ یعنی جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسے لوگ اونپر

لعنت ہے اور اونکو ہے برا گہر اور بیسوین سپارہ کے گیارہوین رکوع مین لکہا ہے قَالَ

اللہ تعالی وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ یعنی او رنہچاہ فساد

ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکہتا ہے فساد ڈالنے والون کو اور دوسرے سپارہ کی نوین

رکوع مین ہے وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالی دوست نہین رکہتا

فساد کو اور جامع الاصول مین ہے عَنْ عَرْفَجَةَ رض قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ

اللہ صلعم عَلَی الْمِنْبَرِ یَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّهٗ سَیَكُوْنُ بَعْدِیْ هَنَاتٌ

وَهَنَاتٌ فَمَنْ رَاَیْتُمُوْهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ اَوْ یُرِیْدُ اَنْ یُّفَرِّقَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ كَائِنًا

مَنْ كَانَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّ یَدَ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْمُفَارِقِ

الْجَمَاعَةَ یَرْكُضُ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ روایت ہے عرفجہ سے کہا دیکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑہتے سو فرمایا حضرت نے نزدیک ہے کہ میرے پیچہے بری چال

پہیلی گی سو جسکو دیکھو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہے تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت مین جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور تحقیق شیطان ساتھ ہے جدا ہونے والے کی ٹھوکر مارتا ہوا لیکن اس قدر جاننا چاہیے کہ ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہین کیونکہ اسمین فساد اور زیادہ ہوگا اور مشکوۃ باب الاعتصام مین و عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی یعنی اکثر علما جس طرف ہون اون کی تبعیت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سے اور نکلا اجماع سے جمہور علما کے تو ڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ مین و عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی کہا ابن عمر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہے میرے امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے یعنی اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے جو کوئی جماعت سے نکلے گا اور اونکے طریقہ کو چھوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم کی آگ مین اور مشکوۃ کی باب الامر بالمعروف مین ہے عن ابی سعید ن الخدری رض عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم مین سے دیکھے برے کام کو تو چاہیے کہ تغیر کرے اوسکو اور بدل ڈالے اوسکو اپنے

ہاتہہ سے یعنی مارنے اور توڑنے اور کرنے سے جسطرح سے ہوسکے اگر قدرت
رکہے اوسکی پہر اگر ہاتہہ سے قدرت نرکہے تو زبان سے تغیر دے یعنی منع کرے
اور ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکہے پہر اگر قدرت رکہے پہر اگر
زبان سے بہی طاقت نرکہے تو دلسے اوسکو تغیر دیوے یعنی دلسے اوسکو برا جانے
اور اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نرکہے اور خالی دلسے برا جاننا ضعیف
تر ایمان کا ہے یعنی ادنی درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دلسے تو برا جانے اور اسی بات مین ابوبکر صدیق
رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا مِنْ قَوْمٍ یُعْمَلُ فِیْهِمْ
بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِكُ
اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ یعنی نہین ہے کہ کوئی قوم کہ کئی جاوین اونکے
درمیان برے کام پہر وہ قوم قدرت رکہین دفع کرنے پر اوسکی پہر اوسکی ساتہہ اوسکو
دفع نکرین تو نزدیک ہے کہ گہیر لیوے ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوۃ کی جلد رابع کی ۱۴۳
صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکہا و عن ابی ثعلبة فی قوله تعالی عَلَیْكُمْ
اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ
سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا
عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰۤی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّهَوًی مُّتَّبَعًا وَّدُنْیَا مُّؤْثَرَةً
وَّاِعْجَابَ كُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَّا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَیْكَ
نَفْسَكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَاۤءَكُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ
كَانَ كَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَّعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ
وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہے ابی ثعلبہ سے تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو کہا
ابی ثعلبہ نے سن رکہو قسم خدا کی مینے پوچہا ہے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کے لحاظ سے امر معروف اور نہی منکر
کرنا فرمایا حضرت نے نہ چھوڑو بلکہ لوگون کو اچھی باتین بتاؤ اور بری باتون سے
باز رکھو یہان تک کہ دیکھے تو اسے والے بخل کی صفت کو آدمیون کے اوسکی
تابعداری کی جاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی جاتی ہے
اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کی جاتی ہے آخرۃ پر اور دیکھے تو اچھا جاننا اور بہتر سمجھنے ہر ایک
سمجھ والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی
فتوا اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے
تو الگ نہین ہو سکتا یعنی ایسا کوئی کام برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون مین
رہنا اختیار کرے تو بے اختیار تیری طبیعت ادہر رجوع کرے اور اوسمین جا پڑے
یا مطلب یہ ہے کہ ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہے اور
اوسکو چھوڑنا مشکل ہے سو اگر امر و نہی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہے
یا مرادیہ ہے کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار اوسپر نہو یعنی تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو پس
ان باتون پر لحاظ کر کے اپنے تئین سنبھال اور بچا رکھ آپکو برے کامون سے
اور چھوڑ دے عوام لوگون کو اور الگ ہو جا اونسے اور اونکے کامون کی پکڑ نکر
کیونکہ مقرر آخری زمانے مین ایسے دن تمہارے سامنے آنے والے ہین کہ
جسمین تمکو صبر کرنا چاہیے انا للہ وانا الیہ راجعون جنے صبر کیا اون دنون مین گویا
اونے آگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین ایسے وقت مین شریعت کے حکم پر چلنے
والے کو پچاس آدمیون کے برابر ثواب ملے گا جو اوسکے عمل کے برابر عمل کرنے
ہین اور اس آفت مین پھنسے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین عرض کیا
صحابہ نے یا رسول اللہ اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیونکا جو اونمین سے ہین
فرمایا نہین بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم مین سے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن

ماجھنے یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہے
اور چوتھی جلد شرح فارسی مشکوٰۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ میں ۴۰۴ صفحہ کی
درمیان یہ حدیث ہے عن جابر بن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم
اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ روایت ہی جابر
سے کہا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مقرر پیدا ہونگے قیامت کی
قریب جھوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیوں سے اور مراد جھوٹوں سے یا وہ لوگ ہیں جو حدیثیں
نئے نکالتے ہیں اور بناتی ہیں یا وہ لوگ ہیں جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہیں یا وہ
لوگ ہیں جو نئی باتیں دین میں ظاہر کرتے ہیں اور اپنی خواہش اور برے اعتقاد کو
اصحابوں سے اور اگلے بزرگوں سے نسبت دیکر اپنے دل میں گمان کرتے ہیں کہ راہ
حق اور سنت کا طریق یہی ہے اللہ پناہ میں رکھے ہمکو ایسوں سے یہ ترجمہ ہے شیخ
عبد الحق دہلوی کے فارسی شرح مشکوٰۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام
میں ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ
تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآءُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ
رواہ مسلم روایت ہی ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے
ہونگے آخری زمانہ میں فریب کرنیوالے جھوٹے یعنی ایک گروہ ہونگے کہ وہ
اپنے تئیں مکر اور فریب سے عالموں اور بزرگوں اور نیک کاروں اور واعظوں
کی صورت بناکر لوگوں میں ظاہر ہونگے تاکہ اپنے جھوٹھ کو ملک میں پھیلا دیں اور
لوگونکو جھوٹے مذہب بیجا کی طرف بلادیں اور لاتے ہیں تمہارے پاس
حدیثیں کہ نہ تمنے سنی ہیں نہ تمہارے باپ دادانے اور مراد ان حدیثوں سے
یا حدیثیں پیغمبر خدا صلعم کی ہیں یا عام ہو دوسرے آدمیوں کے کہی باتونکو سو دونو

وقد السبوعیں م لمسادس وانہ ھل یجوز العمل نظام الاحادیث المشتمل الذی علی یعلم الاقسام الکتاب من الطعام والنص والمفسر والمحکم والمأول ولا یعرف التعوی والمشکل والمجمل والمتشابہ والجلی ولا یمیز بین الناسخ والمنسوخ والرضا الادلۃ اقسام غیرھا والضعیف والحسن والصحیح من الحدیث عالم وغیرھا ام یجب علیہ تقلید مقلد نفی باقوال الفقہاء و نقل محمد فانہ اخراء من فعل لا بغیر

فالمجوب ابدا و دیانۃ بما من تعلیم

فی وفقنا المفسیر الاحمد و عاقلنا فی جواب السوال الثالث عن الی منھا و عن عصمۃ الیقین العقیدۃ مثل سواھا و جواب التقلید خلاف السؤال عنہ و جمعۃ الاجتھاد و صفۃ السائل و ان یستبدل

غفلۃ المقصود المراد والمجتھدین عن المجتہد فاخذ بین الموافق والعمل ... علی ... فاعلۃ

رکھو تم آپکو اونسے اور دور رکھو اونکو آپ سے اسلئے کہ کہیں گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکھنے مین خوب احتیاط کرو اور نئے مذہب والونسے اور جن باتونپر لگے اچھے سب مسلمان ہوون او نسے الگ رہو خصوصًا ان لوگون سے جو آدمیون کو ہدایت کرنیکے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلًا سنت کے بہانے سے برے طریقے کیطرف دعوۃ کرتے ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ نظم چون بسی ابلیس آدم روی ہست ❊ پس بہر دستی نباید داد دست ❊ حرف درویشان بدزدد مرد دون ❊ تا بخواند بر سلیمی زان فسون ❊ انکہ صیاد آورد بانگ صفیر ❊ تا فریبد مرغ ان مرغ گیر ❊ یہ ترجمہ فارسی مشکوۃ کا ہے اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے عَنْ عَلِی رض قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی عُلَمَاءُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ رواہ البیہقی یعنی قریب ہو کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قران سے مگر نقش اور خط اوسکا مسجدین انکے ظاہر مین آباد ہونگے لیکن ویران ہونگے ہدایت سے عالم سب انکے بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہین فتنہ دین کا اونسے نکلیگا اور پھر اونہین کی طرف پھیریگا اور مشکوۃ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ کی ۱۴۴ صفحہ مین ہے وعن ابی ھریرۃ رض قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا وَّالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ وَعَقَّ اُمَّہٗ

۲۹

وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ
وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ
وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ
وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ
ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَآءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰيَاتٍ
تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ رواه الترمذی روایت ہے ابو ہریرہ
سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ٹھہرا لیویں لوٹ کے مال کو دولت
یعنی دولت مند اور منصب والے لوگ لوٹ کے مال کو جسکو شرع کا حکم ہے تمام فقیر و نکا حق
اوس میں متعلق ہے اپنے قابو میں لیکر آپس میں حصہ کر لیویں اور غریب اور مستحق کو
اوسسے محروم رکھیں اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت یعنی جو چیز امانت رکھے
جاوے کسی کے پاس اوس میں خیانت کریں اور اوسکو بجاے لوٹ کے مال
کے جو کافروں سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھیں اور سمجھا جاوے زکوٰۃ کو ڈانڈ یعنی
زکوٰۃ کے دینے سے لوگوں پر اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڈ باندھ
ے اونکے پاس سے مال لیا جاتا ہے اور سیکھا نجاوے علم دین کو واسطے عمل کرنے
اور شریعت کے پھیلانے کے اور اللہ تعالی کے جناب میں نزدیکی حاصل کرنے
کے لیے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت اور نام بڑہانے کو اور دنیا کے سرداروں سے
ملاپ کرنے کو اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کے ایسی بات میں جس میں نہ
دین کی مصلحت ہو اور نہ اللہ تعالی کی فرمودہ کی موافق اور دکھ دیوے
آدمی سب بے وجہ شرعی کی اپنی ماں کو اور ملاپ کرے اپنے آشنا سے اور
کنارہ پکڑے اپنے باپ سے اور ظاہر ہوویں آوازیں اور بیہودہ باتیں مسجدوں
میں جیسا اس زمانے میں رائج ہوا ہے اور سردار ہووے اپنے گروہ کا وہ شخص جو فاسق

بدکار ہوا ور کاربار ی اور معتمد ہنے اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنے کامون مین اسکے
طرف حاجت لیجاوین جو اون مین کمینہ ہو اور بزرگی اور تعظیم کیجاوے کسی آدمی
کے اوسکی برائی کے ڈر سے مثلا ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب ہو جاوے
پہر لوگ لاچار ہو کر اوسکے ڈر سے تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجالاوین اور علانیہ
پڑے پہرین لوگون مین گانے والی عورتین تالیان بجاوین اور ظاہر ہون بجانیکی
چیزین جیسے ڈہولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوے شراب اور نشہ کی
چیزین اور لعنت کرین اوس امت کے پچہلے لوگ اگلون پر یعنی پچہلے اگلون پر
طعن کرین اور اونکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے انکار
کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجہین جب ایسا کیا تو گویا اون
پر لعنت بہیجے جیسا کہ ان مذہب والے اماموں کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ اور
اونکے بعد کے لوگون پر لعنت کرتے ہین اور اونکو برا جانتے ہین سو منتظر رہو تم جبکہ
باتین ظاہر ہووین سرخ ہوا کے اور زمین مین زلزلہ ہووینگے اور اوسکے دہس جاینگے
اور آدمیون کی صورت بدل جانے کے دوسری بری صورت سے اور پتہر
گرنے کے آسمان سے اور قیامت کی علامتون کی کہ ایک پر ایک ظاہر ہونگے
جسطرح جواہر کا ہار جو گوندہا ہو ہے تو پہر ٹوٹ گیا تو جواہر اوسکے گرنے لگے ایک
کے بعد ایک روایت کیا اوسکو ترمذی نے **سولہوان سوال** اگر کوئی شخص
مسائل شرعیہ مین حنفیون کے ساتہہ جدال کرے مثلا وہ روایت فقہ کے
رد مین کوئی حدیث لاوے تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ وہ حدیث
ضعیف ہے کہ فلانے محدث نے اوسکو ضعیف کہا ہی تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول بہی کہین
ضعیف ہوتا ہے پہر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے
ہین کہ جسکی راوی مین کچہہ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا

علیہ السلام کا ہی تو پہر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذلک
تو پہر وہ کبہی چپ رہے کبہی اس بات کو چہوڑ کر دوسرا مسلہ ذکر کرے
کبہی اور کچہہ بات درمیان مین لاکر شور وغل مچاوے کبہی اوس محدث پر
طعن وتشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت سے کہا جاوے
کہ امین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کی ارادہ کی وقت مثلاً مکروہ ہے
تب کہے کہ پیغمبر خدا کا فعل بہی مکروہ ہوتا ہے اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بہی
مکروہ کام کیا تہا تو ہم پہر کیا چیز ہین پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوے کہ یہہ مکروہ
ہمارے حق مین ہے اسواسطے کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہے تو پہر شور کی
کہنی مین وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہے اس لئے ہمارے حق مین مکروہ ہوگیا اور اسیطرح
ارسال یعنی رکوع کی ارادہ کی وقت ہاتہہ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہے تو پہر اوپر کو ہاتہہ
اوٹہانے سے وہ سنت موکدہ چہوٹتے ہی اسواسطے ہمارے حق مین مکروہ
ہوا پہر وہ اس جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوس
کے جواب مین کچہہ غور نکرے اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ امین
شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی
رح کیون عمل کرتے تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ منسوخیت اسکے امام
ابو حنیفہ کے تحقیق کے رو سے ثابت ہے اگر یہہ منسوخیت امام شافعی رح کو معلوم
نہوی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچے تو اوسمین کچہہ خلل نہین امام شافعی رح کچہہ
عالم الغیب نہ تہی کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کے اون کو معلوم
ہووے اور اسی کے زعم کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا
تو کیا امام اعظم عمل نکرتی باوجود اس بات کی کہ زمانا امام اعظم کا بہت
قریب تہا حضرت کے زمانہ سے اور تحقیق انکی سب سے زیادہ تہی اگر سنت ہوتا تو انکو معلوم ہوتا

۳۱

توپہر جو جواب تمہارا ہی وہی جواب ہمارا ہی پہر اس جواب کی بعد بہی سابق کی طرح سے واہی تباہی باتین کہی اور اسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کی خلاف لوگون مین ظاہر کرے تب اوسکو کہا جاوے کہ یہہ مسئلہ فقہ کی کتاب کی خلاف ہی تو کہی کہ فقہ کی کتاب کی مسئلہ پر کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نے بنا لیا ہے اس مسئلہ کو حدیث مین دکہلاؤ تب اوسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کے دلیل یہ حدیث فلانے فقہ کی کتاب مین ہی تو کہی کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہا نے لکہا ہے حدیث کی کتاب مین بتلاؤ جسکو محدثون نے جمع کیا ہی پہر جب کہا جاوے کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابو حنیفہ مین ہی تب یون کہی کہ ہم ان سب کو نہین مانتے ہین وہ حدیث صحاح ستہ مین دکہلاؤ پہر جب اوسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلا ہی تب کہی کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابو داؤد نے ضعیف کہا ہی پہر جب اوسکی جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور بہت سے فقہانے صحیح غیر منسوخ کہا ہے پہر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون اور فقہا کی مقابل مین کچہ اعتبار نہین رکہتا پہر وہ شخص یہ جواب سنکر بہی سابق کی طرح لایعنی وبے معنی بکتا ہے تو اب علما سی سوال کیا جاتا ہی کہ یہ جواب کہ اوس شخص کی سوالات مین لکہی گئی ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوئی اس طرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے لئے جواب جو سابق مین سب مذکور ہوا نسنی اور اپنی جدال اور نزاع سے باز نآوی اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا ہی اور اس حدیث کو جسکو امام اعظم نے اور ہزارون فقہانے صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانی اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابون کو نہ مانی اور فقہا کی تحقیقات کی جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہی اور اس حدیث قوی کی مقابل مین

دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال اوپر کے صفحہ مین مذکور ہوا اختلاف پر
دلیل لاوے اور اونکی مقلدون کو اونکی پیروی سے باز رکھے اور بیچارے عوام کو شک
مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے بد اعتماد کرا دی اور امام اعظم کی تقلید سے چھڑوا دے
اور اس اس طرح کی بے معنی شبہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے مضمون مین مذکور ہو چکا
جاہلون کے سامنے بیان کرے اور اونکو سکھلاوے اور جواب دسکا نہ مانے
تو وہ گروہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنی والا اور ضال اور خود گمراہ اور
لوگونکو گمراہ بنانے والا ہے یا نہین جواب دے صب جوابات کہ اوس شخص
کے سوالات مین دی گئی ہین سب مطابق ہدایت کلام کے ہین ان سب جوابون
کی صحت و حقیقت مین کچھ شک اور شبہ نہین ہے اور ایسا شخص جس کا احوال
سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے اوسکے اور اللہ تعالیٰ اعلم ہے
حقیقت حال سے اوسکی بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ
ہے اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ
شخص جدالی مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہے اور آیہ شریف وَمَا ضَرَبُوهُ
لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ بھی اوسکی جنس مین داخل ہے جیسا کہ شرح مشکوٰۃ
کے اول جلد باب الاعتصام ١٨٠ صفحہ مین لکھا ہے وعن ابی امامة رض
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى
كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ
رواہ احمد والترمذی وابن ماجة روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہ نہوئی کوئی قوم بعد راہ پانے کے کہ جسپر وہ تھے
مگر جبکہ دی گئی اونکو جدال اور جدال کے معنی دشمنی اور لڑائی اور جھگڑا

اور پہچا اپنے طریق کے جس سے مشہور اور جاری کرین جھوٹے مذہب کو
اور گرادین سچی بنیاد کو پہر پڑہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ماضربوہ
آخر تک اس آیت کے نازل ہونے کا یہہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللہ تعالی نے
إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور سوائے
اللہ کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب لکڑی ہین جہنم کے شرک کرنیوالا جوش جو
اور دہوم مچاے اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچہ عیسی عم سے بہتر نہین ہین
اور عیسی عم جو معبود نصارا کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ مین جاوین
گے تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بہی انکے ساتہہ رہین اس مقام مین فرمایا
ہے کہ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ یعنی یہہ بحث
جو کافرون نے تیرے ساتہہ کی ہے نہین کی اونہون نے مگر جہگڑے اور ضد اور
شرارت کے رو سے کیونکہ لفظ ما تعبدون کا عیسی عم کو شامل نہین ہو سکتا اس لیے
کہ کلمہ ما کا عقل والون کے لیے نہین ہے چیز کے معنی مین مقرر ہے جسکے
معنی جو چیز اور کلمہ من کا عقل والون کے لئے مقرر ہے جس کے معنی جو شخص
اور یہہ لوگ جانتے ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود
اسکی صرف ضد اور شرارت سے ور اپنے طریق کے کچہ کرکے یون کہتے ہین
اور روایت ہے کہ ابن زبعری نے یہہ بحث کی تہی حضرت نے فرمایا اسکو
کہ افسوس ہے تیری بوجہ پر کیا اچہا نادان ہے تو اپنے قوم کی زبان سے

ستہرہوان سوال اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہو اور
اون کے بعد ہزارون محدثین اور فقہا اور علمائی اس حدیث کو صحیح غیر
منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق عمل کرتے چلے آئے ہون اور فقہ کی کتاب
مین بہی مندرج ہو پہر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نے جو امام کا مقلد ہو ضعیف

کہا ہو یا دوسری حدیث اوسکے خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو
اوس حدیث مین کچہ شبہ یا خلل ہوگا یا نہین اور اس حدیث کے اوپر عمل
کرنے مین کچہہ نقصان ہے یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف
ہے اس بات کے جاننے پر کہ پہلے درمیان مجتہد اور فقیہ او محدث کے فرق
جانے اور وہ فرق یہ ہے کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے
جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی
کو اور اوسکے معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام
اقسام اوسکے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکہا ہے خوب یاد رکہتا
ہو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویون کے احوال
کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ
جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کی چند امور مذکور ہوئے اور سب
احادیث احکامی کے جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کے مذکور ہے ہر حدیث
کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بہی یاد رکہتا ہو
اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاسی کے نکالنے کی بہی رکہتا ہو اور فقیہ اوسکو
کہتے ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کے ساتہہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ
کو اوسکے دلیل سے قرآن شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
یا اجماع یا قیاس سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کے معنی اور مراد اور تاویل کو
خوب تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی عبارت کو
جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور
احکام عملی کو دلیلون سے جانے یا نجانے جیسا کہ بہت سے محدث تو نکا یہی حال
تہا پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث

۳۵

نکا اوسکو ضعیف کہنا کچھہ معتبر نہین ہے خصوصاً جب جیسے مجتہد امام اعظم رح جنکا
زمانہ حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانہ سے بہت نزدیک تہا اور وہ تابعین
مین سے تہے بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنین تہین اور بہت سے
تابعین سے جیسا کہ درمختار کے خطبے مین ہے سوا اونہون نے جس حدیث کو صحیح
غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بہی جو اس حدیث کو تحقیق
کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہون نے بہی اپنی کتابون
مین درج کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اوس حدیث سے دلیل لائے تو اب اس حدیث
کے صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسی طرحکا شک شبہ نہین رہا پہر اونکے بعد کوئی ایسی
محدث جو امام سے بہت پیچہے تہے اور درمیان اونکے اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے
آٹہہ آٹہہ دس دس واسطے راویون کے بلکہ زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد
کا جیسا کہ امام اعظم کا تہا نہ تہا بلکہ قریب بہی نہ تہا بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ایسا
کمال نہ تہا جیسا کہ فقہائے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا اگر اونہون نے اپنے مذہب
کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی رو سے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون
کے وسیلے سے اونکو وہ حدیث پہونچی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر نہ تہے اگر اس حدیث
کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزارون فقہا پیچہے صحیح کہنے
کے مقابل مین اونکے مقلد کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل
اعتماد کے اور لایق اعتبار کے نہین ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ
کی معتبر کتاب مین ہے عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث
مین ہے اسواسطے کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی
کو فقہ کی کتاب مین درج کرکے ہر مسئلہ پر دلیل لائے ہین اور جو حدیث ضعیف ہے
اوسکو اکثر تصریح کردیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوئی حدیث ماول ہے

تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھہ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت کی وجہ کو لکھا ہے برخلاف محدثین کے کہ انہون نے صرف اسی بات کا التزام کیا ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پہر وہ اگر بسبب ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چہہ کتابین حدیث کی کہ صحاح ستہ کر کے مشہور ہین اون مین ان تینون قسم کی حدیثین بہری ہوئی ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمہ مین لکہدیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے اور امام ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلہ مین لکہا ہے کہ جو کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدون اور محدثون اور فقہا اور فضلا کا عمل ہو اور اون سبہون نے بالاتفاق اوسکو صحیح غیر منسوخ لکہا ہو اور فقہ کی کتاب مین بہی وہ مندرج ہو اگر اور کوئی محدث اوسکو ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب مین ملے تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین کچہہ خلل واقع نہوگا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین اٹھاویگا

سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نہ کرے مثلاً لہو یا پیپ کسی بدن سے نکلنے مین جو ابو حنیفہ رح کے مذہب مین ناقض وضو ہے وضو نکرے یا کسی مذہب کی رعایت نہ کرے مثلاً ذکر کے چہونے سے بہی جو شافعی رح کے مذہب مین ناقض وضو ہے وضو نکرے بلکہ اگر ایک وقت مین یہہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نہ کرے حاصل یہ ہے کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کرے اور جو فرض ہو اوسکو کبہی نہ کرے اور علماء حنفی سے بغض اور عداوت رکہے اور جو کوئی ابو حنیفہ کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکہے سو ایسے کے پیچہے نماز مین اقتدا جائز ہے یا نہین **جواب** ایسے کے پیچہے ہرگز نماز درست نہین ہے در مختار

فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین شریفین مین اسکا درس ہوتا ہے اور
وہان کے علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمین لکہا ہے ویخالف
کالشافعی ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان
شک کرہ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی تو اوسکا تین حال
ہے اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے یعنی مثلاً جو چیز
کہ حنفی مذہب مین اوسکے ساتھہ نماز جایز نہین ہے اوس سے وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہین جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب کی رعایت کرتے
ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین اور
اگر اوسکے حال مین شک ہو یعنی ایسے شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہین
تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پہر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہمارے مذہب
کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نہ
کرے تو بے شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہوگی اور فتاوی عالمگیری
مین کہ تمام علماے ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکہا ہے اما الاقتداء
بالشافعی قالوا لا باس بہ اذا لم یکن متعصبا اور جامع الرموز مین ہے
لا باس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض الحنفی یعنی شافعی المذہب کے
پیچھے اقتدا مضایقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سے بغض نرکہتا ہو پہر
جبکہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہین ہے تو پہر ایسا شخص کہ علماے حنفی سے بغض اور نفرت رکہے ہرگز اوسکی
اقتدا درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق مین ہے واما الصلوٰۃ
خلف الشافعیۃ فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط
والارکان عندنا فالاقتداء صحیح والا فلا یصح والخصوصیۃ

لِلشَّافِعِیَّۃِ بَلِ الصَّلٰوۃُ خَلْفَ کُلِّ مُخَالِفٍ لِلْمَذْھَبِ کَذٰلِکَ جو کوئی شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کی جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت نہ کرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح نہین ہے اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین خاص نہین ہے بلکہ اسیطرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا یہی حکم ہے اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے راہ نجات کے ۱۱ صفحہ مین لکھا ہے کہ جس شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جایز نہین

انیسوان سوال

سواے صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی شل موطا اور طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ اور موطاے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے سنت وجماعت ومحدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین **جواب** اولا جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے لکھنے اور جمع کرنیکو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور تقدیم وتاخیر مین اختلاف تھا پھر بعد حضرت کے سب اصحابون نے اتفاق کرکے ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الٰہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ پڑا بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ لوگون کو جمع کرنے کو حکم فرمایا اور نہ صحابہ نے ملکے جمع کیا بلکہ بعد اونکے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعض اونمین فاضل تھے اور بعضے صرف لکھنے جانتے تھے الگ الگ اونھون نے اپنی یاد کے موافق اور جسنے جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہہ جمع کرکے ایک کتاب بنائی سو اسلئے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سے صحاح ستہ جو حدیث

کی چھہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اور انکے آپس مین بہی بہت اختلاف ہے اور اون مین سب قول اور فعل حضرت کے جمع نہین ہین بلکہ ان چھہ کتابون کے سوا بہت سی کتابین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چھہ کتابین معتبر ہین ویسی وہ بہی معتبر ہین جیسے مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمدؒ اور حجت امام محمدؒ اور آثار امام محمدؒ اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اسقدر جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چھہ کتابین جنھین صحاح ستہ کہتے ہین اون مین سب حدیثین صحیح نہین ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بہی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمہ مین لکھا ہے اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلہ مین لکھدیا ہے اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لَیْسَ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ فِیْ جَہْرِ التَّسْمِیَۃِ اِلَّا وَفِیْ اِسْنَادِہٖ مَقَالٌ عِنْدَ اَہْلِ الْحَدِیْثِ وَلِہٰذَا اَعْرَضَ عَنْہُ اَرْبَابُ الْمَسَانِیْدِ الْمَشْہُوْرَۃِ فَلَمْ یُخَرِّجُوْا شَیْئًا مِنْہَا مَعَ اشْتِمَالِ کُتُبِہِمْ عَلٰی اَحَادِیْثَ ضَعِیْفَۃٍ **بیسوان سوال** حدیث مین آیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین تہتر فرقہ ہونگے اونمین سے بہتر ناری اور ایک ناجی اس سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھہراویگا سو اب اوسکی کیا وجہ ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوی رکھتا ہے **جواب** پہلے جاننا چاہیے کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقے اونکے سوا قرآن اور حدیث سے دلیل لاتے ہین اور اپنے خیال مین اوسی پر عمل کرتے ہین باوجود اس بات کے ایک گروہ انمین سے سنت وجماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات

ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتے ہین اگرچہ اوسکی حقیقت یا کنہہ عقل مین نہ آوے بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوسکے حکم کرے تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہین کرتے سنت کا اتباع اپنا واجب لازم اور واجب جانتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر اتفاق کرین اوسکو بجان ودل قبول کرتے ہین اگرچہ اجماع اونکا کسیکی عقل یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو برخلاف اور گمراہ فرقونکے جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن وحدیث مین آیا ہے اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلدی سے اوسکو قبول کر لیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن وحدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوسپر اعتقاد کرتے نہ عمل مین لاتے بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی کی پیروی کرکے جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد اور عمل رکہتے ہین اور اوسپر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی حیلہ اور فریب سے ہو دلیل لاتے ہین اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو اونکی عقل اور خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل کرتے ہین اور کبہی اہل اجماع پر طعن وتشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوسکے دلیلین ضعیف ہون یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین اسی واسطے اہل سنت وجماعت اون لوگون کو اہل ہوا کہتے ہین یعنی خواہش نفسانی کی پیروی کرنیوالے چنانچہ رافضیون نے نِسَاۤءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ آیہ قرآن کے معنو مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق وسباق کلام اللہ بلحاظ نکرکے اندہے بنکے حکم کیا کہ عورت کے دبر مین بہی دخول کرنا جایز ہے اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکی

عقل مین نہ آئے باوجودیکہ احادیث درست ہے اور صحیح اوسمین وارد ہین منکر ہوگئے اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قائل ہوئے اور اوسکی کیفیت کو علم الہی پر چھوڑا کہ عقل آدمی کی ادسکے دریافت سے عاجز ہے اور قوم رافضی حضرت ابوبکر رض کو خلیفہ برحق نہین جانتے ہین باوجود اسکے کہ تمام صحابی کا اونکے خلافت پر اجماع تھا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نہ تھا اس اجماع کو نہین مانتے ہین اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور مددگار تھے اونکو برا جانتے ہین اور بد کہتے ہین الغرض سوائے اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا اسواسطے وہ جہنمی ہوئے نعوذ باللہ منہا اور سنی لوگون نے سنت اور جماعت کی پیروی کی اسلیئے وہ جنتی ہوئے اللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اکیسوان سوال اس زمانہ مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ ان لوگون کا سا ہووے یعنی اپنی عقل اور اپنی تمیز یا اپنی خواہش کو مسائل شرعیہ مین دخل دیوین اور مجتہدین سلف کے تقلید اور پیروی نہ کرین اور علما کے اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجھین اور سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کی تبعیت نہ کرین بلکہ اپنی رائے پر چلین اور اوسکو رواج دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوسکی تاویل کرین مثلاً جب وہ قوم کہین کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثون مین صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل مت لاو بلکہ یون بھی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان و بڑی جماعت ہوان اوسی کو لازم پکڑو جو اوسکے خلاف کریگا جہنم مین پڑے گا

جیسا کہ یہہ حدیث مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام کے ۲۴ صفحہ مین موجود ہے
عَنِ ابنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ
اُمَّتِی عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ
رَوَاہُ التِّرمِذِی روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھہ ہے
جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا ہیں سے جا پڑا وہ جہنم مین وَعَنْہُ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ
الْاَعْظَمَ فَاِنَّہُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ ابن ماجہ اور اونہین ابن عمر رض
سے روایت ہے پیروی کرو بڑی جماعت کے سو تقریر یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت
سے وہ گر پڑا آگ مین وَعَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ
رواہ احمد روایت ہے ابی ذر رض سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جس نے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بھر بیشک نکالی اوس نے ٹوپی اسلام
کی اپنے گردن سے پھر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جسکا مرتبہ مجتہد کا نہو
بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکھا ہے کہ اس زمانہ مین اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو
بھی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چار مذہبون سے اختیار کر لے ان چار کے
خلاف نکرے اور کوئی نیا مذہب نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا انکے نکرے
چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتوے سے علماے حرمین شریفین کے
اور فتوے سے مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوے
کے اور اشباہ ونظایر اور نہایۃ المراد وغیرہ کے تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم اوسپر
کیون نہین عمل کرتے ہو تب اس کے جواب مین کبھی چپ رہ جاوین
کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے مسلمان

تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہین تو کیا یہہ سب بھی درست ہوجاویگا
نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہان اجماع علما
الغرض علما کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال کے ساتھہ تشبیہہ دیکر بیجا
عوام کو علما کے اجماع سے بداعتقاد و بدگمان کراوین اور کبھی اس حدیث کو ضعیف
کہین اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھہ اپنے دل سے ٹہرا کر کے عوام کو بہکاوین +
دوسری مثال یہہ ہے کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو مسلمانون
مین فتنہ و فساد ڈالے اور اونکے جماعت مین تفرقہ کراوے تو اوسکو قتل کرو
وہ بہت برا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلی سوالات کے جواب مین
مذکور ہوے سو تم مسلمانونکے گروہ مین فساد اور تفرقہ کیون ڈالتے ہو اور اللہ تعالے
نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا
فِی الْاَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگونمین فساد نہ ڈالو یہہ بہت برا کام ہے
تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتے ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول
اللہ کی موافق چلتے ہین اور دوسرونکو چلاتے ہین اور کہین کہ ہم تو سنوارتے ہین
اور منافقونکی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتے ہین قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ
مُصْلِحُوْنَ تو اس گروہ کی یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ امامون کو
اور اونکے مقلدونکو خصوصا مقلدونکو امام اعظم رح کے سمجھتے ہین کہ وہ لوگ
کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے ہین
سو یہہ جہوٹے ہین اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ
یعنی مقرر وہی فساد ڈالتے ہین مگر اپنے نفسانیت و جہالت کی سببسے غور نہین کرتے
اور نہ باز آتے تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہہ گروہ جنکا احوال و اقوال سابق مذکور
ہوا ہے بدعت شیطانی اور وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی اور رافضے ۔

کے اور اقوال اور افعال مین مانند بہت سے فرقہ ضالہ و گمراہ کی اور گفتگو اور سوالات
اور جوابات مین مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین **الجواب**
واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ بر حسب سوال کی اور اللہ اعلم ہے اون کے حقیقت
حال سے بیشک و شبہہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال
کے رو سے بدعت اور ہوا مین پڑے ہوے ہین اور بہت سے فرقہ ضالہ و
مضلہ کے مانند اقوال اور افعال مین خود گمراہ اور لوگونکو گمراہ بنانیوالے ہین اور
مشرکون اور منافقونکی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنیوالی ہین سابق
اسکے جوابون مین دلیلین اونکی آیات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے لکہی
ہو چکے ہین تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہین ہے بلکہ جسکو ذرا سا بھی علم اور
اوسکے دل مین کچھہ انصاف ہے تو اوسپر ظاہر و باہر ہے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ
شُرُورِ اَنْفُسِهِمْ وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِهِمْ وَمِنْ قَبِيحَاتِ اَقْوَالِهِمْ
وَقَبَائِحِ اَحْوَالِهِمْ وَشَنَائِعِ اَفْعَالِهِمْ **باٴئیسوان سوال**
کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا ان چار مذہبون
مین سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے ملکون مین
محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا اون کے
خلاف نیا مذہب نکالنی سے اور کسی کو اون کی مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہین
جواب یہہ چار مذہب جو مشہور ہین انہین سے ایک کی پیروی کرنے سے
کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا
حاصل ہوتا ہے اور کسی کو اون کی مقلد پر انکار درست نہین ہے فتوے
مین علماء الحرمین المعظمین بارک اللہ شرفا کی کتاب تحبیس و مزید ہی منقول ہے
فَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ وَشَافِعِيٌّ وَاَحْمَدُ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِنْ

۵۴

أَهْلَ ذِكْرِ الَّذِيْنَ وَجَبَ سُؤَالُهُمْ وَاتِّبَاعُهُمْ لِمَنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى دَرَجَةِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ فَإِذَا عَمِلَ أَحَدٌ مِنَ الْمُقَلِّدِيْنَ فِيْ طَهَارَتِهِ أَوْ صَلَاتِهِ أَوْ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا جَرَى بِهِ التَّكْلِيْفُ بِقَوْلِ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُقَلِّدًا لَهُ فَقَدْ أَدَّى مَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِمَّنْ هُوَ فِيْ دَرَجَةِ التَّقْلِيْدِ وَلَا لِلْمُجْتَهِدِ الْإِنْكَارُ عَلَيْهِ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انمین سے ایسے عالم تہی کہ جن سے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کی مرتبہ کو نہین پہنچا ہے پہر جب کوئے مقلدین پیروی کرے انمین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی امر شرعی مین تو ادا کیا اوس نے جو واجب تہا اسپر اور نہین پہنچتا ہی کسیکو مقلد ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر اور مولانا محمد اسحٰق دہلوی نی مایۃ المسایل کے ۱۰۶ صفحہ مین مسایل کے جواب مین لکہا ہے اسکا ترجمہ یہہ ہے چارون مذہب بدعت نہین نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی سنت کی ہے کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کی جہت سے ہے اور صحابہ کی پیروی کرنمین حدیث اَلصَّحَابِيُّ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ وارد ہی یعنی صحابہ میری تارونکی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگی ہدایت پاوگی یا اختلاف چارون مذہبون کا بسبب اختلاف قیاس کے ہے اور قیاس کا صحیح ہونا نصون سے یعنی مضبوط دلیلونسے ثابت ہے پس پیروی ان مذہبونکی حقیقت مین پیروی نص کی ہے اور اختلاف ان مذہبون کا اس سبب سے بہی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی دلگی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہہ

حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کی طرف
بھیجا فرمایا کہ نہ پڑھے کوئی تم مین سے عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پھر بعضون نی
اونمین سے راہ مین نماز پڑہ لی یہہ سمجھ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تہا
کہ کہین سلاہ مین توقف نکرین نہ یہہ کہ وقت آئے پربھی نماز نہ پڑہین اور بعضون نی
حدیث کی ظاہر لفظون پر لحاظ کرکے راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی قریظہ
مین پہنچگئے پھر حضرت نے یہہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض
نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور پر جایز ہوا اور یہی طور ہی چارون مذہبون
کی اختلاف کا ہے پس کیونکر بدعت ہوگی اور اسی کتاب مین ہے ہرگز ان کی مقلد
کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر
اور باطن کے اعتبار سے پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث
عذاب کا اور یہہ عبارت بہی اوسمین ہے فرض و نفل کے نماز اون کے مقلدون
کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چھوڑی جاوے گی کیونکہ تقلید
اونہون کی تقلید سنت کی ہے اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے
آگے مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ **تیئیسوان سوال** اس زمانہ مین
ان چار مذہبونکو چھوڑ کر پانچون طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست
ہے یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علما سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب
کے سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصاً ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا
بہت سے عوام لوگونکو بلکہ خواص کو شک او تردد اور تہلکہ مین ڈالنا ہے اور
اس جہت سے شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا
ہے اس لئے اس زمانہ مین نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل
اور حرام ہے چنانچہ اکثر علماء دیندار او فضلاء نیک کردار نی اسکو اپنی اپنی تصانیف مین

مین لکہا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہے اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی مَنْعِ الْعَوَامِ مِنْ تَقْلِیْدِ اَعْیَانِ الصَّحَابَۃِ رض بَلْ عَلَیْھِمْ اِتِّبَاعُ الَّذِیْنَ لَوْ وَافَقُوْا لَوْ نَقَّحُوْا وَجَمَعُوْا وَعَلَیْہِ بَنٰی اِبْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ تَقْلِیْدِ غَیْرِ الْاَرْبَعَۃِ لِاَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یَدُلَّ لِغَیْرِھِمْ اتفاق کیا محققون نے منع کرنے پر عوام کو تقلید کرنے سے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدونکی جنہون نے علم فقہ کو جمع او تفصیل کیا اور آراستہ او خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صلاح نے بنا کیا کہ سوا ے ان چار امامون کی اور کسی کی تقلید منع کیجاوی کی اسواسطی کہ یہہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین اور اشباہ مین ہے وَمَا خَالَفَ الْاَئِمَّۃَ الْاَرْبَعَۃَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِی التَّحْرِیْرِ اَنَّ الْاِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْھَبٍ مُخَالِفٍ لِلْاَرْبَعَۃِ لِانْضِبَاطِ مَذَاھِبِھِمْ وَکَثْرَۃِ اَتْبَاعِھِمْ اور جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہے اور تصریح کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہے ان چار امامون کی اسواسطے کہ ان امامونکا مذہب منضبط اور آراستہ ہوا ہی اور انکی پیروی کرنیوالی بڑے بڑی جماعت ہین یعنی ان امامون کی مقلدین سواد اعظم او بہت لوگ ہین اور سواد اعظم کی تبعیت کرنیکو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب فرمایا ہے تو پہر اس سے معلوم ہوا کہ جسنے ان چار امامون سی کسی ایک کی پیروی نہین کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا او پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم کا مخالف بنا اور اونکی فرمانے کی بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی کیونکہ جو شخص دور

رہیگا جماعت کی پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم مین اور نہایۃ المراد مین لکہا ہی وفی زماننا هذا قد انحصرت صحۃ التقلید فی هذه المذاهب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیه بینهم وفی الحکم المختلف فیه ایضا قال المناوی فی شرح الجامع الصغیر ولا یجوز الیوم تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ فی قضاء ولا افتاء ہماری اس زمانی مین منحصر ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پہر ان چار مین سے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے اور کہا ہے مناوی نی جامع صغیر کے شرح مین جایز نہین ہے اس زمانہ مین تقلید کرنی سوائی ان چار اماموں کی نہ تو قضا مین نہ فتوی مین یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے انکی مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جایز ہے فتوا دینا اور تفسیر احمدی مین ہے قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع فلا یجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفا لهم یعنی شبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جایز ہی مگر ان چار اماموں مین سے ایک کی پہر جایز نہین ہے پیروی کرنی اوس شخص کی جو اس زمانہ مین نیا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا اور اوسی تفسیر احمدی مین لکہا ہے والانصاف ان انحصار المذاهب فی الاربعۃ واتباعهم فضل الهی وقبولیۃ عند الله تعالی لا مجال فیه للتوجیهات والادلۃ اور انصاف یہہ ہے کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونے پیروی انہین چار مین یہہ فضل ہے اللہ تعالے کا اور مقبولیت ہے انکی پہر اس بات مین دلیل اور توجیہ کو کچہہ دخل نہین ہے اور شرح سفر السعادت کی ۳۸ صفحہ مین جو لکہا ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ دین کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور انکی اصحاب کے

باب پچپنواں

روایتون کو جن کرنا ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق میں
تاویل غرا کی انمیں اونکے موافقت او مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے
عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانی کی وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہہ
کام اونکے ہاتہہ سے نکلی انکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور اونکے
طریقے پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضی علمانی مولانا شاہ عبد العزیز قدس
سرہ کی روایت سے یون لکہا ہے کہ چارون مجتہدون نی جو فرمایا ہی کہ جو لوگ
ہماری قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوی تو چاہی کہ وہ حدیث پر عمل کری
کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے تو یہہ کہنا اونکا انکی زمانی سے علاقہ رکہتا ہی
کیونکہ انکی بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوی اس لئی بعد انکی جتنی علما گذری
باوجودیکہ آن کو مسایل کی نکالنی کی قوت اور کتاب اللہ او سنت رسول اللہ کا
علم اور فقیہوں کی اختلاف کے شناسائی حاصل تہی پہر بہی وہ اجتہاد کی راہ
نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی سمجہہ کی مضبوطی اور غور کے قوت اور دل کے ستہرائی
او قلب کی روشنی اور بی طمعی او نیت کے درستی اور خواہش
نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری او سلیقہ عربی زبان کی بوجہہ کامل تمام تعیون
کی موافق اون مجتہدون مین تہی اپنی ذات مین اونہون نے نپائی اور ویسے
تحقیقات او تلاش اور قوت مسایل کی نکالنی کی اونہین حاصل نہوئی اور
مسئلون کی نادرست اور درست کرنیمین کوئی دوسری راہ سوای اون لوگون
کے مقرر کی ہوی میسر نہ آئی ملکہ اجتہاد کے حرام ہونی اور چارون امامون
کی تقلید کی واجب ٹھہر جانی پر اور اللہ تعالی اونپر رحمت کرے کہ اچھے
طریقے اور مضبوط راہ پر چلی کہ جس مین بہت باتین نیک پائی جاتی ہین اون مین
سے ایک یہہ ہے کہ لوگون کی سرشت مین یہہ بات ہی کہ ہر شخص اپنے سمجھہ پر

نازان ہوتاہے اور دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملا اسپر اعتقاد رکہتا ہو

پہر بہی بسبب اسکے کہ اوسکے دلمین ایک بات ٹہر رہی ہے اچہی بات کو بہی

ان کی قبول نہین کرتا پہر اپنے برابر کے لوگونکے قول کا تو کیا ٹہکانا پس اس

صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین جامع کر کے خلاف انکے

احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق

ایک نئی راہ پر چلنے لگتا اسمین یہانتک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت

شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کے متعلق مین باقی نرہتی اور

ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جب تک

چار مذہب پر لوگ مضبوط نہین ہوئے تہے اور انکی پیروی اختیار نہین کی

تہی ستر اور کئے فرقے ہو گئے تہے اور انکی تابعدار باقی رہ گئے مگر بعد اسکے

جب علماؤن نے ان چار مذہبونکو خوب ضبط کیا اور انکے موافق احکام

کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹہیرایا تب

ان چار کے سوا دوسرا نیا مذہب کسی نے نہ نکالا اور بدی کسی نے نکالا ہو تو بہ سبب

اجماع علما دین دار کے اور مدد دے بادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج نہونے

پایا خلاصہ انکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے ہے

وَالْحَاصِلُ اَنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِعَاقِلٍ اَنْ یَّخْتَارَ فِی الدِّیْنِ مَا لَمْ یَعْتَمِدِ الْاَئِمَّۃُ وَنُقَّادُہَا

السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَایَتُہٗ وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ

عَلٰی حَقِیَّۃِ ذٰلِکَ وَلَمْ یُوْجَدْ مُتَّصِفٌ کَذٰلِکَ اِلَّا مَا اُجْمِعَ عَلَیْہِ

الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِیَّۃِ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ

وَتَلَقَّتْہُمُ الْاُمَّۃُ بِالْقَبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ یُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا وَلَمْ یُجْمَعْ عَلٰی

حَقِیَّتِہٖ وَلَمْ تَتَلَقَّہُ الْاُمَّۃُ کُلُّہَا بِالْقَبُوْلِ فَلَا یُلْتَفَتُ اِلَیْہِ

وَلَا یَعُولُ عَلَیْهِ حاصل یہہ ہے کہ لایق نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے
دین مین کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلی علما اور پچھلے فضلا نے
اور روایت اوسکی تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے
ہر زمانہ مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب
کو سب علما نے انکی حقیت پر اجماع کیا ہے اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہے اور جو مذہب
کہ تواتر سے منقول نہین ہے اور علما نے بہی اوسکے حقیت پر اجماع نہین
کیا ہے اور سب مسلمانون نے بہی اوسکو قبول نہین کیا ہے تو اوسکے طرف التفات
اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین **چوبیسوان سوال** جو
کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکہتا ہو اوسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کے ان چار
مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جایز ہے کہ قرآن اور
حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنے
کسی امام مجتہد کے اوسپر واجب ہے اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل
کرنا موافق اپنے سمجہہ کے درست نہین لیکن یہہ معلوم کر لینا ضرور ہے
کہ مراد مجتہد سے وہ شخص ہے کہ جسکے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور
سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہو اور اوسکا مذہب
نقل تواتر سے منقول ہو سو ایسے یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل
شرق اور غرب مین اور سب اہل عجم اور عرب کا انکے اجتہاد پر اجماع
ہے اور بہت سے علماے کرام اور اولیاے عظام کہ انکے بعد گذرے انہین
چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئے اور انکے سوا اور کسی مجتہد کے مذہب
پر اجماع علما کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہے اور نہ کسی کا مذہب تواتر
سے مروی ہے جیسا کہ تفصیل انباتو کی جواب مین سوال سابق

کے مذکور ہوئے نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکہتا ہو یا بعضے جاہل یا بعضے فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظیم سے یا اپنے زعم سے اوسکو مجتہد کہتے ہون تو ایسے کی تقلید ہرگز جایز نہین ہے دلیل اس حکم کی بہت سی کتابون مین لکہی ہے اختصار کے واسطے چند کتابین لکہا جاتا ہے کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہے اَلْعَامِیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیْثًا لَیْسَ لَہٗ اَنْ یَّاخُذَ بِظَاہِرِہٖ لِجَوَازِ اَنْ یَّکُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاہِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ الْفَتْوٰی یعنی عامی جب سنی کسی حدیث کو تو جایز نہین ہے کہ اس حدیث کے ظاہر سے جو سمجہا جاوے اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اوسکے مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کے یعنی حکم مجتہد کے ایسا احتمال نہین ہے اسواسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے اور یہی کفایہ کی کتاب الصوم مین ہے اِنَّ الْمُفْتِیَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّنْ یُّوْخَذُ مِنْہُ الْفِقْہُ وَیُعْتَمَدُ عَلَیْہِ فِی الْبَلْدَۃِ فِی الْفَتْوٰی وَاِذَا کَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی ہٰذِہِ الصِّفَۃِ فَعَلَی الْعَامِیِّ تَقْلِیْدُہٗ وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَاَ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا یُعْتَبَرُ بِغَیْرِہٖ ہٰکَذَا رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی لایق یہی ہے کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہون اور علم فقہ کو سیکہتے ہون اور اوس شہر مین اوسکے فتوی پر اعتماد رکہتے ہون اور مفتی جب اسطرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا بہی کرے اور عامی اوسکی پیروی کے سوا اور کچہ اعتبار نکرے یعنی جو مفتی اسطرحکا نہو تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا اس بات کو حسن نے امام ابوحنیفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشر نے ابی یوسف

ہے اور تقریر شرح تحریر میں ہے لَیْسَ لِلْعَامِّیِ الْاَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِیْثِ
بِجَوَازِ کَوْنِهٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْهِ الرُّجُوْعُ اِلَی
الْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِیْ حَقِّهٖ اِلٰی مَعْرِفَةِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ وَسَقِیْمِهَا
وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوْخِهَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْهِ یعنی عامی کو
حدیث کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہیں ہے شاید اوسکے ظاہر سے معنی اور ہوں
یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطے کہ اوس عامی
کو معلوم نہیں ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ
اور کون منسوخ ہے پس ایسا شخص جب اپنے فہم پر اعتماد کرکے کسی حدیث پر عمل کرے
تو اوسپر جو واجب ہے اوسکو چھوڑتا ہے یعنی اسی طرح اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو دین کی
کو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور تحریر میں ابن ہمام کے یہ مضمون لکھا
آیا ہے غَیْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ یَلْزَمُهٗ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ التَّقْلِیْدُ وَاِنْ کَانَ مُجْتَهِدًا
فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِیَّةِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو کوئی مجتہد
مستقل نہو اگرچہ بعضے مسئلہ فقہ میں یا بعضے علم میں وہ اجتہاد کی طاقت
رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اشباہ میں ہے اَلْفَتْوٰی فِیْ
حَقِّ الْجَاهِلِ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْتِهَادِ فِیْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہیں رکھتا ہے اوسکو
مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ مجتہد کو اپنے اجتہاد کے موافق عمل کرنا واجب ہے اور مولانا
عبدالعزیز مرحوم نے تفسیر میں سورہ بقر کی آیۃ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر میں لکھا
ہے کہ بایشان اطاعت انہا بحکم خدا فرض است شش کردہ اند از ان جملہ مجتہدین
شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است
بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان امیسر است فَاسْئَلُوْا

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگونکی اطاعت خدا کے حکم سے
فرض ہے وہ دو گروہ ہین ادنمین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت
کے مشایخ ہین کہ علم انکا ہی بطریق واجب مجیز کے لازم ہے عوام امت پر اسواسطے
کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار انکو معلوم ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا
ہے سوال کرو شریعت کے احکام کو عالموں سے اگر نہین جانتے ہو تم اور مولانا
شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ مین لکہا ہے چون دو حق
وجہہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح
مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را گذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد
دریجا اختلافی در روش پیشینیان و پسینیان رفتہ گویند کہ مقتدای حقیقی پیغمبر ھذا
صلی اللہ علیہ وسلم است و دیگران ہمہ تابع وی چون بہ یقین معلوم شود کہ او
فرمودہ است در پی دیگری رفتن معقول نبود و این طریقہ متقدمان است اما
درین روزگار پس این کار صورت نہ بندد و وجہ مجتہدان دین احادیث و آثار را
تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ و صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل فرمودہ و
تطبیق و توفیق میان انہا دادہ مذہبی قرار دادہ اند عوام مسلمانان بلکہ علماے
ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجا ہست کہ این کار از دست ایشان
آید ایشان را جز متابعت مجتہدان کردن و در پے ایشان رفتن سبیلی نبود و چارہ
نے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جب اجماع سے علما کی یہہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو
اختیار کرنا ضرور ہے تو پہر تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث
صحیح اپنے مذہب کے خلاف اوسکے نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے
اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہین تو اسمین درمیان متقدمین اور
متاخرین کے اختلاف ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشواے حقیقی تو پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم مین اور دوسرے سب تابع اونکے پھر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہہ کلام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پھر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہین ہے لیکن اس زمانہ مین یہہ کام نہین ہو سکتا یعنی حدیث پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیثون کو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو جنکو ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کر کے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پھر اونکے آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کے عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہہ کام اونکے ہاتھون سے نکلے اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدین سے ایک کے پیروی کرین اور اونکے طریقہ پر چلین سوا اسکے اور کچھہ تدبیر اور سبیل نہین ہے یعنی اس زمانے کے لوگون کو استعداد لیاقت نہین ہے کہ اپنے تجویز سے ناسخ کو منسوخ سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث مجمل کے تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح دین اسواسطے کسیکو جایز نہین ہے کہ حدیث مین جو پاوے دیسا عمل مین لاوے بلکہ یہی فرض ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنے سمجھہ کے موافق قرآن اور حدیث پر عمل نکرے اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے لکھا ہے الاجماع قد انعقد علی حقیقۃ المذاہب الاربعۃ و تخلف ذلک فیما سواہا وان الامۃ جمیعہا قد تلقت المذاہب الاربعۃ بالقبول ولم یحصل ذلک لغیرہا وقد اوجب اللہ تعالی علی من لم یعلم طرق الاجتہاد ولم یعلم ما کان علیہ الصدر الاول من الصحابۃ من اقوالہم وافعالہم ان

يسْأَلُ وَلَا يَعْمَلُ إِلَّا بِمَا يُفْتِيهِ الْمُفْتِي مِنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ لِعَدَمِ الْحُجَّةِ فِيمَنْ سِوَاهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اجماع علما کا حق ہونے پر ان چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے ان چارون کو قبول کیا ہے اور انکے غیر کو قبول نہین کیا اور بیشک خدا ے تعالیٰ نے اس شخص پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھہ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اوسکو بھی نجانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکم کو سوال کرے اور عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب کے ایک امام کے ان چارون اماموں مین سے کیونکہ ویسے شخص کے حق مین سوا اسکی اور کچھہ دلیل نہین ہے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے پہر سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہین جانتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے ۱۰ صفحہ مین لکھا ہے گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث و تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است و جایز نیست در وے تقلید زیرا کہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند انجاری و مسلم و شک نیست کہ اجتماع شرایط روی ازحکم کردن بخاری و مسلم یا ابن حزم نمی توان کرد چہ جایز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیارے رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنین در کتاب بخاری جماعۂ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علما و صواب دید ایشان باشد ہمچنین در شروط صحت و ضعف پس جایز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثے در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را یا راجح آید بر آن و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تضعیف ائمہ مجتہدین

واکابر سلف است و چون ایشان حدیث را تلقی بقبول کردہ عمل بدان نمودند پس انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد و الزام ایشان بحکم این جماعة تحکم دیگر است خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نے لکہا ہے کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح بخاری پھر صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے اور کتابون سے اور یہہ دونو مقدم مین اور کتابون پر تو یہہ کہنا اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے اور کسی مجتہد کے مقلد کو اس بات کی پیروی کرنی درست نہین ہے اسواسطے کہ ان دونون کتابون کا صحیح ہونا نہین ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور مسلم نے جن شرطون کو کہ راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی بالاتفاق کین ہوا تفق ان حدیثو نکے راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہے اس بات مین کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وہ سب شرطین جن راویون مین مجتمع ہین یقین ہی نہین ہوسکتا ہے کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جایز ہے کہ حقیقت مین ویسا نہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکہکر اونہون نے مثلا عادل سمجہا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو اس لئے کہ مسلم نے اپنے کتاب مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہے کہ ان راویون مین کچہہ خلل اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے تو اب اعتماد راویون کے احوال مین علماء مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونے مین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے امام نے معتمد کہا ہو اور اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے صحیح فرمایا ہو تو پہر جایز ہے کہ کوئی حدیث سوائے ان دو کتابون کے اور کسی

کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اون کتابون کے
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوسپر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے سو خلاصہ
اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث صحیح ہونے مین مجتہدون کے قول پر
اعتماد ہے محدثون کے نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پہر اوسکے
امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کے قول پر اعتماد نہین تو پہر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث قبول
کر لی اور اوسپر عمل فرمایا تو پہر حدیث سے اون محدثون کے جو لوگون مین
مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جایز نہین ہے اور مجتہد کو الزام
دینا محدث کے قول سے محض بیجا اور دعوی بے دلیل یعنی جب کسی مجتہد نے
ایک حدیث کو روایت کرکے اوسکے موافق عمل کیا تو اب اوسکے مقابل مین
اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روایت کیا ہو اعتراض کرنا جایز نہین
اور اوس حدیث کو چہوڑنا اور اوس مجتہد کی تقلید سے پہرنا اور اوسکے
مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے اور شرح سفر
السعادت کے ۳۳ صفحہ مین ہے نزد قدماے آیمہ مجتہدین وکبراے ایشان
علمی وافر از حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ و
منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید ومتابعت احکام واقوال علماے متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد واز حیطہ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان عدول
کرد بر تطبیق کلامی کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافت خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کے تمیز انمین بڑے کامل تہے یعنی حدیثونکا احاطہ
اور تلاش مین اور ہر حدیث کے حال دریافت کرنمین جسقدر ان چار امامون

کو علم اور امتیاز تہا ان محدثون مشہورون کے نہین اسقدر نہ تو علم تہا نہ امتیاز
تہا تو پہر ان مجتہدون کو الزام دینا جایز نہین ہے قول سے ان محدثون کے
اور حکم کرنے سے اون جماعت کے یعنی محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے
اور اونکے جمع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہوسکتا
ہے اور محدثون کے قول کے اعتبار سے مجتہدون کی تقلید سے
پہرنا درست نہین ہے جیساکہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور
حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہ ہے کہ امام ہمام ابن
ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوئی محدث اونکے
مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنیفون کو تقلید
کرنی اوسکی درست نہین ہے اور اسی طرح جس حدیث کو اونہون نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جایز نہین ہے اسواسطے کہ حدیث
کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت
سے راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین بعضے
محدثون نے اونکو عادل سمجہا ہے اور بعضے دوسرے نے اونہین غیر
عادل ٹھہرایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل
کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہو اور اسی
طرح جس راوی کو اونہون نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کی تلاش مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پہر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث
کو قبول کرکے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو اون مشہور محدثون

نے روایت کیا ہے اور اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا غیر مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جایز نہین ہے اور اونکے مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست نہین اور اوسے شرح سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ مین لکھا ہے این چہار تن از اماماں دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان انہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ و سبیلی نیست و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند بلے مگر انہا نیکہ از ایشان بپایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان برای خود اجتہادی می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یہ چار مجتہد دین کے امام اور ملت اسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کی حدیثون کو اور اصحاب کے اثار کو جمع کر اور اون سبکے میان موافقت اور مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرمایا کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش و جانفشانی اور مشقت و حیرانی اوٹھا کر شرع کے حکمون کو اونکی دلیلون سے جنکر خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائی پیروی کرنی ان چار امامون مین سے ایک کے اور کچہ تدبیر بن نہین پڑتی ہے شریعت کے علما اور طریقت کے اولیا بھی اسی مذہب پر تھے مگر ان لوگون مین سے جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہونچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار امامون کے موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ مین ہے و بالجملہ مذہب حق و طریق وصول بمنزل مقصود

ابواب در آمد خانہ دین این چہار است ہر کرا ہے ازین راہ ہا و دری ازین

درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و دری دیگر گرفتن عبث و لاوہ باشد و کارخانہ

عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن است

و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش

احسن و قوی و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر دار فر بود اختیار کند و از

رخصت و مساہلہ و حیلہ اندوزی نزود و این طریقہ متاخرین است و شک نیست

کہ این طریقہ محکم تر و مضبوط تر است ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل

مقصود کے پہونچنے کی راہ اور دین کے گھر مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب

ہے جس کسی نے کہ ان راہون مین سے ایک راہ کو اور ان دروازون مین سے

ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پہر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ

مین در آنا بے فائدہ اور بیہودہ ہے اور عمل کے کارخانہ کو انتظام اور رونق

سے بگاڑ دینا ہے اور دین کی مصلحت او خوبی سے دور پڑنا ہے اور جو کوئی

چاہے کہ تقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے

اختیار کرکے اوسمین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ

قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور احتیاط اوسمین زائد ہو اوسی کو

اختیار کرے اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو یا رخصت کی ہو

اوسکو بلا ضرورت اختیار نہ کرے اور حیلہ بازی اور فریب سازی اور فتنہ انگیزی

اور فساد پردازی نہ کرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہے اور شک نہین ہے

کہ یہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط و ہموار ہے اور اوسی شرح

سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ مین ہے قرار داد علما و مصلحت

دید ایشان در آخر زمان تعین و تحقیق مذہب است و ضبط

در ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود از اول مخیر است ہر کدام
را کہ اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے
رفتن بے توہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد
متاخرین علما این است وَهُوَ الْمُخْتَارُ وَفِيْهِ الْخَيْرُ اجماع اور اتفاق علما کا
اور صواب دید انکا اس اخیر زمانہ مین اس بات پر ہے کہ ہر کوئی ان چار مذہبون مین
سے ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کار و بار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہے ہر شخص ابتدائی
حال مین اپنے مختار ہے کہ جسکو ان چار مذہبون سے چاہے اختیار کرلے
لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بدگمانی سے خالی نہوگا اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور انتشار
اور اختلاف واقع ہوگا علماے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے اور یہی بہتر
اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہے دوسرے مین نہین اور
اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ مین ہے درا ذہان بعضے مردم چنان
درآمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقہ اقتدا و
اتباع در مذہب ایشان بیشتر است و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر راے و اجتہاد است
و مخالف احادیث این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ کتاب اللہ
و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است و بی آن درست
نے و چون قیاس و اجتہاد آن امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمام است
است این گمان را مجال نبود و ما نکہ سبب وقوع درین ورطہ آن بود کہ بعض محدثین
کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہاے کہ تصنیف کردند چنانچہ مصابیح
و مشکوٰۃ و مانند آن دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع کردند و در احادیث

٦٣

مذهب حنفی براه طعن و جرح رفتند و این همه بے گوشهٔ تعصبی نخواهد بود و اکثر ایشان
با حنیفه بے گوشهٔ تعصبی نباشد عفا الله عنهم نظر در کتب حنیفه که در دیار عرب مشهور
است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد و مواهب الرحمن کتابی است
درین مذهب شارح او التزام کرده است که دلیل از آیات قرآن و حدیث
صحیح بیارد و گفته اند که نزد وے هفتاد هزار بود که احادیث مسموعهٔ خود را در آن
ضبط کرده و گفته اند که مشایخ او که از ایشان استماع حدیث کرده ورای جماعتے
از صحابه که از ایشان شنیده از تابعین سه صد کس بوده اند و آنها که از وے
مستند کرده اند پانصد کس اند و مجموعهٔ استاد وے در علم چهار هزار کس اند و
جمعی آنرا بر ترتیب حروف تهجی جمع کرده اند چون احادیث که امام شافعی بدان تمسک
نموده امام ابو حنیفه بدان تمسک نموده مردم گمان کرده اند که مذهب او مخالف
احادیث است و حال آنکه درینجا احادیث دیگر است صحیح تر و قوی تر از آن
که بدان اخذ و تمسک نموده و این معنی به تفصیل بیان کرده و اثبات
نموده اند ما اگر آنرا ذکر کنیم سخن دراز گردد و بالفعل آن مباحث موجود است
طالب حق را باید که بدان رجوع کند و فی الحقیقت مذهب حنفی جامع معقول
و منقول است و ما که در اغلب اوقات احوال عادت کریمهٔ آن امام همام آن
بود که در تفهیم و تبیین مذهب خود بجهت رعایت طبایع عامهٔ خلق که مجبول اند بر
تطابق معقول و منقول و تایید نقل بعقل اقتصار بر دلیل معقول کردے
و به قصد تسلیه و تشفیهٔ طباع ایشان در کشف آن می کوشیدی و الا اصل تمسک
و استدلال او بکتاب و سنت و اقوال سلف بود و خود چه صورت دارد که کسی جمع بکتاب و سنت و اجماع ترک کرده
و بقیاس کند و حال آنکه شرط عمل بدان عدم آن هر اصول است و دلائل عقلی ایشان در حقیقت بر
تایید و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی بر قیاس را و لابد از احادیث

آنچه موافق بقیاس بود ارجح است نه آنکه قیاس او در مقابل نص کرده باشد و نیز
حکم به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است
چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرایط صحت
و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
پس از آن از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از
حکم متاخرین محدثین به ضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وے در زمان امام ابو
حنیفه رح و این نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت امتیاز و وفور فضل
و کمال مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین
را نیز با آنجناب حسد گونه بود و در حقیقت هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این حال
است امام شافعی رح را به بینید که چه مدح وے و مدح اصحاب وے می کنند و میگوید
النَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَى فِقْهِ أَبِي حَنِيفَةَ - و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابوحنیفه
باحادیث و اقوال صحابه است دیگری را نیست اصحاب ابوحنیفه رح همه متفق اند که
حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است
و وی رض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث باقسامه از دست
ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز خزیه قیاس موثر عمل نکند و قیاس تناسب و قیاس شبهی و
قیاس تردے همه نزد وے متروک و غیر معمول است و در
چندین مواضع قیاس را باحادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس کرده
اگر آنها ذکر کنیم بدرازی کشد و ابوحنیفه تقلید صحابی را در آنچه صحابی باجتهاد خود گوید
واجب داند و شافعی گوید هم رجال و نحن رجال یعنی ما و ایشان در اجتهاد برابریم
همه مجتهد اند نیز مجتهد را تقلید مجتهد دیگر نرسد نقل است که امام ابوحنیفه رح فرمود که

عجب از مردم کہ مرا نمی گویند کہ وی فتوی برای خود میدہد حالانکہ من ہرگز فتوی نمیدہم مگر بانچہ ماثور و مروی است و امام حجت عبد اللہ ابن مبارک کہ از وے رض نقل کردہ کہ گفت آنچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آید فبر الراس والعین و آنچہ از صحابہ رسید نیز اختیار کنیم و از گفتہ ایشان نبرائیم ولیکن چون چیزی از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے بعضے لوگون کے گمان مین ہے کہ مذہب امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی اونکے مذہب مین زیادہ ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہے یہ کلام محض غلط ہے اور صریح نادانی ہے کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہے اور بغیر ان چیزون کے اجتہاد درست نہین ہے اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدون کے اجتہاد پر مقدم اور سابق ہے اور سب علما اور مجتہدون کے نزدیک ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے تو پھر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہے اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضی محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکے مانند تو اپنے مذہب کی دلیلین ڈھونڈہ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کے موافق ہین جنکر جمع کیا ہے اور جو حدیث کہ ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہے اوسپر طعن اور جرح کیا ہے اور حقیقت مین یہ سب تعصب سے باہر نہ تہا اور اکثر اون لوگون کے تعصب اور بغض سے خالی نہین تہے تو اس صورت مین چاہئے کہ حنفی مذہب کے کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کیجاوے تاکہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قران اور حدیث کے ہے

جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کر کے ہر مسئلہ کی دلیل کو قران اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول
ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین کہ جن
حدیثون کو اونہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون مین
درج کیا تہا اور مروی ہے کہ اوستاد سب اونکی جنسی اونہون نے احادیث
سنی تہین سوائے صحابہ کی تین سو تابعین تہی اور جن لوگون نی کہ امام سے
اونکی سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثون سے دلیل لاتی ہین اور امام ابو حنیفہ رح اونسی دلیل نہین لاتی تو
لوگون نی گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کی مخالف ہے اور حال یہہ
ہے کہ ان حدیثون کی سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی بہ نسبت زیادہ
صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتی ہین
اور اس بات کو لوگون نی بالتفصیل بیان کیا ہے اگر ہم اون سب کو ذکر
کرین تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل یہی وہ سب احادیث موجود ہین طالب
کو چاہئے کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوی تا کہ ان سب ملاحظہ
مخالف کو دیکہکر شک اور شبہہ مین نہ پڑی اور حقیقت مین مذہب حنفی جامع ہے
دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کی اکثر اوقات
مین یون تہی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر فرماتی
اس لئے کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتی ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے موافق
نہو تو اوسپر خوب اعتقاد نہین لاتی اور محبت سی امام اعظم رح لوگون کے
تسلی اور تشفی کے واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہہ کی ظاہر کرتی تہی در حقیقت

مین دلیل امام اعظم کی قران اور حدیث اور قول صحابہ ہی تہی اور فی الواقع ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جبتک قران اور حدیث اور اجماع مین پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب کسی اس تینون مین نملی تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کرے تو پہر ایسے امام کی طرف کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قران اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے حکم دیا ہو اور دوسری بات یہہ ہے کہ عقلی دلیل امام کے حقیقت مین واسطے ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر تہی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف ہوتا تہا اور ترجیح کسی کی کسی طور پر نہوتی تہی تب امام اعظم جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتہہ موافق پاتے اوسکو غلبہ دیتے تہی اور یون نہ تہا کہ حدیث کی مقابل مین قیاس پر عمل کرتی نعوذ باللہ من ذالک اور تیسری بات یہہ ہی کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلی زمانہ مین اور پچہلے زمانہ مین مختلف ہے بہت سے حدیثین ہین کہ متقدمین کی نزدیک صحیح ہین اور متاخرین کے نزدیک ضعیف اور یہہ ہو سکتا ہے کہ جتنی راوی کہ درمیان امام اعظم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی سب مین شرطین صحت کی مجتمع تہین اسواسطے وہ حدیث صحیح ہوئی پہر اون کے زمانے کے بعد راوی سب دوسری ہوے اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچہلے زمانہ کی محدثون کی نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہری اسواسطے کہ اون محدثون کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطے بہت ہوگئے یعنی راوی سب اس حدیث کی اون لوگون اور حضرت کی درمیان آگے کی زیادہ ہوگئی اور اون سبہون مین شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس لئی محدثون نی اوس حدیث کو ضعیف کہا اپنی زعم کی موافق پہر اگر کسی محدث نی جو امام اعظم کی پیچہی تہی کسی کو ضعیف کہا

ہو تو اوس سی لازم نہین آتا ہے کہ امام اعظم کی زمانی مین بہی وہ حدیث ضعیف
تہی اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا افضل و عالم تہا اکثر لوگ
اون پر حسد لیجاتی تہی متاخرین شافعیہ کو کیا کہتی بلکہ متقدمین کو بہلے اون جناب
کی ساتہہ حسد تہا اور حقیقت تو یہہ ہے کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے تو ایک
عالم کا محسود ہو جاتا ہے تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہہ حال ہی اور پیشوا
اونکی امام شافعی رح کو دیکہا چاہی کہ کسقدر تعریف امام اعظم او اونکی اصحاب
کی کرتی ہین اور کہتی ہین اَلنَّاسُ عِیَالٌ عَلٰی فِقْہِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی لوگ
اعتماد کرنی والی ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکی اور امام
اعظم کو جسقدر تابع داری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تہی
دوسرے مجتہدون کو نہی اور اصحاب امام ابو حنیفہ کی سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رح کا
تو یہہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتی
آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوے حدیث معتبر نہ ملتی
تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعی رح بہت سی
حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتی ہین اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو
جس بات مین کہ صحابی نی اپنی اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتی ہین اور
شافعی کہتی ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بہی مجتہد تہی اور ہم بہی مجتہد ہین مجتہد
کو تقلید کرنی دوسرے مجتہد کی جایز نہین ہی اور امام حجت عبد اللہ ابن
مبارک نی امام اعظم رح سی روایت کی ہی کہ فرمایا ہی امام اعظم رح
نی کہ جو کچھہ حدیث مین آیا ہے اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتی ہین اور جو کچھہ
کہ اصحاب سی مروی ہوا ہی اوسکو بہی ہم اختیار کرتی ہین اور اوس سی باہر [illegible]

نہین آئی ہین لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وہ برابر ہین پہر ہم بہی تحقیق کرینگی اور حق کو تلاش کرینگی

پچیسوان سوال

جواب سے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون اماموں مین سے ایک کی تقلید اوسپر واجب ہے اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکے امام کی مذہب کی مخالف پہنچی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جایز نہین ہے باوجود اسکی کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے اُترُکُوا قَولِی بِخَبَرِ الرَّسُولِ صَلَّے اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّم یعنی جب کوئی حدیث ہماری قول کی خلاف پاؤ تو اوس پر عمل کرو اور ہماری قول کو چہوڑ دو اور اسی طرح سے اور اماموں نے بہی فرمایا ہے تو پہر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکری تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر بہی عمل نکیا اور امام کی حکم پر بہی نچلا اور دوسری بات یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتی تہی عمل کرتی تہی یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تہا کہ جو حضرت فرماتی اپنی اپنی سمجھہ کی موافق عمل مین لاتی اور ایسا فرق نہین تہا کہ جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کی فرمانی کی موافق اور اپنی دریافت کی مطابق عمل کر لیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت کی قول کو چہوڑ کر اوس کسی صحابی جو مجتہد تہی مثلاً ابو بکر یا عمر اونکی تقلید کرتا تو پہر اسمین کیا سر ہے کہ اس زمانہ مین اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوی یا کوئی معتمد عالم سے سنی تو اوسکو اوسپر عمل کرنا جایز نہووی بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلی جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے جو کسی کی حق مین ثابت ہوتا ہے تو اوس مین تین چیز ضروری ہین یعنی ہر شخص جبتک تین چیز کو نجانی تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوسکی حق مین ثابت نہین ہوتا جبتک

جانی کہ یہہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے دوسرا جانی کہ مراد اس حدیث
سی کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھی تیسرا جانی کہ یہہ حکم
ہم پر ہی یعنی اس حکم مین ہم بہی داخل ہین دوسرونکی واسطی خاص نہین ہی
کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سی ایک بات کو نجانیگا تو اوسکی حق مین وہ بات
نہو گا مثلاً اگر حضرت کی کلام ہونیمین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق یا کافر
سی سنی تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہے اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کی مراد کو نہ سمجھے
جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجھیگا تو کیا عمل کریگا اور اسی
طرح سے جب جانی کہ یہہ حکم مجہپر نہین ہے بلکہ دوسرونکی حق مین ہی جیسا
حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانون کی حق مین تہا تو وہ حکم بہی ثابت نہین ہوتا جب یہہ
بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کر کے کوئی
حکم فرماتی تہی تو اوس شخص کے حق مین یہہ تینون باتین پائی جاتی تہین پہلا امر تو
ظاہر ہی کہ جب کسی مسلمان نی حضرت کی زبان سی کوئی حکم سنا تو یقین جانا کہ یہہ
حکم رسول خدا کا ہی اور دوسرا امر بہی پایا جاتا تہا اسواسطی کہ حضرت علیہ السلام
ہر ایک کو اوسکی سمجہہ کے موافق حکم فرماتی تہی کہ کسی طرح سے اوسکو شبہہ باقی
نرہتا تہا جیسا مشہور ہے کہ حضرت نی خود فرمایا ہی کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِهِمْ
بات کرو لوگون کی ساتہہ اونکی سمجہہ کے موافق یعنی لوگون سی بات اس انداز
سی کرو کہ اونکی دریافت مین آجاوی پہر اگر کوئی شخص لائق و ذہین ہوتا تو
اوسکو اجمال اور کنایہ سی فرماتی اور اگر ایسا نہوتا تو حسب حال اوسکی خوب
واضح کرکی ارشاد کرتی کہ اوسکو کچہہ شبہہ نرہتا جیسا کہ مشکوۃ شریف کی کتاب العلم
مین ہے عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَکَلَّمَ
بِکَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ یعنی انس رض نی کہا ہی

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتی تو تین بار ارشاد کرتی تا کہ
بیشبہہ خوب سمجہا جاوی اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنی
حال کی قرینی سی یا حضرت کی حال سی یا اور بعضی لوگونکی حال سی یا اپنی
سوال کی قرینی سی یا حضرت کی کلام کی سیاق سی یا اور لوگونکی گفتگو کی رو
حضرت کی مراد سمجہہ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوسکی آگی مذکور
ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کی خلاف ہوتا تہا کہ ہر کوئی اوسکی کُنہہ کو نہین
پہنچتا تہا بلکہ وہ صحابی بہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین
اکثر حاضر رہتی تہی اور حضرت کی عادت سی خوب واقف تہی اور آپ کی
صحبت کی تاثیر کی سبب اون کی دل مین صفائی اور روشنی ہوگئی تہی کہ سخن
کی تہہ کو پہنچتے تہی اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت کرتی
تہی جیسا کہ حضرت عائشہ رض کا حال تہا اور نمونی کی واسطے اوسکی
مثال آگی مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سی بہی نہ سمجہتا
تو وہ ثانیا پوچہتا جیسا کہ بہت سی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نی اول ایک
بات فرمائی پہر کسی صحابی نی پوچہا کہ یا رسول اللہ اس سی کیا مراد ہی حاصل کلام
یہہ ہی کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب اوسکی
مراد کو کسی ایک طور سی سمجہہ لیتا اور ان باتونکی تفصیل اور ہر ایک کی مثل
لکہنی مین کلام دراز ہوگا اسو اسطے یہان مجمل لکہا گیا انشاء اللہ تعالی شرائط
کی بیان مین بطور نمونہ کی حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا اور تیسرا امر یعنی اس
بات کو جاننا کہ یہہ حکم ہم پر بہی ہے یا اوس شخص کی حق مین حاصل ہوتا تہا
اس لئی کہ جب حضرت نی اوسکو خطاب کر کی کوئی حکم فرمایا تو ظاہر ہی
کہ اوسکی حق مین ہی اگر دوسری پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتی پہر بعد حضرت

کی ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہو اسواسطے کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا
کہ یہہ حدیث شریف ہی اور یقین اسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہہ اور بدون تردد
کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہی ایک
تو یہہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی یہہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسری صورت یہہ
کہ خبر تواتر سے سنے اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ نقل کرنے والے اس حدیث
کی ہر زمانے مین اس قدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نکرے کہ اتنے لوگ
سب کے سب جھوٹھہ کہتے ہین اور خبر تواتر مین یہہ بہی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا
تک ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اس قدر راوی ہون کہ ایک دوسرے سے برابر
سنتے چلے آتے ہون اور ایسے ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو
متواتر اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی
عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی پہر ایسی روایت سے اس حدیث مین
یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اسقدر آدمی نقل
کرتے ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہی بمثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سے قرآن شریف کے کلام خدا ہونے مین
لوگونکو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکی نہین ہی کہ نقل متواتر سے ثابت
ہی کہ حضرت صلعم نے اوسکو خدا ہی تعالی کا کلام فرمایا ہی پہر بعد حضرت کی جبکہ
صورت متعذر ہوی تو یقین حاصل ہونیکی اتنی ایک صورت تواتر کی باقی رہی
پہر اگر اتنے راوی اوس حدیث کی نہون تو ہرگز یقین حاصل نہوگا تو اب ہر حدیث مین
اسطرحکا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہی اس
واسطے اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کے قایم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان

غالب ہو کہ یہہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے
حق مین ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوسکی راوی کا حال
خوب دریافت کری جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وعن ابن سیرین
قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَكُمْ رواہ مسلم
روایت ہی ابن سیرین سی کہا کہ یہہ علم دین ہی یعنی قران اور حدیث یہی ہین اور
اسلام ہی سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سی سیکھتی ہو دین اپنا یہہ کلام ارشاد
ہی اہتمام اور احتیاط کرنیکی طرف دریافت کرنیمین احوال راوی کی یعنی چاہیی
کی راوی کو خوب تحقیق کیا چاہیی کہ پرہیزگار دیانت دار راست گفتار نیک
کردار ہو اور نہ لیا چاہیی حدیث کو ہر کسی سی جو کوئی روایت کری بخصوص صاحب غرض جو
نیا مذہب نکالنی والی جدا طریقہ رواج دینی والی ہون کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج
دینی کیواسطی بہت سی باتین دین مین افترا کرینگی اور جھوٹھہ حدیثین لوگونکو سناوینگی
یہہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہی پہر جب کسیکو راوی کے عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکی حقمین اوس کلام کی حدیث ہونی پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنی افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہی
تو ظاہر حال سی اوسکی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ حدیث کی روایت مین بہی وہ سچا ہوگا
کیونکہ جھوٹھہ کہنا حرام ہی خصوصاً پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹھہ بات کو افترا کرنا بڑا
گناہ ہی اسلئی ایسی شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہین
ہوتا ہی اسواسطی کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسیطرح کا شبہہ اور احتمال باقی نرہے
اور حال یہہ ہی کہ عقل کے نزدیک ایسی شخص کا بہی کاذب ہونا جایز ہی اسواسطی
کہ ہم تو صرف اوسکی ظاہر حال پر مطلع ہو سکتی ہین اور اوسکی نیت اور ارادی اور
اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہی کیونکہ بعضی لوگ ایسی بہی ہوتے

ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور دین
مین مفسد جیسا کہ اگلی زمانہ مین وضاع لوگ گذری ہین اور بعضی آدمی ایسے
بہی ہوتی ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کی سبب سی
یا اپنی زعم مین کسی ضرورت کی جہت سی کبہی جہوٹہہ کہتی ہین اور اپنی اعتقاد مین
اسکو دین داری سمجہتی ہین جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نی رسالہ اصول الحدیث
مین لکہا ہی کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تہا قران کی سورتون
کی فضیلت مین اوس نی بہت سی حدیثون کو وضع کرکے رواج دیا تہا
اور مشہور کیا تہا پہر جب اوسکو لوگون نی پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت
تنگ کیا تب لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مین نی ان حدیثون کو بنایا ہی اور نیت میری خیر تہی
کیونکہ مین نی لوگونکو دیکہا کہ قران کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسری علوم کیطرف
مثل تواریخ اور فقہ کی زیادہ مشغول رہتی ہین تو لوگونکو رغبت دلانی کیواسطی
یہہ حدیثین بنائین تاکہ ثواب کی رغبت سی یا اور کسی دنیاوی مطلب کی طمع سی
اگر قران پڑہین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسی
طرح سے بعضی واعظ اچہی کام مین رغبت دلانی کیواسطی یا بری کام سے ڈرانی
کی لئی حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی رکہتی ہین باوجودیکہ جہوٹہہ بات کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر
مین حرام ہے اور راوی مین ایک امر اور بہی ضروری ہو وہ یہہ ہی کہ فہم اور ضبط
اور حفظ یعنی جو کچہہ اوسنی سنا ہو خوب سمجہتا اور ضبط کرتا اور یاد رکہتا ہو اگر اوسکی
فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہہ خلل ہوگا تو اوسکی
روایت پر بہی اعتماد نہوگا پہر جاننا کہ راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین حاصل ہونی کا دو طریق ہی اول یہہ ہی کہ اوسکی صحبت

مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکی دریافت کری دوسرا
یہہ ہی کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلاً تواتر سی معلوم کری یعنی استقدر لوگ اس
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکری کہ یہہ
سب کی سب اوسکی جھوٹھہ تعریف کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہہ ہی کہ اگر درمیان اوس کی
اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت
مین سی ایک طور سی یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطی سی زیادہ
ہو تو پچھلی راوی کا حال اون دونون طریق سی معلوم ہو سکتا ہی لیکن اوسکے
اوپر کی راویون کا حال جو فوت کرگئی ہین رویت سی دریافت ہونا ممکن نہین ہی
صرف تواتر سی اونکا حال معلوم ہو سکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر بکمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب
ہوگا اور اگر کسی راوی کی ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسیطرح کا بہی کچھ
حال مین شبہہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچھہ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا ذکر ہی گمان
غالب بہی حاصل نہوگا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو
روایت کرنا جایز نہین ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رض قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّقُوا الحَدِیثَ عَنِّی اِلَّا مَا عَلِمتُم الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنی کو مجھسے مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجھسے ہی
آخر تک اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَفٰی بِالمَرءِ کَذِبًا اَن یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ
یعنی بس ہی مرد کو جھوٹھہ کہنی مین اس قدر کہ حدیث کری جو کچھہ سنی یعنی اگر

کوئی کسی طرح کا جہوٹہہ نہی لیکن جو کچہہ لوگون سی سنے بے تحقیق کہی ہو اوسکو روایت
کری تو اسی قدر بس ہے جہوٹہہ کہنے کو تو معلوم کیا چاہی کہ جب آدمی بے تحقیق
کسی بات کی نقل کرنیمین دروغ گو بنتا ہی تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون علم
کی روایت کرنیمین اوسکا کیا حال ہوگا پہر اس زمانیمین بہی اگر کوئی چاہی کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوسپر واجب اور ضروری ہی کہ اپنی استاد سے لیکر جسنے
اوس حدیث کو سنا اوس سی لیکر صحابی تک جتنی راوی گذری ہین ہر ایک کا
حال الگ الگ کما حقہ اسی طور سی کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کری یعنی ہر
ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی
یقین سی معلوم ہو جاوی تب وہ حدیث اسکی حق مین ثابت ہوگی اور اگر ایک
راوی کی حال مین بہی شبہہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہوگا اور اوسکی حق
مین وہ حدیث ثابت نہوگی پہر اس زمانیمین سب راویون کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہی بلکہ متعذر ہی کیونکہ کس قدر لوگ گذری ہین کہ اونکا احوال خبر
متواتر سی تو کیا معلوم ہوگا نام بہی اونکا مشہور نہین ہی اور سابق مذکور ہوا
ہی کہ راویون کی حال کو بالیقین جاننا ضروری ہی اور یقین سی جاننی کی دو ہی
صورت ہی یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہی یا خبر تواتر سی سنی اور بعضی
لوگونسی اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکہنا کفایت نہین کرتا پہر
جب یہہ معلوم ہوا اب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکہنا
یا صرف کسی عالم متبحر سی سننا کسی کی حق مین کافی نہوگا کیونکہ اوسکی حقمین ثبات
موقوف اس بات پر ہی کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سی احوال سب راویونکا
بالیقین معلوم کری اور ان دونون صورتونمین راویونکا حال کچہہ ثابت نہوا

اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کی حق مین ثابت ہوا کہ جس نی اس
کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد رکہا تہا طالب کی حق مین تو یہہ ضرور ہی کہ سبکا
احوال خود تحقیق کرے اور تواتر سی سنی تب اوسکی حق مین ثابت ہوگا اور اس
مقام کی بیان اور تحقیق سی کوئی یہہ سمجہی اور نہ کہی کہ اس تقدیر مین کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب مین شک اور شبہہ پڑ گیا سو جواب
اوسکا یہہ ہی کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کی یعنی کسی حدیث کی پانی کا دو
طریق ہین ایک یہہ کہ طالب آپ تلاش کر کی ثابت کری دوسرا یہہ کہ کسی عالم محقق
کی پیروی کری خواہ اوسکی زبان سی سنکر یا اوسکی کتاب مین دیکہکر اور سابق
جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تہا اور تقلید کی صورت دوسری ہی پہر اگر ایک شخص
نی کسی عالم محقق پر اعتماد کر کی اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان
لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس
عالم کی صرف پیروی ٹہری اپنی کچہہ تحقیق نہوئی پہر اس زمانہ مین جو شخص آرزو
رکہی کہ تقلید کسی مجتہد کی نکری بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوی عمل کری تو یہہ امر
اوسکی ہرگز حاصل نہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کر نہین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی
ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی جس سے بہاگیگا آخر کو اوسی
مین جا گریگا اور دوسری بات یہہ ہی کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نی کسی عالم کی تقلید
کر کی اوسکی کتاب پر اعتماد کر لیا اور تقلید کی لحاظ سی حدیث پر اوس کتاب کی اتفاق
کیا لیکن حدیث کی مراد کو سمجہنے کیواسطے اور اوس سی حکم نکالنی کی لئی جو سب شرطین
ضرور ہین جیسا کہ آگی مذکور ہوگین کہان سی حاصل کریگا آخر کو گہبرا کر لاچار ہو کر
حدیث کی مراد کو سمجہنے اور حکم نکالنی مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہو
گی تو حقیقت مین پہر انتہا اور ٹہکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پہر ابتدا ہی کی

اوسنے کیون نہین اپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی ہے اور افسوس صد افسوس
ہے اوسکے حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد متقدم کی تقلید سے انکار کرے اور عار
رکہے اور پہر آخرین دوسرے عالم کے کہ جنکو نسبت شاگردی کی ہے آنحضرت رح کے
ساتہہ نہین ہے تقلید کرے خدا اسکو اپنی پناہ مین رکہے ایسی حماقت اور ضلالت سے اور امام
ابوحنیفہ رح نے جو فرمایا ہے اُتْرُکُوا قَوْلِی بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے
معنے یہہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہماری قول کو جو ہمنے اپنی
اجتہاد سے کہا ہے اوسکو چہوڑ دو پہر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق
ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہے بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہے اوسکو چہوڑنے
کے کچہہ معنے نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہے اوسکی بہ نسبت امام نے یہہ فرمایا ہے
لیکن یہہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق مین نہین ہے کیونکہ اگر عام ہوتا تو
یون فرماتے یَتْرُکُ قَوْلِی کُلُّ مَنْ سَمِعَ خَبَرَ الرَّسُوْلِ یعنی جو کوئی حدیث سنے تو
چہوڑدے ہماری قول کو بلکہ یہہ حکم امام کا خطاب خاص ہے اپنی شاگردون کے
لئے کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل
کرنے کی تہی جیسے امام ابویوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث
پر عمل کرنے کی واسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوی اوسکے سوا اور بہی بہت
سی شرطیں ہین کہ آگے مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر
ممکن ہے بلکہ اس زمانے کی عالمون مین بہی متعذر ہے لیکن خدای تعالی قادر ہے کہ
کسی کو وہ مرتبہ اپنے فضل سے عنایت کرے جیسا کہ جواب سابق مین شرح سفر السعادت
سے منقول ہوا پہر اگر کوئی اس مقام کو دیکہکر شبہہ کرے اور کہے کہ جب
متقلد کو حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے تو پہر سابق کے مسئلون مین حدیثون
سے کیون تم دلیل لای ہو تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ ہمنے اون مسئلون کو کہ سابق مذکور

۸۰

کیا ہی اوس سب کو ہماری امام نی قران اور حدیث سی استنباط کیا اور فقہ کی کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضی لوگ کہتی ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہی حدیث سی ثابت نہین ہی اسواسطی ہم نی ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سی جن جن کتابون سی پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلون مین شبہہ نہ پڑی اور جو مسئلہ کہ امام سی ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین ممنوع نہین ہے اسکی بعد یہہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوی کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سی خالی نہین ہی یا تو امام اعظم کی قول کی موافق ہوگی یا مخالف اگر موافق ہوی تو کچھہ کلام نہین اور اگر مخالف ہوی تو اوس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اوس عمل کی ہی نسبت اوسکی مصنف کی تقلید کرنی ہوی اور امام اعظم کی تقلید سی پہیرنا حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہہ نہین ہی اسواسطی کہ امام اعظم کا قول بہی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سی ثابت ہی صراحتہ یا ضمنا ہو اور یہہ گمان نہین ہو سکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نی اپنی قیاس کو کہا ہو کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جایز ہوتا ہی کہ قران اور حدیث اور اجماع مین نہ پاوی اور یہہ شبہہ بہی محض بیجا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تہی اس واسطے کہ اوس زمانی مین بہت سی صحابی موجود تہی اور وہ زمانہ تابعین کا تہا اور لوگ حدیثون کو صرف زبانی یاد رکہتی تہی اور ڈر سی بہولنی کے عالمون مین اکثر چرچہ اوسکا رہتا تہا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر ہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور لوگون کی عمل مین آتی پہر صرف یہہ گمان اور شبہہ کر کی امام اعظم کی تقلید سی بہاگنا اور دوسری محدث کیطرف دوڑنا دین مین کہیل کرنا ہی نعوذ باللہ

سنہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظم کی قول کو ہی اسواسطی کہ امام
اعظم کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تہا وہ اس زمانہ مین تہی کہ جسکی
خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نی دی ہی کیونکہ وہ تابعین سی تہی اور بیس
صحابی سی اونکو ملاقات ہوی اور سات صحابی سی اونہون نی حدیث روایت
کی جیساکہ درمختار کی خطبہ مین لکہا ہی اور تین سو تابعین سی حدیث کو سنا اور
کئی صندوق حدیثون کی کتابون کی اونکی پاس تہی جیساکہ شرح سفر السعادت
کی خطبہ مین مرقوم ہوا ہی پہر ظاہر یہی ہی کہ جسقدر اونکو حدیث صحیح پہنچی تہی اور
جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تہی باقی مجتہدون کو اور حدیث کی
کتاب جمع کرنیوالون کو جو اونکی بعد ہوی ایک کو بہی یہہ بات حاصل نہ تہی
پہر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا
منسوخ یا ماول کسی تاویل کر کی جیساکہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفر السعادت
سی مذکور ہوی چنانچہ امام اعظم کی بعد ہزارون علما اور فضلا نی جو امام اعظم کی مسایل
اور دلایل کو حدیث کی کتابون سی ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اونکی مذہب کی خلاف پایا تو
آخر بعد تحقیق کی یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تہی یا ضعیف یا منسوخ یا
ماول یا اوسکی مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیساکہ آمین بالجہر کی رفع
یدین کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہی اور اوسیطرح سی جتنی حدیث مخالف ہی سب
کا یہی حال ہے تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہے جیسا فتح القدیر اور بحر الرایق
اور مواہب الرحمان اور تبیین الحقایق اور کافی اور شرح ہدایہ اور تخریج الہدایہ
وغیرہ جسکو اس بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچہہ علم رکہتا ہی تو چاہئی کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکہی اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکی حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علما اور صحابہ اولیا اونکی مقلد تہی اور مرتی دم

تک اونہین کی پیروی کرتی رہی اور تمام جہان کی سلمانونمین تخمیناً تین حصی حنفی
ہونگی اور ایک حصہ اور مذہب والی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین
اور شریعت کاہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہانکی امام اعظم کے مذہب کی موافق
احکام شرع کو جاری کرتی ہین اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہہ کلام حدیث ہی
جیسا اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہی
ایک اور امر بہی ضروری اور وہ یہہ ہے کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نی آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ او
بعبارتہ یعنی بدون تغیر اوسکی لفظونمین نقل کیا ہی یا اپنی سمجہہ کی موافق مطلب اوسکا اپنی عبارتمین ادا
کیا ہی اگر اول ہی تو مقبول ہی اور اگر ثانی ہی تو دخل ہی خالی نہین اگر راوی مجتہد
ہی تو مقبول ہی اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہی
یعنی لفظ تہوڑی اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر ہی جو مجتہد ہی تو البتہ
حضرت کی مراد کو سمجہہ سکتا ہی اور غیر مجتہد اون سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور
غرض حضرت کی اکثر نہ سمجہیگا تو پہر اکثر غلطی مین پڑ جاویگا اسلئی اوسکی روایت پر
اعتماد نہین جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے ۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَہَا وَوَعَاہَا وَ
اَدَّاہَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرُ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ الحدیث
تر و تازگی دیوی خدا اوس بندہ کو کہ جس نی سنا ہماری کلام کو پہر یاد کیا اوسکو
جیسا سنا اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگونکو آخر تک وَعَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءًا سَمِعَ
مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ یعنی
تازہ رکہے خدا اوس مرد کو جس نی سنا مجہسے کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا

سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکھنے والے ہو تے ہیں سننے والے سے اور مشکوٰۃ کی
شرح میں شیخ عبدالحق دہلوی نے لکہا ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی میں
علما کا اختلاف ہے لیکن مختار یہہ ہے کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت
کی استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کی محاورات کو اور نکات اور
اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال عدالت اور لیاقت رکھتا ہو
تو جایز ہے اور نہیں تو درست نہیں اسکے بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث
کی مراد کو سمجھنی بہت سے امر پر موقوف ہے اس مقام میں بطریق مثال کے چند
امور ذکر کئے جاتے ہیں اور وہ شرطیں کہ جنکا مضمون دقیق ہے اور عوام کو
اونکا سمجھنا دشوار ہے یہان ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اونکو اصول فقہ اور اصول
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا گیا پہلا یہہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہیے کہ اہل
فصاحت اور بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی میں مہارت تمام اور مشق کامل
رکہتا ہو اور اگر عربی ہے ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور
بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکھے اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات
کو خوب جانے تاکہ لفظی معنی کو اول سمجھے جیسا کہ ہدایۃ السائل میں ہے حافظ
ابن حجر نے فتح المبین میں لکہا ہے اَلْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ اِلَی الْاَحْکَامِ الْخَمْسَۃِ
لِاَنَّھَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِنْ تِلْکَ
الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ عَلَی الْکِفَایَۃِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّۃِ
الْوَاجِبَۃِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْھَا فَھْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَۃِ وَ
الْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہے حرام مکروہ واجب مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کیطرف تب خالی نہوگا ایک

ان پانچ احکام سے پہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہے سیکھنا علوم عربیہ کو جو
موقوف ہے اسپر سمجھنا قران کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی
سمجھنا حدیث کا بہی موقوف ہے ان سب علموں پر اور ہدایۃ المسایل مین ہے
قَالَ الْقَسْطَلَانِی فِی شَرْحِ الْبُخَارِی فِی بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ ظَالِمِ
بْنِ عَمْرِو بْنِ سُفْیَانَ الدُّئَلِی وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی النَّحْوِ بَعْدَ عَلِی ابْنِ اَبِیطَالِبٍ
رض کہا قسطلانی نے شرح بخاری مین احوال مین ابی الاسود ظالم کی کہ وہ شخص
پہلا اون لوگونکا ہے جس نے بعد حضرت علی کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کے
پہلے تو حضرت علی نے علم نحو کو تصنیف فرمایا پہر اون کی بعد اور لوگونکی بہ نسبت
اول ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا اور اوسی ہدایۃ المسایل مین ہے وَفِی الدُّرِّ
الْمَنْثُوْرِ عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی
تاریخه عَنِ ابْنِ اَبِی مُلَیْکَةَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَا یَقْرَءَ الْقُرْاٰنَ اِلَّا عَالِمٌ
بِاللُّغَةِ وَاَمَرَ الْاَسْوَدَ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر درمنثور مین ہے ابی بکر محمد ابن قاسم رض
سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ مین ابن ملیکہ سے کہ کہا
حکم کیا عمر نے کہ قرآن نہ پڑہے اوسے کوئی مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا ابو الاسود کو
تصنیف کرنیکو علم نحو کے اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث کی شرح مین
وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِی ذٰلِكَ بِاَنْ یَشْهَدَ لَهٗ شَیْءٌ مِنْ اَدِلَّةِ الشَّرْعِ اَوْ قَوَاعِدِهٖ
فَلَیْسَ یُرَدُّ عَلٰی فَاعِلِهٖ بَلْ هُوَ مَقْبُوْلٌ مِنْهُ کَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَةِ
وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِی وَالْبَیَانِ فَذٰلِكَ کُلُّهٗ مَعْلُوْمٌ حُسْنُهٗ ظَاهِرٌ فَائِدَتُهٗ
مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَةِ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفَهْمِ مَعَانِی کِتَابِهٖ
وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَتَکُوْنُ مَامُوْرًا بِهٖ وَکَوَضْعِ
الْمَذَاهِبِ وَتَدْوِیْنِهَا فَاِنَّهٗ مَقْبُوْلٌ مِنْ فَاعِلِهٖ مُثَابٌ کَمَا وَقَعَ عَلَیْهِ

یہہ ہے جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کے موافق ہو تو وہ مردود نہین ہے
بلکہ مقبول ہے جیسا علم لغت نحو معانی بیان کہ جن پاس سب کا معلوم ہو فایدہ
اسکا ظاہر اور کلام اللہ کے دریافت اور قران اور حدیث کی معنی سمجھنے پر ہوگا
ہے تو یہہ سب بہی شرع کا حکم ہے اور اسیطرح سے سب مذہبکو معین اور
مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہے اور فاعل کو اوسکے آخرت مین
ثواب اور دنیا مین تعریف ہے پہر اوسکے بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام
کے سمجہنے مین اور بہت سی چیزین بہی ضرور ہین منجملہ ان شروط کی یہہ ہے
کہ کلام کے سیاق کو دریافت کرے یعنی اوسکی سرو پیر اور پیش و پس کو سمجہے اسواسطے کہ بہت
سے الفاظ حدیث اور قرآن کے ہین کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ مین نظر کیجئے تو ایک
معنی سمجہے جاتے ہین اور اگر سیاق اور سباق کیطرف لحاظ کیجئے تو مراد اوس کلام کی دوسری
معلوم ہوتی ہے جیسا کہ مشکوۃ کے باب التیمم مین ہے خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ کہا جابر نے کہ نکلے
ہم لوگ کسی سفر مین پہر ہم لوگون مین سے ایک مرد کا سر پتہر سے ٹوٹا اور بعد اسکے
اوسکو احتلام ہوا تب اوسنے ہمراہیون سے اپنے پوچہا کہ آیا تم سمجہتے ہو کہ تیمم ہمارے
واسطے درست ہے بولے کہ تیرے واسطے تیمم درست نہین اس واسطے
کہ تیرے پاس پانی موجود ہے اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ فلم تجدوا ماء فتیمموا
صعیدا طیبا اگر تم پانی نہ پاو تو تیمم کرو الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کرکے کہا کہ
تیمم تجکو درست نہین تب لاچار ہوکر اوسنے عمل کیا پہر پانی اوسکے زخم مین سرایت
کر گیا آخر کو وہ مر گیا جابر رض کہتے ہین کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے
اور حضرت نے اس قصے کو سنا تو فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سالوا اذ لم یعلموا
فانما شفاء العی السوال یعنی فتوی دینے والون نے اوسکو مار ڈالا خدا تعالی اونکو مارے
چونکہ اونہون نے بے علم کے فتوی دیا اسواسطے حضرت نے اونکو بد دعا دی اور

فرمایا کہ اگر تم علم نہیں رکہتے تہے تو کسواسطے علماسے نہیں پوچہا کہ نہیں ہے دوا
نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچہنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہہ ہے
کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کر کے حکم دیا اور آیت کے آگے اور
پیچہے کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلے اوسکے فرماتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار
ہو یا سفر میں ہو اور پیچہے اوسکے فرماتا ہے مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ
یعنی خداے تعالی ارادہ نہیں کرتا ہے کہ کوئی حکم تم پر کرے کہ اوسمین تم پر سختی اور
تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس آیت کی یعنی
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً سے یہہ ہے کہ تمکو پانی کے استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر میں
تیمم درست ہے تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کے حق میں تیمم درست تہا اور اسی
واسطے حضرت علیہ السلام نے ناخوش ہو کر اونکو بددعا دی نعوذ باللہ من
غضب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا بچاوے ایسی نادانی کر کے حضرت
علیہ السلام کی بددعامین پڑنے اس حدیث سے کتنی فائدے حاصل ہوے پہلا یہہ کہ
بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلے اور پچہلے بات سے علاقہ رکہتا ہے کہ جب تک سبکو ملاحظہ نہ کرے
تو مراد اوسکی نہیں سمجہی جاتی دوسرا یہہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب
سمجہنیکا نہو اگرچہ لفظی معنی سمجہتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بہی ہو لیکن اوسکے ساتہہ ہی
اسکو قرآن سے اپنے سمجہہ کے موافق مسئلہ دینا درست نہیں ہے اور تیسرا یہہ کہ
جسکو قابلیت قرآن کی مراد سمجہنے کی نہو تو وہ کسی عالم کو پوچہے اور اپنی رائے اور اپنی عقل کو
قرآن میں دخل نہ دیوے اور چوتہا یہہ ہے کہ اگر کوئی بےعلم کسیکو غلط مسئلہ بتادے
اور اوسمین کچہہ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالے پر پڑتا ہے اور پانچوان یہہ ہے کہ جو کوئی
ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی اور بددعا میں پڑیگا
اور ظاہر ہے کہ جب وہ حضرت کی بددعامین پڑا تب عذاب الہی مین ہی گرفتار

ہو نعوذ باللہ من غضب اللہ ومن سخط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
مشکوۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہے اور یہہ حدیث عمرو بن شعیب کے طویل ہے جتنقدر
یہان درکار ہے لکھا جاتا ہے فما علمتم منہ فقولوا وما جہلتم فکلوہ الی عالمہ
یعنی حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے جو بات قران سے جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو
اوسکے عالم کیطرف سونپو اور اوسی کتاب مین ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ یعنی جو کوئی
فتوی دیا جاوے بدون علم کے تو گناہ اوسکا اسپر ہے کہ جسنے اوسکو فتوا دیا انتہی جب
غور کر کر سمجھا چاہے کہ اصحاب حضرت کے اہل زبان تھے قران او حدیث کو خوب
سمجھتے تھے کیونکہ اونہین کی زبان سے موافق قران اور حدیث وارد ہوا انتہا باوجود
اسکے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مسئلہ
نکالنے کو اور فتوی دینے کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پہر جو
شخص عجمی ہو اور صرف نحو لغت کے قواعد سے بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت
عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہو اور دیگر علوم کہ قران
اور حدیث کے سمجھنے کیواسطے ضروری ہین اوس سے تو محض ہی غافل ہو صرف ترجمہ
قران اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسے کو فتوا دینا اور قران اور حدیث سے مسئلہ نکالنا
بلاشبہہ حرام ہے اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونیکے حضرت علیہ السلام
کی بہد ہاین پڑگئی تو پہر ایسے لوگ کہ اونکو زبان عربی مین بہی کچہہ دخل نہو تو کیا
عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑ جاوین نعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص خود گمراہی
مین پڑکر دوسرونکو بہی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوہ کی کتاب العلم مین ہے عن
عبد اللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا
یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء

حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ
فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا اِتَّفَقَ عَلَیْهِ خلاصہ ترجمہ اس تکلم کا یہہ ہے کہ آخر زمانہ میں علما
نہیں رہینگے اسوقت لوگ جاہلوں سے مسئلہ پوچھینگے تب وہ جہال بدون
علم کے فتوا دینگے پھر وہ آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بھی گمراہ کرینگے نعوذ باللہ
تنبیہ پھر جانو کہ قرآن کیطرح بہت سی حدیثیں ہیں کہ مراد انکی سمجھنے موقوف ہے
اگلی یا پچھلی بات پر اور اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہے کہ راوی صرف ایک ٹکڑا حدیث
کی نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چھوڑ دیتا ہے یا اس سبب سے
کہ باقی کو بھول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اسی قدر سنا تھا لیکن جب
کسی روایت کو دوسرے راویوں کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا
ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہہ جملہ بھی ہے تو اگر کوئی صرف حدیث کی اوسی ٹکڑے پر
نظر کرے تو ایک مراد سمجھی جاتی ہے لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ
کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ مراد نہیں ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے جیسا کہ یہہ
حدیث مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتاب میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ تو اس کلام کے ظاہر سے
یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہے یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف
نیت پر ہے اگر کسی عمل میں نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بھی
ملتا ہے اور اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہے یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیسا کہ
امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہیں مثلاً اگر وضو میں نیت نکرے تو وضو
صحیح نہیں ہے اور ثواب بھی نہیں ہے اور اوس سے نماز بھی درست نہیں بلکہ
دوسرے بار وضو نیت کے ساتھہ کرنا فرض ہے لیکن امام اعظم رح اس حدیث کی معنی یوں
فرماتے ہیں کہ جزا اعمال کے موقوف نیت پر ہے یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر
ہے یعنی اگر نیت ہو کہ یہہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتے ہیں تو اسمیں ثواب ہے

اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہیں ہے مثلا وضو مین اگر فرمان
برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا نہو برابر ہے کہ اصلا
نیت نہو جیسا کہ کوئی تالاب مین بی قصد کی گرپڑا اور وضو کے اعضا کا
غسل اور مسح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو جیسا ٹھنڈا ہونا ماندگی کو
دفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اسکا اسمین ثواب نہیں لیکن وضو درست
ہے نماز اس وضو سے جایز ہے دوسرے بار وضو کرنیکی ضرورت نہین پہر جب
اس حدیث کو پچھلے کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہے ملایا جاتا ہے تب
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے کیونکہ پچھلے اس
کے یہہ مضمون ہے کہ ہر مرد کیواسطے وہ چیز ہے جو نیت کریگا پہر جس نے
ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہ ہے
ہے یعنی ثواب ہے اب جسنے ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی
دنیا ہے یعنی کچھ ثواب نہین جیسا کہ مشکوۃ کے پہلی حدیث ہے عن عمر
بن الخطاب رض قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم انما
الاعمال بالنیات و انما لامرء ما نوی فمن کانت ھجرته الی الله والی
رسوله فھجرته الی الله والی رسوله فمن کانت ھجرته الی دنیا یصیبها او امرأة
یتزوجها فھجرته الی ما ھاجر الیه متفق علیه ترجمہ اسکا موافق شرح عبد الحق کے
یہہ ہے کہ کوئی عمل بے نیت کے معتبر نہین اور نہیں ہے ہر ایک مرد کو
مگر جو کچھ کہ نیت کیا ہو اوسنے پہر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کیطرف
ہو یعنی خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پہر ہجرت اوسکی خدا اور رسول
ہی کی طرف ہے یعنی ثواب بہت ہے اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کیطرف
ہو تا کہ وہ اوسکو پاوے یا کسی عورت کیطرف تا کہ اوسکو نکاح کرے تو پہر اوسکے

ہجرت اوسی چیز کیطرف ہے جسکی طرف ہجرت کی یعنی کچھ ثواب نہین ترجمہ
تمام ہوا پہر قرینے سے اس پچھلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث
إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سے وہی ہے جو امام اعظم فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نے یہی فرمایا ہے کہ جسکی ہجرت لِلّٰہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر لِلّٰہ
اور للرسول نہو تو ثواب نہین پہر اگر حدیث إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی معنی یہہ ہوتے
کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو اب یون فرماتے فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا
فَبَطَلَتْ هِجْرَتُهُ اَوْ فَالْهِجْرَةُ بَاطِلَةٌ یعنی جسنے ہجرت کی دنیا کیواسطے تو باطل ہوے
ہجرت اوسکی یا یون فرماتے کہ دوسرے بار ہجرت کرے اسواسطے کہ ہجرت اوسوقت
مین فرض تہی اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانے کیونکہ
بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین پہر بعضے حدیث محل خاص مین وارد
ہے حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچھ بیان نہین ہوتا تو اوس
صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجھنے کیواسطے اوسکے مورد کو جاننا ضرور
ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ
علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی نہین واجب ہے غسل مگر منی نکلنے سے اب ظاہر
ہے اب ظاہر ہے اس حدیث کی یہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوے اور
انزال نہو تو غسل واجب نہین جیسا کہ بعضی آدمیون نے صرف اس حدیث کے ظاہر
کیطرف نظر کرکے یہی سمجھا تہا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہے یعنی
اگر کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکھے تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال
نہ پایا جاوے بخلاف جماع حقیقی کے کہ اگر آلت کا سر بہی داخل ہو تو غسل واجب ہے
اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوۃ کی باب الغسل مین ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَاءُ
مِنَ الْمَاءِ فِی الْاِحْتِلَامِ یعنی یہہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہے

لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہے اور بعضے محدثون نی جو محل اس حدیث کا
معلوم نہین کیا تو کہا ہے کہ یہہ حکم یعنی جماع مین بے انزال کے غسل واجب ہوتا
ابتدائے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا اور منجملہ اوسکے جاننا اس باتکو کہ راوی
اس حدیث کا ابتدا سے اس قصہ کے حضرت کے حضور مین حاضر تہا یا وسط مین
یا آخر مین کیونکہ بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کی احادیث کی روایت مین بہی ا
اختلاف ہوتا ہے تو جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر ہوگا اسکی روایت پر اعتماد
ہوگا اور اوسکی حدیث سے مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتدا سے انتہا
تک حاضر نہو تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور ٹہیک طرح ایسی حدیث
سے سمجہی نہین جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہے عن ابن جبیر رض
قال قلت لابن عباس رض عجبت لاختلاف اصحاب رسول الله صلے الله
عليه وسلم في اهلاله حين اوجب فقال وجب فقال اني لاعلم الناس
بذلك انها انما كانت من رسول الله صلے الله عليه وسلم حجة واحدة
فمن هنالك اختلفوا اخرج رسول الله صلے الله عليه وسلم حاجا فلما
صلى في المسجد ذي الحليفة ركعتيه اوجبه في مجلسه فاهل بالحج
حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظته عنه ثم ركب
فلما استقلت به ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك ان
الناس انما كانوا ياتون ارسالا فسمعوه حين استقلت به ناقته يهل
فقالوا انما اهل حين استقلت به ناقته ثم مضى فلما علا على شرف البيداء
اهل وادرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا على شرف البيداء وايم
الله لقد اوجب في مصلاه واهل حين استقلت به ناقته واهل حين علا
على شرف البيداء اخرجه ابوداود خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ ابن جبیر رض

سے روایت ہے کہ اونہون نے کہا ابن عباس رض کو کہ متعجب ہون مین اصحاب کے
اختلاف سے کہ حضرت نے کس وقت تلبیہ کو شروع کیا تہا تب ابن عباس نے فرمایا کہ
سب لوگون سے اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نے ایک بار حج کیا تہا یعنی حج
متعدد نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو
دیکہکر حکایت کرتے ہون بلکہ سبب اختلاف کا یہہ ہے کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج
کے ارادے سے پہر جب مسجد مین ذوالحلیفہ کے پہونچے تو دو رکعت نماز پڑہنی کے بعد پہلا
تلبیہ کہا پہر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اپنی طرح یاد رکہا اور روایت کیا پہر اوسکے
بعد آپ سوار ہوے اور جب اونٹ آنحضرت کو اوٹہایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے
لوگون نے سنا اور ویسہی یاد رکہا اور ویسہی اوسکو نقل کیا اور اوسکے بعد جب حضرت بیدا پر
پہر چڑہے تلبیہ کہا اور اوسکو تیسرے قوم نے سنا سو اوسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا
اور یہہ اسواسطے تہا کہ لوگ حضرت کے پاس جماعت جماعت متفرق آتی تہے پہر
جسنے جس وقت سنا ویساہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پہر جو شخص ابتدا سے
حضرت کے ساتہہ تہا جیسی ابن عباس تو وہی حقیقت حال پر مطلع ہین اور
اور روایت اوسکی ٹہیک ہے اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ اگر کوئی حدیث جواب مین کسی
سوال کے واقع ہو تو ضرور ہے کہ سایل کے لفظون مین تامل کیا جاوے اسواسطے
کہ جواب موافق سوال کے ہوتا ہے پہر بعضے حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی
طرف نظر کیجاوے تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے
تو دوسری مراد معلوم ہوتی ہے جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مین لکہا ہے أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ
فَقَالَ احْلِقْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ
وَلَا حَرَجَ الحديث خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد سو حج مین

پہر کہا دوسرے نے یا رسول اللہ الحاضنہ کیا یعنی سر منڈانے کے پہلے فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچہہ حرج نہین پہر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا یعنی رمی کے پہلے فرمایا رمی کر
اور کچہہ حرج نہین اب ظاہر ہے اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے کہ حج کے افعال کو بے ترتیب
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچہہ گناہ اور کچہہ فدیہ نہین ہوتا ہے
خواہ قصداً ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعضے لوگ ایسا ہے
سمجہے مین لیکن سایل کے لفظ کیطرف اگر نظر کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ حکم صرف بہول سے اور نادانستگی کی صورت مین ہے اور بالقصد کی تقدیر
مین نہین جیسا مواہب لدنیہ مین ہے کہ صحیح مسلم مین لکہا ہے روایت ہے ابن عمرو بن
العاص کی وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَطَفِقَ نَاسٌ
يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ
النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ
عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ افْعَلُوا ذَلِكَ وَلَا حَرَجَ الحديث خلاصہ یہہ ہے کہ لوگ سوال کرتی تہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچہا ایک نے یا رسول اللہ کہ مجہے خبر نہ تہی کہ رمی پہلے نحر
کی ہے سو مینے ذبح کیا پہلی رمی کی پہر حضرت نے فرمایا رمی کر اور کچہہ حرج نہین
اور جب کوئی حضرت سے سوال کرتا تہا کہ کسی مرد نے بہول کر کے یا انجان ہو کر
کوئی کام کیا یعنی پہلے کو پیچہے اور پیچہے کو پہلے تب حضرت فرماتے تہے کر اور کچہہ حرج نہین
اور منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ سمجہے کہ یہہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی حال کے کیونکہ
راوی کبہی سمجہتا ہے کہ یہہ حکم ہر حال مین ہے اور ویسے ہی روایت کرتا ہی باوجود
اس بات کے کہ واقع مین حضرت نے بطور قصے کے کسی کا حال فرمایا ہی و ظاہر اللفظ

کے حدیث سے یہہ نہیں معلوم ہوتا ہے پہر جو صرف عبارت پر حدیث کے نظر کریگا تو بڑی
غلطی میں پڑیگا جب تک کہ قصہ اوس حدیث کا نجانے اور قصہ حدیثون کا متن حدیث
مین اکثر مذکور نہین ہوتا بلکہ کتب سیر اور شرح حدیث اور قصہ مین مرقوم ہوتا ہے جیسا کہ
مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہے کہ اون دونو کے ذکر کرنے مین
طول ہوتا ہے اسواسطے صرف مثال کے لئی خلاصہ اون دونون حدیثون کا
مختصر کر کے لکھا گیا جب عائشہ رض کی نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رض کہتی مین ان
المیت لیعذب ببکاء الحی علیہ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے زندی کی اسپر تب عائشہ رض
نے فرمایا کہ خدا مغفرت کرے عبد اللہ کے خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصداً جھوٹ نہین کہا
لیکن بہول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اوسکی سننی یا سمجھنی مین واقع ہوئی سو قصہ
اوسکا یون ہے کہ یکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک یہودیہ کی قبر کی سامنے کہ
اوسپر کوئی رو تا تہا تب حضرت نے فرمایا کہ یہہ لوگ اسپر روتے ہین اور حال اسکا
یہہ ہے کہ وہ عذاب کیجاتی ہے اپنے قبر مین اور ایک روایت مین اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ
رض نے فرمایا کہ کافی ہے تمکو قران اللہ تعالی فرماتا ہی ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی کوئی
نفس نہین اوٹھاویگا دوسرے کے بوجھ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر نہوگا سو رونا
اور نوحہ کرنا یہہ گناہ زندہ کا ہے مردے پر کیون پڑیگا درینصورت اوسکے یہہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قران کی اسکے معنی اور مراد اور تاویل کے ساتھہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرانی کی خلاف ہین تو اوسپر عمل جائز نہین
مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہہ بہی معلوم ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے
نازل ہوئی تہی یا قران سے اور علامات اور تاویلات سے تطبیق ان دونون کے درمیان
ہو سکی یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسری طور سے تحقیق اور ثابت ہو
تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کیواسطے بہت علم

کی توحید کا منکر انکار کرتا تھا تو
بچاتہ ہے کیگا اور جو کہین کہ وہ
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلید کا منکر تھا تو بھی چھوڑ نے

۹۴

درکار ہے کہ اس مقام مین گنجایش اسکی نہین ہو سکتی ہے جیسا کہ توضیح کی فصل
النسخ مین اور تفسیر احمدی کی خطبے مین لکہا ہے قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم تَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ حدیث فَاعْرِضُوْہُ علی
کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنی بہت حدیثین روایت
کیجاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کیجاوے
تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر اگر اوسکو موافق قرآن
مجید کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہہ حدیث واصول کی کتابون مین
منقول و بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابو نمین مروی ہے اور بعضے محدثونکی نزدیک
یہہ حدیث ثابت نہین ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامونسے بہی معلوم ہوتا
ہے جیسا کہ نور الانوار کی بحث سنت مین ہے رَدَّتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَہَا
طَلَّقَہَا ثَلٰثًا وَلَمْ یَفْرِضْ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم سُکْنٰی وَلَا نَفَقَۃً وَرَدَّہٗ
عُمَرُ رض وَقَالَ لَا نَدَعُ کِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّۃَ نَبِیِّنَا بِقَوْلِ امْرَاَۃٍ لَا نَدْرِیْ اَصَدَقَتْ اَمْ کَذَبَتْ
اَمْ حَفِظَتْ اَمْ نَسِیَتْ یعنی روایت کی ہے فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکی شوہر نے اوسکو
تین طلاق دئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا
حکم نہین فرمایا تہا پہر عمر رض نے اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا نہ چہوڑ دینگی ہم کتاب
پروردگار کو اور سنت رسول خدا کو روایت سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت
کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جہوٹ اور یاد رکہا ہے اوسنے یا بہول گئی اور
منجملہ اوسکے یہہ ہے کہ احکام اجماعیہ سے بہی واقف ہوا سواسطے کہ احکام شرع
کی دلیل صرف قرآن اور حدیث ہی نہین ہی بلکہ اجماع بہی حجت ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے
وعن ابن عمر رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم العلم ثلثۃ اٰیۃٌ مُحْکَمَۃٌ اَوْ سُنَّۃٌ
قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ الخ اصول شریعت کا تین ہے پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ

٩٥

کہ جس سے حکم ظاہر ہوا دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت
ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہے قرآن اور حدیث کی تو یہہ تینون واجب
العمل ہیں یہہ اشارہ ہے اجماع اور قیاس کیطرف اور بعضے حدیث کی ظاہر معنی بالا
جماع متروک ہیں یعنی باتفاق سب علما کے ثابت ہوا کہ اوس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہیں
بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہے پہر اسصورت مین اس حدیث کی ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف
اجماع کا ہونا ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے اور اجماع کو حق نہ جاننا
کفر اور ضلالت ہے جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہے والحدیث الوارد
فِیہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْغِیْبَۃُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ وَھُوَ مَاوَّلٌ بِالْاِجْمَاعِ
وَالْفَتْوٰی بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَیْرُ مُعْتَبِرٍ یعنی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ غیبت روزی کو توڑتی ہے بالاجماع ماول ہے اور تاویل اوسکی یہہ ہے کہ غیبت
سے روزی کی فضیلت جاتی رہتی ہے اور فتوی دینا خلاف اجماع کے باطل ہے
اوراسیواسطے اگر کسی روزہ دار نے کسیکی غیبت کی پہر اوس نے اوس حدیث کے ظاہر معنی
کو اعتبار کر کے سمجھا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پہر اوسنے قصدًا کہانا کہا لیا تو اسصورت
مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین ہانی کا عذر اوسکی حق مین
مقبول نہین ہے کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفایہ
کی اوسی مقام مین ہے فَظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَۃَ نَطَرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ
وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ھٰذَا الظَّنَّ وَالْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ
مَوْضِعِہٖ یعنی کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر گمان کیا کہ اوس غیبت
نے اوسکی روزی کو توڑا پہر یہہ سمجھہ کر کہانا کہا لیا تو اسصورت مین قضا اور
کفارہ دونون اوسپر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر اعتماد کر کے روزہ توڑا ہو
یا کسی عالم کا فتوی پا کر کہایا ہو اسواسطے کہ یہہ گمان اور فتوی بے محل تہے تو جب

معلوم ہوا کہ جو کوئی مسایل اجماعیہ سے واقف نہوا اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہے اوسکے ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ بعضے حدیث کے معنی سمجہنا موقوف ہے مسایل اجماعی کے جاننے پر اور سمجہ اوسکے یہہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہے تو ایک معنی کو ترجیح دیوے دوسری دلیلون سے اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہے کہ ظاہر عبارت سے اوسکے دو معنی مخالف سمجہے جاتے ہین تو جب تک اوس حدیث کو قران سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہے تو جو کوئی صرف ایک حدیث کیطرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ حدیث ہے مشکوۃ کی باب القرأۃ فی الصلوۃ مین لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک معنی تو یہہ ہین کہ نہین جایز ہے نماز اوس شخص کی جو نہین پڑہتا ہے سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنی دوسری حدیث مین بہی آئی ہین جیسا کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ یعنی نہین جایز ہے نماز اوس شخص کی جسکو وضو نہین ہے جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی بہی کہتے ہین اور دوسرے معنی یہہ ہین کہ نہین ہے فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین پڑہتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسری حدیث مین بہی آئی ہین جیسا کہ لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ یعنی نہین کامل ہے نماز مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین اور اسی طور پر دوسری حدیث ہے لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ یعنی نماز کامل نہین ہے جس وقت کہ کہانا سامنے حاضر ہوا اور دل بہی راغب ہو پس جب اس حدیث نے دو معنی کا احتمال رکہا اور کچہہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی کی ترجیح کا نہین ہے تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قران اور دوسری حدیثون سے ملایا جاوے تو بعد ملانیکے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہے نہین کمال ہے

نہیں کرسکتے کیونکہ اونہین مین نہ
اور اونکی غرض نہ تہا غرض اصل
پرہیزگاری اور مردانگی بہی ہے
کہ فقہائے دین کی راہ چہوڑ
کر اپنی نفس کی خواہش اور فہم
کو پکڑے اور آیتون اور حدیثون
کو اپنے طبیعت کے موافق عمل مین
لاوے اور وجوہ حدیثین

نماز کا بدون سورہ فاتحہ کے یعنی بے سورہ فاتحہ کے نماز ادا ہوتی ہے لیکن کامل نہین
بلکہ ناقص اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ رح کا موافق اس آیت شریف کے
فاقرأوا ما تیسر من القرآن یعنی پڑھو جسقدر تمکو آسان ہو قران سے اور اس آیۃ
سے معلوم ہوا کہ کوئی سورہ معین فرض نہین ہے اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو نماز تعلیم کرنیکے وقت فرمایا ہے فاقرأوا ما
تیسر من القرآن اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہے ثلث
آیات یقرء بہا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان
یعنی تین آیتین ہین کہ جو پڑھے تم مین سے کوئی اسکو نماز مین اپنی تو بہتر ہے واسطے حق
مین تین اونٹنی حاملہ موٹی سی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین آیۃ جس سورہ کی ہو
نماز مین پڑھنی کافی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہہ حکم امام اور منفرد کی حقمین ہے اور مقتدی کی
کو قراءۃ حرام ہے الغرض اس حدیث کو اگر پچھلے معنی پر حمل کیا جاوے تو قرآن اور
دوسری حدیثوں سے تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنی پر حمل کیا جاوے تو قران اور
دوسری حدیثون کے خلاف ہوتا ہے خلاصہ یہہ ہے کہ جب تک اوس حدیث کو
قران اور دوسری حدیثون سے ملایا نجاوے تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی
ہے اور منجملہ اوسکے معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہوین
تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہے اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے اور ترجیح بہت سببون
سے ہوتی ہے ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہے یہان
نمونے کیواسطے چند چیزین مذکور ہوتی ہین کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب موافقت
کلام اللہ کے ہوتی ہے یعنی دو حدیث مین اختلاف ہو تو قران جس حدیث سے موافق
ہو وہ راجح ہے اور کبھی واسطے توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبھی اس
جہت سے کہ ایک حدیث بعضے وقت مین وارد ہے اور دوسری اکثر احوال مین

اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث کی راوی فقیہہ اور مجتہد تہی زیادہ جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتے تہی تو اونکی روایت دوسرون
کی نسبت غالب ہے اور کبھی بجہت تقدم اور تاخر کی یعنی حدیث موخر راجح
ہے کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہے جیساکہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورہ فاتحہ کے
کہ اوسکی اخفا مین بہی حدیث وارد ہے اور جہر مین بہی مروی ہے پہر یہہ حدیث اخفا
کے کئی وجہہ سے غالب ہے اول یہہ ہی کہ حدیث جہر کی بعضی وقت مین وارد ہے
یعنی امت کو تعلیم کی لئی تو لوگ جانتی ہین کہ فاتحہ کی بعد آمین کہنا چاہئی جیساکہ
مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کر کی
قرات فرماتی تہی تاکہ لوگ قرات کی مقدار کو معلوم کر لین یعنی کسوقت مین کسقدر
قران پڑہنا چاہئے جیساکہ تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر مین ہے عَنْ
اَبِیْ قَتَادَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی الظُّہْرِ فِی الْاُوْ
لَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ
اَحْیَانًا وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کُنَّا نُصَلِّےْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ
فَنَسْمَعُ مِنْہُ الْاٰیَۃَ بَعْدَ الْاٰیَاتِ مِنْ لُقْمَانَ وَالذَّارِیَاتِ اور بخلاف حدیث اخفا
کی کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین تہی تو اسواسطی حدیث اخفا کی غالب ہے
جیساکہ ملا علی قاری محدث نی شرح مختصر الوقایہ مین لکہا ہی اِنَّ الْجَہْرَ بِہَا فِیْ بَعْضِ
الْاَحْیَانِ کَانَ لِلتَّعْلِیْمِ فِعْلًا کَمَا وَرَدَ وَکَانَ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا لِاَ لِیَکُوْنَ سُنَّۃً
مُسْتَمِرَّۃً وَلِاَنَّمَا تَرَکَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اور کانی ہے وَالْجَہْرُ الْمَرْ
وِیُّ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ کَانَ لِتَعْلِیْمِ النَّاسِ اَنَّ الْاِمَامَ
یُؤْمِنُ کَمَا یُؤْمِنُ الْقَوْمُ دوسری وجہہ یہہ ہی کہ اخفا کی راوی عمر ابن الخطاب اور
علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور اونکی مانند ہین جیساکہ لمعات التنقیح

جواب

اور شرح سفر السعادۃ مین ہی اور یہہ راوی بہ نسبت جہر کی بڑی فاضل مین اور
قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہہ اور فاضل ہو تو دوسری حدیث پر جسکا راوی
ویسا نہو غالب ہی جیسا کہ اصول کی کتابون مین مذکور ہی اور بیان بہی رفع یدین
کی مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی خصوصًا روایت اور مذہب عمر رضی
اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی امت کو فرمایا ہی کہ ہمارے
بعد پیروی کرو ابوبکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوۃ کی باب جمع المناقب میں ہے عن ابن
مسعود رض اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِقْتَدُوا بِالَّذِیْنَ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ
وَعُمَرَ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی علی رض کی شان مین فرمایا ہے کہ مین گہر
ہون علم کا اور علی دروازہ ہی اوسکا جیسا کہ مشکوۃ کی باب مناقب علی مین ہے
اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نی امت کو فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود
تمکو کہی اوسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوۃ کی اوسی باب مین ہی وَمَا حَدَّثَکُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ
فَصَدِّقُوْہُ پہر جب راوی اخفا آمین کی عمر ابن الخطاب اور علی
ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹہری اور یہہ تینون صحابی جلیل القدر
عظیم الشان ہین اور عمل بہی اونکا یہی تہا تو بیشک اخفا ارجح ہی اور پیروی
اوسکی واجب اور تیسری وجہہ یہہ ہی کہ آیت قران کی حدیث اخفا کی موافق ہے
اسواسطی کہ قران مین آیا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
دعا کرو تم خدائی تعالی سی عاجزی اور پوشیدگی سی بیشک خدا نہی دوست رکہتا
ہی حد سی گذرنی والون کو یعنی اسنی دعا مین عاجزی اور اخفا کو مدکیا تو
جو کوئی عاجزی اور اخفا کری اوسپر ستم نہین کرتا ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہے
وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنی

پروردگار کو اپنی دل مین عاجزی اور ڈر سی بلند آواز کرکی نہین اور تیسیر الوصول
کی باب التفسیر مین ہے قَالَ اَصْحَابُهُ اَقَرِيبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِيهِ اَمْ بَعِيدٌ فَنُنَادِيهِ فَنَزَ
لَتْ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ پوچہا اصحابؓ نی پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سی کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہی تو چپکی دعا کرین یا دور ہے تو
شور سی پکارین تب نازل ہوی یہہ آیت جب پوچہین تجہسی میری بندی میری حال کو
تو کہو کہ بیشبہہ مین نزدیک ہون پہر اون مین آیتون سی معلوم ہوا کہ ہر دعا مین اخفا
واجب ہی مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع سی اوربی اختلاف
کی ثابت ہو تو البتہ وہان جہر جایز ہی جیسا کہ حج کی تلبیہ وغیرہ مین اور جب کہ لفظ آمین
کا بہی دعا ہی کیونکہ معنی اسکی ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع
سے ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام
اللہ کی موافق ہی راجح ہوی جیسا کہ نہایہ مین ہی وَاَخَذَ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ التَّامِينَ دُعَاءٌ
فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ فَالسَّبِيلُ فِي الْاَدْعِيَةِ الْمُخَافَتَةُ عَلٰى مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ اور
عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی ہی لیکن عبارت مین کچہہ اختلاف ہی طوالت کی خوف
سی نہین لکہا گیا اور چوتہی وجہہ یہہ ہی کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی
ہے ضعیف ہے جیسا کہ یحیی ابن معین نی کہ سردار محدثون کی اور شیخ اور استاد
ہین امام بخاری کی جنکا حال تیسیر الوصول کی خطبی مین لکہا ہی ضعیف کہا ہے
اور اس وجہہ کو امام عینی نی تبیین الحقایق مین لکہا ہی قَالَ الشَّافِعِيُّ يَجْهَرُ بِهَا عِنْدَ
الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِيثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ قَالَ اٰمِينَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى ابْنُ مَعِينٍ فَلَا يَلْزَمُ
حُجَّةٌ اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نی اس حدیث کو معلول کہا ہے چنانچہ

اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نی لمعات التنقیح مین اور شرح سفر السعادۃ مین تقریر
کیا ہی اور یہ پانچوین وجہ یہہ ہی کہ جہر آمین کا متقدم اور اخفا اسکا موخر ہی یہہ حدیث
اخفا راجح ہی حدیث جہر پر اسواسطی کہ جہر منسوخ ہی جیسا کہ کفایہ اور حلیہ اور نہایہ
مین ہی قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّأْمِيْنِ يَوْمًا تَرَكُوْهُ
لِعِلْمِهِمْ بِالتَّغَيُّرِ لکہا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض نی کہ لوگون نی آمین شور سی کہنا چھوڑ دیا
اور نہ چھوڑا ہوگی مگر جب یقین حاصل ہوا اون سبکو اوسکی منسوخیت کا اور جیسا کہ مسئلہ
رفع یدین مین بلکہ عدم رفع اور رفع دونون مین حدیث وارد ہی لیکن عدم رفع کی حدیثکو بہت
وجہ سی غلبہ ہی وجہ اول یہہ ہی کہ حدیث عدم رفع کی راوی زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑی
فقیہہ اور بڑی فاضل ہین جیسا کہ عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی سفر اور حضر مین ملازم رہتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احوال کمال
مطلع تہی اور اسواسطی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو
عبد اللہ ابن مسعود کہی اوسکی پیروی کرو اور اصحاب عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی بہشت کی خوشخبری دی تہی اور اصحاب بدری کہ خدای تعالی نی اون
لوگونکو جنت کی بشارت صحیح دی ہی اور یہہ سب صحابی حضرت کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتی
اور حضرت کی مجلس مین خصوصًا نماز کی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت نزدیک رہتی
تہی اور حضرت صلعم کی احوال پر خوب واقف تہی بخلاف حدیث رفع کی راوی کہ اس مرتبہ
مین نتہی تو شبہہ حدیث عدم رفع کی راجح ہی جیسا کہ فتح القدیر و لمعات التنقیح مین ہے
وَاعْلَمْ اَنَّ الْاٰثَارَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالطُّرُقَ عَنِ النَّبِيِّ صلعم كَثِيْرَةٌ جِدًّا وَالْقَدْرُ الْمُحَقَّقُ
بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ ثُبُوْتُ رِوَايَةِ كُلٍّ مِّنَ الْاَمْرَيْنِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَيَحْتَاجُ اِلَى التَّرْجِيْحِ لِقِيَامِ التَّعَارُضِ وَيُتَرَجَّحُ مَا صِرْنَا اِلَيْهِ بِاَنَّهٗ كَانَتْ
اَنْوَاعٌ مُّبَاحَةٌ فِي الصَّلٰوةِ وَ اَفْعَالٌ مِمَّنْ جِنْسِ هٰذَا الرَّفْعِ وَقَدْ عُلِمَ نَسْخُهَا

فلا یبعد ان یکون هو ایضاً منسوخاً بالنسخ خصوصاً وقد ثبت ما یعارضه ثبوتاً لا مرد له ولنا بافضلیة الرواة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فقد حدث من لا یحصی عن عبد الله ابن مسعود رض وهو عالم بشرائع الاسلام وحدوده متفقد لاحوال النبی صلی الله علیه وسلم ملازم له فی اقامته و اسفاره فیکون الاخذ به عند التعارض اولی من افراد مقابله اور نہایہ اور غنیہ اور ذخیرة العقبی مین ہی وروایة اخبارنا البدریون من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم الذین کانوا یلون النبی صلی الله علیه وسلم فی الصلوة وعبد الله ابن عمر و وائل ابن حجر کانوا یقومون البعد منه صلی الله علیه وسلم والاخذ بقول الاقرب اولی وروی عن ابن عباس رض انه قال ان العشرة الذین بشر لهم النبی صلی الله علیه وسلم بالجنة لم یکونوا یرفعون ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة اور دوسری یہہ وجہہ ہی کہ بعضی صحابی حضرت کی رفع یدین کو روایت کیا اور بعضی عدم رفع یعنی ارسال کو روایت کیا لیکن قول حضرت کا عدم رفع کی موافق ہی اور رفع کی مخالف اور قاعدہ ہی کہ جب حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل اوسکی موافق ہو تو اوس فعل کو علیہ ہی جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ مین ہی لانه لما تعارضت روایتا فعله وجب المصیر الی قوله وهو الحدیث المشهور لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن عند افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتکبیرة العیدین والاربعة فی الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابوحنیفہ حدیث کی کتابون مین ہی اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق مین بہی ہی لیکن عبارت مین ان سب کتابون کی کچہہ کچہہ اختلاف ہی اور مضمون سب کا ایک ہی تیسری وجہہ یہہ ہی کہ رفع یدین صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل سی ثابت ہوا ہی قول اور حکم سی ثابت نہین بلکہ قول حضرت صلی اللہ علیہ و

سلم کا عدم رفع میں وارد ہی اور قاعدہ ہی کہ جب حضرت کی فعل اور قول میں
اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے اَلْقَوْلُ مُقَدَّمٌ
عَلَى الْفِعْلِ اور دوسرے مقام میں ہی حِكَايَةُ الْفِعْلِ لَا تَعُمُّ اور خصوصا جبکہ
منع حضرت کا وارد ہوا یعنی حضرت نی لوگوں کو نماز میں رفع یدین کرنیکو منع فرمایا
ہو تو بیشک حدیث عدم رفع کی غالب ہوی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے
لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِي اِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ الحديث اور دوسری حدیث ہدایہ میں ہی وحین
رَاٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ
رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ
اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ میں
بھی ہی لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہی اور چوتھی وجہ یہ ہی کہ رفع یدین متقدم
ہی یعنی ابتدای اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح
ہوی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ میں ہے
مَا رَوَاهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ اَيْ اَنَّهُ كَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا
يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَهْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ تَرَكَهُ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ میں ہے قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ
رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَ فَتَرَكْنَاهُ الغرض
رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سے کتابوں سی ثابت ہی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور
نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ
اور شرح سفر السعادت لیکن طوالت کی خوف سی ہر ایک کی عبارت جدا
جدا نہیں لکھی گئی اور تیسرا امر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم میں داخل ہیں یا نہ اور اس بات
کو جاننا بھی بہت سی چیزوں کی جاننی پر موقوف ہی اس مقام میں شامل کرنیکے واسطی تھوڑا ذکر

کیا جاتا ہی سمجہا اوسکی یہہ ہے کہ جانی یہہ حدیث مکلف کی حق مین ہی یا خاص بعض گروہ

کی حق مین کیونکہ بہت سی احکام بلحاظ اشخاص کی مختلف ہوتی ہین ایک کی حق مین

درست ہو دوسرے کی حق مین نادرست تو جب وہ اس بات کو جانیگا تب سمجہیگا کہ

خود کس جنس مین ہی اور اوسکی حق مین کیا حکم ہی اور اگر یہہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی مین

پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب القبلہ والمباشرۃ مین ہے وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِ

قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهٗ

فَاَتَاهُ اٰخَرُ فَسَاَلَهٗ فَنَهَاهُ وَكَانَ الَّذِیْ رَخَّصَ لَهٗ شَیْخًا كَبِیْرًا وَالَّذِیْ نَهَاهُ

شَابًّا اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوُدَ یعنی ابوہریرہ نی کہا کہ سوال کیا ایک مرد نی حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنی بدن کو عورت کی

بدن سی درست ہی یا نہین آپ نی اوسکی واسطی درست رکہا پہر دوسری نی بہی

ایسی ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نی منع فرمایا تو جس شخص کیواسطی درست کہا

تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور سمجہا اوس کی یہہ ہی کہ جانی

یہہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کی حق مین تہا یا عام تہا سب مکلف کی لیئی کیونکہ

بعضا حکم کسی سبب سی یا کسی مصلحت کے روسی حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص

کی حق مین درست رکہتی تہی اور دوسرے کی حق مین نادرست اور حضرت کی

بعد سب مکلف کی حق مین برابر ہوا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوٰۃ مین ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَفِیْمَا كَانَ عَلَّمَنِیْ حَافِظْ عَلَی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ هٰذِهِ السَّاعَاتِ

لِیْ فِیْهَا اَشْغَالٌ فَمُرْنِیْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُهٗ اَجْزَاَ عَنِّیْ فَقَالَ حَافِظْ عَلَی

الْعَصْرَیْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوةٌ قَبْلَ طُلُوْعِ

الشَّمْسِ وَصَلٰوةٌ قَبْلَ غُرُوْبِهَا اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوُدَ عبد اللہ بن فضالہ نی روایت کیا

ہے اپنی باپ سی کہ کہا اونی تعلیم کیا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اور جس بات کو
کہ حضرت نی مجھکو سکھلایا تہا اون مین سی ایک یہہ تہا کہ حفاظت کر پانچ وقت کے
نماز کو پہر کہا اوس نی کہ عرض کیا مینی کہ ان سب وقت مین میری واسطے بہت کام
رہتا ہے سو مجکو حکم کیجیے ایسی ایک عبادت کا کہ جب مین اوسکو کرلیون تو کفایت
کرے مجھکو سو فرمایا حضرت نی کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری
بولی کی نہ تہا اسواسطی مینی اوسکو نہ سمجہا پہر مینی پوچہا تب فرمایا حضرت نی کہ نماز پہلی
طلوع آفتاب کی اور نماز پہلی غروب اوسکی اور منجملہ اوسکی یہہ جانی کہ یہہ حدیث کوئی خبر
والون کی حق مین وارد ہی اسواسطی کہ بہت احکام باعتبار شہرونکی مختلف ہوتی
ہین اور حدیث کی عبارت مین اوس شہر کا کچھہ ذکر نہین ہوتا ہی جب وہ شخص
اس بات کو جانیگا تب سمجہیگا کہ یہہ حکم پہر ہی یا دوسرے پر اور اگر یہہ فرق نجانیگا تو
سخت خرابی مین پڑیگا جیسا کہ مشکوۃ کی باب اداب الخلا مین ہی عَنْ اَبِی اَیُّوبَ رَضِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ
وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی جب تم پایخانہ مین جاؤ
تو قبلہ کیطرف مونہہ یا پیٹہہ نکرو ولیکن پچہم یا پورب کیطرف مونہہ کرو تو یہہ حکم مدینے
والون کی حق مین اور مانند انکی ہی اسواسطی کہ مدینہ مطہرہ اوتر مکہ معظمہ کے ہے
تو جب پچہم یا پورب کیطرف منہہ کریگا تو قبلہ کی جانب مین منہہ نہوگا جیسا کہ تیسرا
لوصول کی باب اداب الاستنجا مین ہی قولہ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ
وَلِمَنْ قِبْلَتُہٗ عَلٰی ذٰلِکَ السَّمْتِ فَاَمَّا مَنْ کَانَ قِبْلَتُہٗ اِلَی الشَّرْقِ اَوِ الْغَرْبِ فَلَا یُشَرِّقُ
یعنی قول حضرت کا شرقوا او غربوا حکم ہی اہل مدینہ کی لئی اور جو لوگ کہ قبلہ اونکا
اوسی جانب مین ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اونکی حق مین یہہ
حکم نہین ہی اور جیسا کہ تیسیر الوصول کے فصل استقبال القبلہ مین ہے عَنْ

ابی ہریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین المشرق والمغرب قبلۃ

لمسجد المومن ہے یعنی درمیان پورب او پچھم کے قبلہ ہے تو یہہ حکم ہی اہل مدینہ

اور مثل اون کی واسطے ہے اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جانی کیونکہ

بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث لوگون مین

مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین ہی ہے اکرموا الخبز فانھا من برکات السماء

والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سی آسمان اور زمین کی ہے

یعنی روٹی جب اوی تو انتظار سالن کا نکرو تو یہہ حکم گہر کی کہانی مین ہے ضیافت

مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کری جیسا کہ اوسی

فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وھذا فی بیتہ واما فی الضیافۃ فینتظر

الاذن تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسی لوگون

کی عادت ہی کہ پہلی روٹی لاتی ہین تو وہ شخص پہلی روٹی ہی ٹہونسنی لگیگا اور سالن کے

لئی شور مچانی لگیگا اور میزبان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو

انتظاری اور تاخیر مین پہینکیگا جیسا کہ اس طرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین

واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اوسکی جاننا کہ یہہ حدیث کسوقت مین وارد

ہوئی تہی کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ

ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا

کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہے نہاھم عن اربع الحنتمۃ والدباء والنقیر والمزفت

یہہ چار نام اون برتنون کی ہین کہ جسمین شراب رکہتی تہی سو جب شراب حرام ہوئی

تو ان برتنون کا استعمال بہی حرام ہوا تا کہ لوگون کو شراب یاد نہ پڑی اور الفت اوسکی

نہ رہی اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوی اور جب لوگ خوب شرع کی حکمون مین

مضبوط ہوئی تو یہہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اوسکی یہہ جاننا کہ وہ حدیث

مطلق احوال مین وارد ہی یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہی کیونکہ بہت سے حدیثین ہین
کہ عبارت اونکی مطلق ہے اور حقیقت مین مورد اونکا حال عذر ہے اور جس شخص کو
عذر نہو اوسکی حق مین وہ حکم نہین ہے تو جب تک اس بات کو نہ سمجھی گا
نجانیگا کہ یہہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر جیسا کہ مشکوۃ کی باب صفۃ
الصلوۃ مین ہے وعن مالک بن الحویرث رض انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی فاذا کان فی وتر من صلوتہ لم ینہض حتی یستوی قاعدا رواہ البخاری
روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے
پہر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کی یا تین رکعت بعد تو نہ
اوٹھتے یہان تک کہ اچھی طرح سے بیٹھتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اسکے
ترجمہ مین لکھا ہے کہ یہہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کی اور حاجت کی تہا جس
طرح بیماری اور ضعف اور کبر سن وغیرہ اور جس کسی کو اوسکی حاجت اور ضرورت
نہو تو اوسکی حق مین وہ سنت نہین اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین بہی ایسا ہی
مذکور ہے خلاصہ اس جواب کا یہہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے حکم نکالنی کی
واسطے بہت سی امور ضرور ہین کہ تفصیل اون کی اس مقام مین نہین ہو سکتی
ہے اسواسطے صرف مثال کے لئے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اوسکو
بے تکلف سمجہین بیان کی گئین اور اونکی سوا اور شرطین بہی ضرور ہین
کہ اونکے مضمون کو بہی سمجہنا ہر ایک عوام کو دشوار ہے جیسا کہ اصول فقہ اور اصول
حدیث کے کتابون مین مفصل اور مصرح ہے اور اون سب شرطون کا اس زمانہ
مین پایا جانا سخت مشکل اور بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے چنانچہ سابق جو
شرطین بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اونکی مضامین مین غور کرنی سی صاف
ظاہر ہوتا ہے اسواسطے اس زمانہ مین بلکہ زمانہ دراز سی سب عالمون نی جب یہ دیکہا

کہا کہ قران اور حدیث سی بالاستقلال حکم نکالنا نہین ہو سکتا ہی کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکے راویونکا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے
حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بنکر اون سب شرطون کو حاصل
کرنے کی لئی کسی محدث یا مجتہد یا فقیہہ کے تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سی
تقلید کسی مجتہد کی اپنی اوپر واجب کرنی ہے اور اسی واسطی سب علمانی اجماع
کیا اس بات پر کہ جس مجتہد کی اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا وسب وا ضلون
کی نزدیک اسکا اجتہاد مقبول ہوا در مذہب اوسکا نقل تواتر سی منقول ہو اور
مسائل اوسکی مذہب کی مفصلا مروی ہون تو ایسی کی تقلید درست
ہے پہر کوئی مجتہد ان اوصاف کی ساتہہ سوای ان چار امام کی پایا نہین گیا اور کوئی
مذہب ان صفات کی ساتہہ سوا ان چار مذہب کی ثابت نہین ہوا اس واسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہی کہ ان چار مذہب مین سی ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہی اور انکی سوا ے اور کسی مجتہد کی تقلید یا دوسرے
کسی طریقہ کی پیروی جایز نہین ہے اور کو ے یہہ گمان نکرے کہ صرف
علمای حنفی نی یہہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب مختلف کی علمانی بہی
اسی بات پر اتفاق کیا ہے جیسا سابق جواب مین سوال چوبیس کی بہت سے
کتابون سی مذکور ہوا ہی پہر تمام یا تفصیل کی حاجت نہین ہی لیکن بطور نمونہ کی
صرف ایک کتاب سی لکہا جاتا ہی نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہے
وَفِي مَا بِنَاقَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ
عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ أَيْضًا بِاعْتِبَارِ أَنَّ مَنِ اتَّبَعَ غَيْرَهُمْ مِنَ السَّلَفِ

باطلة وانما باعتبار ان مذاهبهم وصلت الينا بالنقل المتواتر مرويها لجماعة بعد جماعة فی كل ساعة من زمانهم الی زماننا هذا الا يمكن حل الرواية ولا احصائهم فی اقطار الارض وبينت لنا شروط من مذاهبهم وفصلت مجملاتها وقيدت مطلقاتها بالنقل المتواتر بخلاف من مذهب غيرهم من السلف فانها نقلت الينا بطريق الاحاد فلوفرض ان حكما من احكام نقل عن بعض من مذهب السلف بطريق التواتر يحتمل ان يكون مجملا لم يفصله ناقله وان قيد اخل به ناقله او شرطا يتوقف القول بصحته عند ذلك المجتهد فيكون العمل به باطلا فلمن الامر حصرنا صحة التقليد فی اتباع المذاهب الاربعة لا غير

خلاصه مضمون اسكا يه ہی كہ اس زمانہ مین تقليد منحصر ہے انہین چار كے ايك مذہب مین اور ان چار كی سوا اور كسی مجتہد كی تقليد درست نہين ہے اسواسطے كہ ان چار اماموں كا مذہب نقل متواتر سی منقول ہوا ہی اور اونكی زمانی ہی ليكر اس زمانی تك اس قدر راوی ان مذہب كی گذری ہین كہ شمار كرنا اونكا ممكن نہين ہی اور ان مذہبوں كی شرطين اور تفصيل خوب بيان كی گئی ہين بخلاف اور مذہبوں كی كہ تواتر كو مروی نہين ہے اور تفصيل اونكی نہين ہوئی ہی تو شايد كوئی كلام مجمل ہوكر اوسكی تفصيل نہين ہوئی ہو يا كوئی قيد چھوٹ گئی ہو يا كوئی شرط كہ جس پر صحت اوس قول كی موقوف ہو متروك ہوئی ہو تو ان صورتون مين عمل اوس پر باطل ہوگا اسواسطی انہين چار مذہب مين تقليد منحصر ہوئی ہی اور شافعی علمانی بہی ايسی ہی كہا ہی جيساكہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب كہ فاضل اور محدث اور مصنف كتاب بلوغ المرام كا اور شافعيون كی نزديك بڑا معتمد اور معتبر ہی اونكی فتح المبين فی شرح الاربعين كی اربعين حديث كی شرح مين لكہا ہی اما فی زماننا فقال ائمتنا لا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة الشافعی ومالك وابی حنيفة واحمد رضوان الله عليهم اجمعين

لانّ هؤلاء عُرفت قواعد مذاهبهم واستقرت احكامها وخدمها تابعوهم وحرروها فرعا فرعا وحكما حكما فلا يوجد حكم الا وهو منصوص لهم اجمالا او تفصيلا بخلاف غيرهم فانّ مذاهبهم لم تحرر ولم تدوّن كذلك فلا نعرف لها قواعد حتى تخرّج عليها احكامها فلم يجز تقليدهم فيما حفظ عنهم منها لانه قد يكون مشروطا بشروط اخرى وكلوها الى فهومها من قواعدهم فقلّت الثقة بجميع ما يحفظ عنهم من قيد او شرط فلم يجز التقليد حينئذ

خلاصہ ترجمہ اوسکا یہہ ہی ہماری اماموں نی یعنی شافعیوں نی کہا ہی کہ اس زمانے میں ان چار اماموں کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جایز نہیں ہی اسواسطی کہ ان اماموں کی مذہب اور اونکی قاعدہ خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلہ اونکی خوب ثابت ہین اور تابعون نی اونکی مذہب کو خوب ضبط کیا ہی اور بالتفصیل ہر ایک کو لکہا ہی بخلاف اور مجتہدون کی کہ اونکا مذہب لکہا ہوا نہیں ہے او قاعدہ اونکا معلوم نہیں اور تفصیل اونکی مذہب کی منقول نہیں اور مسئلہ اونکی مذہب کی ضبط نہیں اسواسطی دوسری مذہب پر خوب اعتماد نہین اور مالکی علما نی بہی ایسی ہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم ابن مرعی شبرخیتی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہی اونہی فتوحات الوہبیہ شرح الاربعین النوویہ کی یعنی چہل حدیث کی شرح میں لکہا ہی ملخصہ عن هؤلاء الصحابة الاربعة او عن بعضهم اولى بالاتباع من بقية الصحابة اذا وقع بينهم الخلاف الى قوله وهذا في المقلد الصرف في تلك الازمنة القريبة من زمن الصحابة اما فيما بعد ذالك فلا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة مالك وابي حنيفة والشافعي واحمد رح لان هؤلاء عرفت قواعد مذاهبهم واستقرت احكامها وخدمها تابعوهم وحرروها فرعا فرعا وحكما حكما

خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفون سی یا بعض سے اونکی +

معلوم ہوا ہے تو وہ مقدم ہی دوسری صحابی کی قول پر اور یہہ بات اوس زمانہ
کی مقلد کی حق مین تہی لیکن اوس زمانی کی بعد جایز نہین ہی تقلید سوای ان چار
اماموں کی یعنی مالک ابو حنیفہ شافعی احمد رح کیونکہ اون کی مذہب کی قاعدے
سب معروف ہین اور مسایل اون کی خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نی
اونکی خوب ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصلا لکہا ہی آب حاصل اس سب کا
یہہ ٹہرا کہ شریعت کی علما اور ہر مذہب کی فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہوگیا
ہی کہ اس باب مین تقلید ایک امام کی ان چار اماموں مین سے واجب ہی اور اونکی سوا اور کسی کی
تقلید درست نہین ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانی کی خواص کو بہی اپنی سمجہ کی
موافق قران اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کرکی مسئلہ نکالنا جایز
نہین ہی اور اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سی نکلا ہو یا اوسنی اس اتفاق
کی برخلاف کیا ہو یا اوسکی مخالفت کیا ہو تو اوس شخص کا کچہہ اعتبار نہین کیونکہ وہ
اجماع کہ حدیثونکی رو سی پیروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اس سے ہی کہ
اکثر علمای دین دار اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین پہر اگر کوئی
شخص اگرچہ عالم بہی ہو اس اجماع مین شریک نہو تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ
وہ خود برخلاف ہوا اور جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام
مین ہی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ
الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت کی سو متفرق
ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سی گر پڑا وہ جہنم مین وعن معاذ بن جبل رض قال قال
رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ
الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنی ہیہہ شیطان
آدمی کی حق مین جیسا بہیڑیا بکری کی حق مین ہی کہ پکڑ لیتا ہے بکری اکیلی ہوئی اور دور پڑے

اور کنارے کری ہوے کو تو واجب تمیز ہی ہی کہ جماعت اور اکثر مسلمانون کے پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرًا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقہ یعنی جو کوئی جدا ہوا جماعت سی ایک بالشت کی اندازی تو بیشبہہ اوس نی اسلام کا ڈورا اپنی گردن سی نکالا غرض ان حدیثون سی صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کرین وہ واجب ہوتا ہی اور بعضی کا خلاف کرنا کچہہ نہین ہے بلکہ جو اکثر کا مخالف ہوا تو اوسپر خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہی نعوذ باللہ منہا ومنہم اور جو کوئی جماعت کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سی بچیگا اللہم ثبت قلوبنا علی شرعیتک وارضنا بک واقم اقدامنا علی طریقتک وصل اللہم وبارک وسلم علی رسولک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الراشدین وتابعی صحبہ الہادین وتبعہما علی سبیل المجتہدین وامامنا وامام المسلمین وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت

الحمد للہ کہ یہہ رسالہ نظام الاسلام جسکی سوالون کو کئی شخصون نی کیا تہا اور جوابون کو اوسکی عالم باعمل فاضل بی بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نی بڑی محنت اور تلاش کرکی آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑی معتبر اور معتمد کتابونکی عبارت سی مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کی تمام علما اور فضلا وصلحا نی بغور وتامل اوسی دیکہہ موافق عقاید مذہب سنت وجماعت خصوصًا مطابق طریقہ حنفی سمجہہ کی منظور اور پسند کرکی اپنی اپنی دستخط اور مہر سی مزین فرمایا اللہ تعالی اپنی فضل وکرم سی اس نسخہ کی مولف کو جزای خیر عطا فرماوی آمین ثم آمین تیسیر سی خیر خواہ خلق اللہ خاکسار سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی رضی اللہ عنہما

کے مطبع احمدی میں پہلی ۱۲۵۵ھ ہجری میں چھاپا گیا تھا پھر وہ نسخہ کمیاب ہو گئی

اور خواہش مندہیت رہے اسلئے دوسرے بار پھر سید موصوف کی تصحیح سے

اوسی مطبع میں چھاپا گیا ۱۲۵۹ھ الہجرالنبوی صلی اللہ علیہ وسلم +

برنسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسائل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت

وجماعت وموافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد وعمل

بمق آن واجب ومتحتم است

صدر مدرس کلکتہ — امین محکمہ کلکتہ — مفتی عدالت بلدہ

جواب ہای این رسالہ

ہمہ صحیح وراست بی کم وکاست موافق آیات قرآن ومطابق احادیث سید پیغمبران صلی اللہ

علیہ وسلم وبرحسب اجماع علمای راسخین وبرطبق اتفاق فضلای کاملین است مخالف

این ہمہ مسائل درحقیقت مخالف آن دلایل است

مدرس اول مدرسہ کلکتہ — مدرس اول مدرسہ مرشدآباد — مدرس دوم — مدرس سیوم

مدرس چہارم — مولوی کمیٹی — معاون اول — معاون دویم

مدرسہ

کلکتہ کی مدرسہ میں جو لوگ علوم دینیہ
تحصیل کرتے ہیں اونمیں سے بعضوں کے نام

محسنہ مدرسہ میں جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے
قریب التحصیل ہیں اونمیں سے بعضوں کے نام

جاننا چاہئے کہ بعضے لوگ چاروں مذہب کو انکار کرتے ہیں اور کسی کی ان چاروں میں تقلید
نہیں کرتے اور عوام حنفیوں کو اپنے مذہب سے بد اعتقاد کرواتے ہیں اور مسئلہ میں
شک ڈالتے ہیں اور اعتراضات بیجا کرتے ہیں اور مخالف حدیث کی بنا کرکے عوام
کو گمراہ کرتے ہیں اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلے پوچھنے کے
لئے اور اپنے مذہب کی تحقیق کے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ
صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرہ کے حضور میں آتے تھے اور
جو لوگ کہ خود حاضر نہیں ہوسکتے تھے فتوے لکھواکر منگواتے تھے پھر جب مدرس صاحب
نے دریافت کیا کہ اس صورت میں لوگوں کو بہت تکلیف ہوتے

ہی اسواسطے بہ نظر نفع عام اور ہدایت تام کی ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا
نام نظام الاسلام رکہا تاکہ لوگ اس رسالہ پڑہ کر اپنے مذہب مین مضبوط
ہووین اور لوگون کی بہکانی سی گمراہ نہوین اسکے بعد جناب حاجی سید عبد السید
صاحب نی بلحاظ رفاہیت خلایق کے اوسکو چہپوایا پہر یہہ رسالہ اکثر ملکون
مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑہ کر اپنی مذہب مین مضبوط ہو گئے
اور جو لوگ کہ ان قوم کی بہکانی سے شک مین پڑے تہے اس کتاب
کو پڑہنی یا سنی سے اونکا شبہہ دفع ہو گیا اور بعضی بیچارے عوام اور ضعیف
الاعتقاد کہ ان قوم کی گمراہی مین پڑے تہی اس رسالہ پر واقف ہو کر اپنی گمراہی
سی توبہ کی تب ان قوم نی جب یہہ حال دیکہا اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس
رسالہ سی واقف ہوتا ہی اونکی حق مین فساد اور فریب اونکا کچہہ تاثیر نہین کرتا ہے
اور سلفون پر طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر امامون سے اعتراض کرنا
کچہہ فایدہ نہین دیتا ہے تب اس قوم نے اسطور کی فریبون کو چہوڑ کر ایک فریب
دوسرا نکالا اور وہ یہہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنی لگی اور جاہلونکی سامنی اس رسالہ پر اعتراض
کرنی لگی تاکہ لوگ اس رسالہ سی بد اعتقاد ہووین اور اسکو نہ پڑہین اور نہ سنین پہر بعضی لوگ
جناب مدرس صاحب کی حضور مین عرض کرنی لگی کہ ان قوم بد مذہب کے سوال
کا جواب کچہہ لکہکر چہپوا دیا جاوے تاکہ ان قوم کا فساد کچہہ نہ چلی اور لوگونکو
اس رسالہ مین کچہہ شک نہ پڑی لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اسکے
طرف التفات نہین کرتی اور فرماتی کہ سوال بیجا کا جواب دینا بہی بیجا ہے کیونکہ
جواب جاہلان باشد خموشی * پہر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر میانی نی دیکہا کہ جاہلون
کا کچہہ جواب بہی نہ دینا سبب اونکی جرات اور دلیری کا ہوتا ہے اسواسطے
مختصر کر کی لکہا جاتا ہی تاکہ ہر کوئی اسکو دیکہکر یا سنکر اون قوم کے

جہالت اور فساد پر واقف ہو اور اونکی اعتراض اور اوسکے جواب کو دریافت

کرکی معلوم کرے کہ اسی قیاس پر اعتراض اور شبہہ انکا بے حقیقت ہے

اور صرف فساد اور شرارت ہے اور ہر چیز مین خدا ہے سی توفیق ہی اور اوسی

کی عنایت سی تحقیق ان قوم کا اعتراض یہہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام

کے یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہا اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہا فروع اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکہا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے یعنے

مسئلہ رفع یدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہے اس مقام مین اوسکو

نہین لکہا اس فریب کا دفع کئی طور سے لکہا جاتاہی پہلا دفعہ یہہ ہے کہ اس

حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہے یعنی نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد

صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکہنا منظور ہو یا کہین

کچھ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکہہ لیوی تو اس صورت مین چور رے

نہین ہوے کیونکہ چوری مین تو چہپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت

رکہنا چوری تو جب ہووی کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام کو تعین

نکرے یا جو بات کہ جواب کے مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوے جیسا کہ ان قوم

وجالیون نے ایک مسئلہ چہپایا ہے اور اوسمین فارسی عبارت سے لکہا

ہے کہ شیخ عبدالحق دہلوی بہ سبنت رفع یدین و ترجیح تامین بجہر رفتہ اور نام

کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اورحال یہہ ہے کہ شیخ

عبدالحق دہلوی نی سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کی مسئلہ کی مقام مین صفحہ

مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب صفۃ الصلوۃ مین لکہا ہے کہ رفع الیدین

منسوخ ہی اور عدم رفع کو ترجیح ہی جسکو کچھ شبہہ ہو تو ان کتابون مین

۱۱۹

اسی مقام کی بیچ کی دیکہہ لیوے اور اس قوم نی ایک کتاب رفع الیدین کی بنا
ہے اور نام اوسکا تنویر العینین رکہا ہے اوسمین اکثر حدیثون کو نا تمام لکہا ہے
کسی کے اول ہی کہی ہے آخر کی کچہہ کچہہ عبارت چہوڑ دی ہی جیساکہ مالک بن
حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سی نقل کیا ہے اور اوس میں رفع
کرنی کی مضمون کو لکہا ہے اور کانون تک ہاتہہ اوٹہانیکے مضمون کو جو
اوسی حدیث مین روایت ہے بالکل ترک کیا ہی اور تنویر العینین مین یون کہا
انہ رای مالک بن حویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا
رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ھکذا
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بہما اذنیہ اور فروع اذنیہ کو چہوڑ دیا
ہے دوسرا دفعہ یہہ ہے کہ یہہ کتاب کچہہ کتاب حدیث کی نہین ہے کہ ہر
مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہہ فتوا ہی اور فتوے مین اوسی قدر دیتے
کہ جسقدر سوال ہوا اوسی قدر جواب اور اوس سی زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے
یہان سوال اوسی قدر لکہا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتہ
اوٹہاتی مین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کی مسئلہ کو اس مقام مین کچہ
علاقہ نہین ہے جیساکہ اگر کوئی پوچہی کہ نماز فرض ہونی کی دلیل کیا ہی تو اونکا
جواب اسی قدر کہنا چاہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی
اوسکی جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان
کہین گے مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کیواسطی یہان
ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتی ہین احل اللہ
البیع باوجود اس بات کی کہ قران مین ایک آیت کی اندر یون ہے کہ احل اللہ البیع
وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کی مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اسواسطے

صرف اصل اسراليع لکہا ہے اورمثال او سکے انہین نئی مذہب والون کی کتاب
ہے کہ جسکا نام تنویر العینین رکہا ہے مذکور ہوا کہ مولف نی تنویر العینین کے اس
حدیث مین فقط رفع الیدین کے مضمون جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان
لکہا ہی اور ہاتہہ کانون تک اوٹہانی کو کہ اوس ہی اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو
ترک کیا تو یہہ بہی کیا چوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر را نصیحت
اور تیسرا دفع یہہ ہے کہ مولف نی نظام الاسلام کی رفع الیدین کی مسئلہ کو چہوڑا
نہین ہی بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کر کی بصورت سوال اور جواب کی لکہا ہی صفحہ
مین اور وہان مفصل بیان کیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہی اور مکروہ اور
اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہی تو پہر اس مقام مین کہ یہان صرف کان
تک ہاتہہ اوٹہانیکی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہو اور ایسی بیجا ذکر
کرنیوالی کو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بی ہنگام کہتی ہین اور وہ شخص
مصداق ہی مثل مشہور مصرع کہ سر بریدن واجب است آن مرغ بی ہنگام را
جیسا کہ مولف نی تنویر العینین کی کان تک ہاتہہ اوٹہانی کی حدیث کو ترک کیا
اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کی بیان مین ہے چوتہا دفع یہہ ہے
کہ رفع الیدین منسوخ ہی جیسا کہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۶ ، ۱۷ صفحہ مین مذکور
ہی اسواسطی اوسکو اس مقام سی حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانیکے
مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب مین خلل ڈالتا ہی
الغرض ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی لوگونسی احتراز کرین اور اونکو دشمن دین
کا سمجہین کہ یہہ سب دین مین مفسد ہین جیسا کہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہہ
کتاب حدیث کی کتابون کا مجموعہ ہی جیسا کہ جامع الاصول چہہ کتاب کی حدیث
کی جامع ہی ویساہی کتاب مجمع الزوائد ان چہہ کتابونکی سوا اور کتابین حدیث

کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہی جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوے وغیرہ
تو اس کتاب کی باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے عن عبد اللہ بن عمر
روی طبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون
ثلاثون او اکثر قلنا ما ایاتہم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیہا یغیروا
بہا سنتکم ودینکم فاذا رایتموہم فاجتنبوہم وعادوہم

طبرانی نے روایت کی ہے عبد اللہ ابن عمر سے کہ کہا انہون نے قسم خدا کی ہی کہ بیشک مینے سنا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتی تہی کہ بیشک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کی
دجال اور پہلی اوسکی ایک قوم جہوٹی تیس بلکہ زیادہ پہر ہم صحابیون نے حضرت سے پوچہا
کہ اون گروہ کی کیا علامتین ہین پہر فرمایا حضرت نے کہ سکہلاوی گی وہ قوم کذاب
تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو عمل نہین کرتی تہی یعنی ایک بات
نئی کو سنت کہکر تم کو بتلاوینگی یا حقیقت مین ہو لیکن تم اوسکو نہین کرتی تہی بلکہ دوسرے
سنت کو عمل کرتی تہی تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکہاوینگی تاکہ جس
سنت کو تم عمل کرتی تہی اوسکو تغیر اور تبدیل کرین اور تمہاری مذہب کو بہی تبدیل
کرینگی پہر جب تم اون قوم کذاب کو دیکہو تب اونسی کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو
دشمن جانو اور اونسی دشمنی رکہو اور تم سب بہائی مسلمانو اگرچہ
کچہ شک مین پڑو کہ یہ حدیث ضعیف ہو اور یہ فریب کی باتین
ہین تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب مرحوم مغفور کے
نزدیک موجود ہی کاپی
دیکہو

تمت

مطبع احمدی مین باہتمام امو جان کے سنہ ہجری مین طبع ہوا انتہا

پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے اور نہ فرمایا کل ذی ذکر یعنی ہر علم والے سے بلکہ فرمایا پوچھو اہل ذکر سے
اور بیشک وہ لوگ وہ ہین جو متفق ہین ایک راے صواب پر کہ دور کرنیوالی ہے وہ ہر طرح کے
شبہہ اور گمراہی کو اور اوٹھانیوالی ہے ہر قلم کی جہالت کو اور وہ سیدہی راہ ہے ایسی جسکی
طرف اشارہ ہے اللہ تعالی کے قول کا اهدنا الصراط المستقیم اور کسی کو اجتہاد کا دعوی
درست نہین بعد چارسو برس کے پہلے اور پچھلے زمانے مین پس یہ دعوی مردود ہے داناؤن
کے نزدیک اور فساد کا موجب ہے اور بلانیوالا فساد ڈالنے کی طرف ساتھہ اس بات کے
کہ اس زمانہ مین خوش ہوتا ہے ہر ایک سمجھہ والا اپنے سمجھہ سے اور ذکر نہین کیا اللہ تعالی
نے کسی کے مسائل نکالنے کا مگر پہلی اہل قرون کو اپنی کتاب عزیز مین اور رجوع کرنیکو رسول کیطرف
اور اولی الامر کے وہ اہل قرون سے ہین اسواسطے کہ وہ جانتا تہا اونکو جو اونمین سے مسئلہ
نکالینگے پس خبردار نہو امسئلہ نکالنے سے مگر وہ شخص کہ پہونچا رتبہ کو اولوالامر کے
اور وہ اوہین اولوالامر سے بعد قرن صحابہ کے یہی چار امام اور اس قول کی دلیل حدیث ہے
الدین النصیحة للہ ورسولہ ولایمة المسلمین یعنی دین نصیحت ہے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور مسلمانونکے امام کی
اور تفسیر کی ہے بعض علما نے ایمہ مسلمین کی چار امام سے پس قبول کیا نہ جاویگا ہر ایک شخص
سے استنباط اسکا بلکہ رد کیا جاویگا جو مخالف ہوگا حق اور ثواب کے اور اتفاق نہین کیا امت
نے جسکے قبول کرنے پر اور تحقیق خبر دی اللہ تعالی جل جلالہ نے ہمکو اپنی کتاب عزیز مین یون
کہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیہ یعنی ظاہر کیا تمہارے لئے وہ دین جسکا حکم کیا نوح علیہ السلام
کو اور بیان فرمایا اوسے قرآن مین ولا تتفرقوا فیہ یعنی پہوٹ نہ ڈالو دین مین اور تحقیق ڈہونڈہا مین نے
اپنی فکر اور بصارت سے یہ کہ اتفاق نہوا کسی امر مین قبول کرنے پر کسی ایمہ سابقین اور خلفاے
راشدین اور صحابہ کرام کے قول پر مگر جو تہا اونہین چار امام سے کیونکہ اونکے قول کی تابعداری کی
سب نے اور کوئی قائل نہوا اوسکے بطلان پر جو اونہون نے کہا اور نہ اختلاف کیا کسی دو شخص
نے اونکی فضیلت اور سعی اور پرہیزگاری مین اور اونکی سچی باتین اور صرف کرنے مین اونکے دل
کو کسی کی محبت کے اختیار کرنے مین سوا اللہ کے اور نہ متغیر کر دیا اونکو دنیا نے اور نہ وساوس
شیطانی نے کہ گمراہ کرنے والی ہے بلکہ اتفاق کیا اونکی بزرگی اور برتری شان پر لوگون

نے پس جو اوسکے اتفاق کیا اوسپر لوگ سب نے حق ہے اور یقین ہے بعد حق کے مگر گمراہی اور
اوس چیزمین سے جو دلالت کرتی ہے تقلید کی واجب ہونے پر اور منع کرتی ہے اجتہاد
مین نظر کرتے تھے پر وہ ہی جو نکالا اوسکو رزین عبدری نے عبد اللہ ابن مسعود سے کہ اونہون نے
فرمایا من کان مستنا فلیستن بمن مات فان الحی لا تومن علیہ الفتنہ اور تھے ابن مسعود کہتے
تھے اسکو عمر رض کے خلافت مین کیونکہ وفات پائی اونہون نے عثمان رض کی خلافت مین اور
کنارہ پکڑواتے تھے لوگون کو اونکے اجتہاد سے اور امر کرتے تھے اونکی تقلید کو جو مقدم
ہوا اونپر پس کیا گمان ہے تیرا اس آخری زمانہ مین ایسا زمانہ کہ غالب ہوے ہیں اسمین محبت
دنیا کی اور خواہش دل کی اور نادانی اور تکبر اور خوش ہونا ہر سمجھ والے کا اپنی سمجھ پر سو جس شخص
نے منع کیا تقلید سے وہ گدہا اور بڑا نادان ہے اور سیدہی راہ سے کہ صراط المستقیم
ہے دور پڑا اور گمراہی کے اونٹنی پر سوار ہوا پناہ دے اللہ ہمکو ہلاک کرنے کی چیزون سے
اور عطا کرے ہمکو سید السادات اور افخر موجودات کی شریعت کے تابعداری اور تقلید
اونکی کہ مختلف نہووے اونکی بزرگی پر کوئی دو شخص اور نہ منسوخ ہوا مذہب اونکا جب تک
ہوا کرے دن اور رات بلکہ نسبت ہوگی نادانی اور گمراہی اور بیوقوفی اور حماقت اور شرمندگی
کی اونکی طرف جسنے پھوٹ ڈالی اونکے کام مین اور مخالفت کی لوگونکی حکم کی ہر زمانے اور
وقت مین اور چاہتے ہین ہم اللہ سے راستی اور ہدایت اور درستی اور خیر العباد صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پیروی فرمایا اسکو اپنے منہ سے اور حکم کیا اسکے لکہنے کا ہمارے
شیخ عالم دانا اور فہامہ نے یعنی شیخ محمد عابد سندہی مولد انصاری اصل حنفی مذہبا مدنی موطنا
باقی رکہے اونکو اللہ اور نفع پہونچاوے اونکے سبب سے ہمکو فقط تمت

مکے مدینے کے عالمون کی مہرین

عبد الله	[illegible]	عثمان [illegible]	[illegible] مصطفی	[illegible]
جمیل حسن [illegible] جامع [illegible] مدرس	مکے کے مفتی	مکے کی مدرس	حنفی اماموں کی سردار	[illegible]

احمد سعید مجددی
محمد عمر مدنی
خلیفہ حضرت سید احمد قدس سرہ
محبوب علی
کریم اللہ
مخصوص اللہ
مولوی حسین دلی میں
موسیٰ
اسمٰعیل
حبیب اللہ
قاسم حاجی

فتوی علمای دہلی مع مواہیر وبعض نشانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماے دین کے اس مسئلہ مین کہ مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت کہتے ہین خصوصاً حنفیون کو خلاف محمدیت کی جانتے ہین اور مشرک کہتے ہین اور وضو اور نماز مین وہ عمل بجا لاتے ہین کہ جس سے وضو اور نماز فاسد ہوتی ہے حنفیون کے نزدیک بالاتفاق بلکہ بعض اون کی خلط مختلفات مذاہب اربعہ مین کہ جسسے کسی کے نزدیک بہی وضو یا نماز صحیح نہو وہ انکی قائل ہین اور جس کنوئین مین یا مشکی مین نجاست پڑجاتی ہے یا جانور گرکر مرجاتا ہی تو بغیر پاک کئے کنوئین اور مشکی کے اوسی پانی کو کہانے اور پینے اور وضو وغیرہ مین استعمال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم چارون مذہب کو حق جانتے ہین پس جس مسئلہ کو جہان پاتے ہین اوسکی موافق ہو عمل کرتے ہین پس سوال ہے ہم حنفیونکا کہ یہ لوگ کیسے ہین اور انکا اقتدا کرنا نماز مین ہم حنفیون کو موافق مذہب حنفی کی جایز ہے یا نہین اور اسوقت مین مذہب معین کی پیروی اور تقلید کرنی چاہئی یا غیر معین کی اور جو پایہ اجتہاد نہ پہونچا ہو اور جو کہ شرایط مجتہد ہین وہ سب مین نہ پائی جاوین تو اوسکو اس زمانہ مین فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور پیروی کسی مذہب کو مذاہب اربعہ مین سی ترک کرنا چاہئی یا نہین فقط بینوا توجروا جواب مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت وضلالت کہنا ضلالت ہی کیونکہ بہت علما نے اتباع مذہب خاص کو واجب کہا ہی قال الامام جلال الدین المحلی فی شرح جمع الجوامع یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی وکذا فی فیض القدیر شرح جامع الصغیر المناوی اور استحسان مین اسکے کسی کو اہل حق و تحقیق سے کلام نہین ہے اور واجب یا مستحسن کو بدعت اور ضلالت

کہنا بڑی ضلالت ہے پس یہ شخص ضال و گمراہ ہے ایسے کو اپنا امام بنانا
بچنا ہئے اور در صورتیکہ عمل مین اون چیزونکو لاتا ہو کہ جن سے وضو و نماز فاسد
ہوتی ہے مذہب حنفی مین تو ہرگز اقتدا اوسکے حنفی کو جایز نہین ہے جب حنفیہ
صلوٰۃ خلف الشافعیہ مین اس صورت مین عدم جواز لکہا ہو تو ایسے شخص کے
پیچہے تو بدرجہ اولی ایسی صورت مین نماز ناجایز ہوگی واما الصلوٰۃ خلف الشافعیۃ
فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط والارکان عندنا فالاقتداء بہ صحیح
علی الاصح ویکرہ والا فلا یصح اصلا ولا خصوصیۃ للشافعیۃ بل الصلوٰۃ خلف کل
مخالف للمذہب کذلک کذا فی البحر الرائق والاکتفاء یشیر الی انہ لا یکرہ امامۃ الشافعی
لکن فی الزاہدی انہا کروہتہ وفی وتر النہایۃ انہا غیر جایزۃ کما قال صدر الاسلام
فالاحوط ان لا یصلی خلفہ کما فی الجواہر وہذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف
ولو شک فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقا کما فی النظم کذا فی جامع الرموز اور جو
شخص کہ پایہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو اوسکو استدلال بقران وحدیث کرکے عمل
کرنا نہ چاہئے کیونکہ اوسکو تقلید کسی مجتہد کی مجتہدین مین سے چاہئے اور استدلال
قران وحدیث سے منافی تقلید ہے فی شرح التحریر غیر المجتہد المطلق یلزم تقلید
مجتہد ما من المجتہدین المطلقین وفی الکفایۃ التقلید العمل بقول من لیس قولہ
احدی الحجج الاربع بالاعتماد علی قائلہ بلا استدلال من حجۃ من احدی الحجج فلیس
الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا رجوع الی الاجماع من التقلید لانہ رجوع
الی الحجۃ واللہ اعلم وعلمہ اتم

ضیاء الدین محمد

محمد عبد الغنی

محمد کریم اللہ

محمد بشیر الدین

پس جاننا چاہئے یہ فرقہ گمراہیہ کہ جو منکر تقلید ائمہ اربعہ کے ہین اور نیا طریقہ اختیار کیا ہے اور کہتے ہین کہ ہم محمدی ہین حالانکہ اونکو کچھہ تمیز مسائل ضروریہ مین نہین ہے بالکل و محض الحی ہین معاذ اللہ منہا کہ طعن کرتے ہین امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور امام شافعی وغیرہ پہ باوجودیکہ کچھہ اونکو مس کتب دینیہ سے نہین ہے تقلید ائمہ اربعہ کی فی زماننا سب پر واجب ہے انکار انکا تقلید سے باطل ہے قابل حجت کے نہین ہے چنانچہ روایات کتب سے صاف مبین ہے اور بطلان انکی کی بشرطیکہ نظر انصاف سے غور کرین التقلید اتباع الانسان لنسان فما یدعیہ من غیر ان یقف علی دلیل ما یدعیہ والتقلید انواع ثلاثہ تقلید واجب تقلید جائز و التقلید مذموم الا الواجب فتقلید الانبیاء صلعم و لیس ہذا بتقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا التقلید الائمۃ المجتہدین فیما اجتمعوا علیہ واجب ایضا وہو لیس بتقلید فی الحقیقۃ لان اجماعہم حجۃ فیکون عملا بالدلیل وکذا التقلید العلماء فی فروع الدین واجب عند الفقہاء وہو لیس بتقلید فی الحقیقۃ لانہم لا یقولون الا بدلیل ہذا مختصر ان الاصول للاصول للاصلاح الدین کشف الغطاء انہ لا یرجع المقلد فیما قلد فیہ من الاحکام احد من المجتہدین ای عمل بالاتفاق علی ما نقلہ الآمدی و ابن الحاجب فلو التزم مذہبا کابی حنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنہما فلیزم الاستمرار علیہ فلا التقلید غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ہذا ملا علی قاری شرح عین العلم وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا مختار البعض

ان تحول من مذہب الی مذہب ویستوی فیہ الحنفی والشافعی وقیل بمن انتقل الی
مذہب الشافعی رحمۃ اللہ لیزوج لہ اخاف ان یموت مسلوب الایمان لاہانتہ
بالدین لجیفۃ قذرۃ در کتاب قنیہ از باب فی الانتقال مذہب الی مذہب کذا فی التاتارخانیہ
وکذا فی العالمگیریہ حررہ محمد عبد القادر

امنا من اجاب ابو محمد اسمعیل

من انبلت علی مثل ہذہ فہو علی الحق ومن انکر نوقع فی الضلال کتبہ ابو الحسن محمد صالح اللہ

جو شخص کہ مذہب خاص کے پیرو کو بشکو بدعت اور ضلالت لکھا ہی وہ مردود گمراہ ہی

ہذا ہو الحق بلا ریب فیہ کتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین رب زدنی علما قال القہستانی فی النقایۃ شرح مختصر
الوقایۃ قبیل کتاب الاشربۃ وعلم ان من جعل الحق متعددا کالمعتزلۃ اثبت
للعامی الخیار من کل مذہب ما یہواہ ومن جعل واحدا کالعلماء التزم العامی اماما واحدا
کما فی الکشف فلو اخذ من کل مذہب ما یبیحہ صار فاسقا تاما کما فی شرح الطحاوی للعقیلی
سعید بن مسعود فیجب فی المذہب الصلابۃ ای اعتقاد کونہ حقا صوابا کما فی الجواہر ومستصفی
قالوا ان مذہبنا صواب یحتمل الخطاء ومذہب غیرنا خطاء یحتمل الصواب کما فی
المصطفی والمنتہی واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واسلم

محمد ہاشم افغانی

تعداد صفحوں کی ۱۴۶

۱۳۰۰

واضح ہو

کہ اول رسالہ اسمین مسمی بہ توقیر الحق تصنیف کیا ہوا جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب دامت برکاتہم کا ہو کہ عالم بیریا خالص باخدا پیرو شریعت رسول مقبول صلعم کے ہین اور پھرین بہی اسپر ایسے ہی علماکی ہین جوکہ عالم باعمل اور صالح بے بدل ہین اور اور دو رسالہ کہ ایک تین مین مسمی بہ نظام الاسلام اور دوسرا مسمی بہ تنبیہ الضالین جوکہ علمای کلکتہ نے عرصہ دراز ہوا کہ واسطے سرکوبی اعدای دین اور تو قیر دین کے بکمال جد وجہد اور جانفشانی اور عرق ریزی سے درست کرکے مزین مہو ہیں علمای مکہ ومدینہ ودہلی وکلکتہ وغیرہ کے فرمایا اور جو تھا فتوی اسی باب مین جسپر مہرین اجلہ واکابر علمای دین خاص دہلی کی درج ہین سب کو ایکجا کرکے طبع کروایا اور گویا اس مجموعہ کو سقرعۃ الاشرار ٹھہرایا تاکہ کسی کو رباطن کو گوئندہ مجال قیل وقال کی نرہے اور سب سے آخر مین ایک رسالہ مختصر تصنیف کیا ہوا افضل العلما واکمل الفضلا مولانا وبالفضل اولنا جناب مولوی سید محبوب علی صاحب کا ہے۔

قطعہ تاریخ مصنفہ حافظ نثار احمد صاحب خلف الصدق جناب حافظ عبد اللہ صاحب مہتمم مطبع نامی و پریس شاگرد شاہزادہ مرزا قیصر بخت صاحب بہادر فروغ

جو منکر ہے امامت کا وہ منکر ہے رسالت کا لکھا ہی بس بیان مین وہ رسالہ ایک یہ مین نے نثار خوش بیان تاریخ چھپنے کی بصد خوبی	جسے انکار ہو بس ہے ہمیشہ اوسکی قدم کھیے گرفت جان و دل فہمان ای عالی ہمم کھیے دیا ہاتف نے رسالہ خوب یہ لکھا رقم کھیے ۱۳۰۰